تاریخ الانساب

(حضرت آدمؑ سے عہدِ صحابہؓ تک)

کتابُ المعارف

ابن قتیبہؒ

ابتدائے آفرینشِ عالم سے انتہائی پہلی صدی ہجری تک کے تمام ممتاز انبیاءؑ، و رسلؑ، آلِ رسولؐ و اہلِ بیتِ رسولؐ، نیز ہزاروں صحابہؓ کے پاکیزہ حالات اور نسب ناموں پر مشتمل نہ صرف تاریخی دستاویز بلکہ ایک اسلامی انسائیکلوپیڈیا۔

ترجمہ :- سلام اللہ صدیقی

تصحیح و تزئین :- صاحبزادہ حافظ حقانی میاں قادری

•

پاک اکیڈمی دکان نمبر ۲۲- مسجد بابُ الاسلام آرام باغ کراچی ۱

فون نمبر ۲۱۷۴۵۸

تاریخ الانساب

(حضرت آدمؑ سے عہدِ صحابہؓ تک)

کتابُ المعارف

ابن قتیبہؒ

ابتدائے آفرینشِ عالم سے انتہائی پہلی صدی ہجری تک کے تمام ممتاز انبیاءؑ ورسلؑ، آلِ رسولؐ واہلِ بیتِ رسولؐ، نیز ہزاروں صحابہؓ کے پاکیزہ حالات اور نسب ناموں پر مشتمل نہ صرف تاریخی دستاویز بلکہ ایک اسلامی انسائیکلوپیڈیا۔

ترجمہ :- سلام اللہ صدیقی

تصحیح وتزئین :- صاحبزادہ حافظ حقانی میاں قادری

ناشر

پاک اکیڈمی مسجد بابُ الاسلام دکان نمبر ۲۲- آرام باغ کراچی ۱

فہرست مضامین

تقدیم

تاریخ الانساب یعنی کتاب المعارف لابن قتیبہ کا شمار ان قدیم کتب میں ہوتا ہے جو ہر دور میں مورخین و مصنفین کا ماخذ رہی ہیں۔ اہل علم حضرات کے حلقے میں اسکی اہمیت کسی بھی طور پر خفی و مخفی نہیں تشنگانِ علم تاریخ و انساب کے لئے اس میں ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہؒ نے بڑی محنت سے کائنات کے پہلے انسان حضرت آدمؑ سے لیکر پہلی صدی ہجری تک تمام مشہور انبیاء و رسل کے حالات مع انکے نسب ناموں کے بیان کئے ہیں اسی طرح سیکڑوں رسول آل رسول صحابہؓ اور تابعینؒ و تبع تابعین کے احوال و سوانح انکے نسب ناموں کیساتھ تحریر کئے ہیں جسکی وجہ سے یہ کتاب ایک منفرد تالیف بن گئی کہ اس سے پہلے اس قسم کی کوئی تالیف منظر عام پر نہ آئی تھی۔ ابن قتیبہ نے یہ کارنامہ تیسری صدی میں انجام دیا اس وقت سے ابتک کوئی مورخ و مصنف اس سے بے نیاز نہیں رہ سکا ہے۔ معارف ابن قتیبہ ایک ایسا انسائیکلو پیڈیا ہے جو کسی قسم کے تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ تاریخ کا ہر طالبعلم اسکی اہمیت کا اور اسکا متلاشی ہے مگر تلاش بسیار کے باوجود یہ کتاب ابتک اُسے دستیاب نہ ہوتی تھی اسلیے کہ وطن عزیز میں ابتک اسکا ترجمہ شدہ نسخہ بزبان اردو شائع نہ ہوا تھا۔ عربی زبان سے عدم واقفیت کی وجہ سے اسکے عربی نسخہ سے ہر طالبعلم اپنی علمی پیاس کما حقہ نہ بجھا سکتا تھا چنانچہ پاک اکیڈمی بکسیلرز اینڈ پبلشرز نے اس علمی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اس کے اردو ترجمے کو شائع کرنے کا اهتمام کیا جو کہ برصغیر پاک و ہند کے مشہور و معروف مصنف و مترجم محترم سلام اللہ صدیقی نے تاریخ الانساب کے نام سے کیا ہے۔

ادارے نے اس ترجمے کو جوں کا توں شائع کیا ہے تاکہ اس کا حسن متاثر نہ ہو حالانکہ اس تاریخی کتاب کے کچھ مقامات ایسے ہیں جن سے مختلف ہائے طبقہ ہائے فکر اختلاف کر سکتے ہیں۔ ادارہ انکی خدمت میں بڑے ادب سے عرض کرتا ہے کہ یہ تحریریں حذف بھی کی جاسکتی تھیں مگر کیونکہ یہ کتاب ایک قدیم ترین ماخذ اور حوالہ جاتی کتابوں میں شمار ہوتی ہے اس لئے ادارے نے بہتر نہ سمجھا کہ اس میں کسی قسم کی کانٹ چھانٹ یا خراش تراش کی جائے

اور نہ کسی علمی خیانت کا ارتکاب کیا جائے ۔

ادارہ اس علمی کاوش کو آج اہل علم کے سامنے بصد افتخار پیش کر رہا ہے کہ آج ہم نے علم کے قدر دانوں کی ایک ضرورت کو پورا کر دیا ہے امید ہے کہ اس علمی شہ پارے کی پذیرائی میں اہل ذوق کسی قسم کی کمی نہیں کریں گے ۔

میں اس موقع پر باظہار مسرت یہ کہوں گا کہ پاک اکیڈمی کی آئندہ بھی یہ کوشش رہے گی کہ اہل علم ذوق کی خدمت میں نایاب علمی شہ پارے اور بہترین اعلیٰ معیار کی کتابیں پیش کرتی رہے ۔ آخر میں اُن چند اشخاص کا تذکرہ نہ کروں جو معارف ابن قتیبہ کی اشاعت کے سلسلے میں قدم بقدم میرے رفیق و رہنما رہے ، جن کے قیمتی مشوروں اور پرخلوص آراء نے میری ہمتوں کو جلا بخشی ، تو میری نظر میں یہ بھی ایک طرح کی خیانت ہو گی ۔ میں شکر گزار ہوں حضرت مولانا سعید الرحمٰن صاحب علوی (سابق ایڈیٹر ہفت روزہ خدام الدین) حضرت مولانا اعجاز احمد خان صاحب سنگھانوی ، حضرت علامہ سعید بن عزیز یوسف زئی ، اور مشہور شاعر و صحافی جناب میر واصف علی صاحب کا جنھوں نے اس علمی کاوش کو آپ کے سامنے جلد از جلد پیش کرنے کیلئے میرے ساتھ بھرپور تعاون کیا ۔ میں امید کرتا ہوں کہ انکی شفقتیں اور انکا تعاون آئندہ بھی جاری رہیگا ۔ میں کتاب کے قارئین سے بھی گزارش کروں گا کہ وہ مطالعہ کے بعد اپنے قیمتی مشوروں سے بھی ضرور نوازیں گے کسی قسم کی غلطی پائیں تو از راہِ کرم اسکی نشاندہی فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کر دی جائے ۔

والسلام

آپ کے گراں قدر مشوروں کا منتظر

صاحبزادہ حافظ حقانی میاں قادری

پاک اکیڈمی کراچی

یکم اپریل ۱۹۸۵ء

پیشِ لفظ

کتاب پڑھنے سے قبل صاحبِ کتاب کے بارے میں کچھ جان لینا نہایت ضروری ہے، اس لئے کہ مصنّف کے اخلاق و کردار کا اس کی تحریر پر خاصا اثر ہوتا ہے۔

پیشِ نظر کتاب "حضرت آدمؑ سے عہد صحابہؓ تک" کا اصل نام "معارف"، اور مصنّف کا نام عبداللہ بن قتیبہؒ ہے، آپ نے ۲۷۶ھ میں انتقال کیا۔

ابن قتیبہؒ دو ہیں اور دونوں کی کتاب کا نام "معارف" ہے۔ عبداللہ بن قتیبہ اور ابراہیم بن قتیبہ ــــ ثانی الذکر شیعہ مسلک سے تعلّق رکھتے ہیں، چونکہ دونوں کی کتابوں کا نام ایک ہی ہے، اس لئے کچھ لوگ ابن قتیبہ کا نام سُنتے ہی کہہ دیتے ہیں ــــ "یہ تو شیعہ ہیں۔"

عبداللہ بن قتیبہؒ کے شیعہ ہونے پر یوں بھی شک کیا جاتا ہے کہ ان کی طرف منسوب ایک مشہور باب "الامامت والسیاست" ہے جس میں بہت سی باتیں شیعہ طرزِ فکر کی ترجمانی کرتی ہیں۔ مثلاً متذکرہ کتاب میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت جبری اور ظالمانہ رنگ میں پیش کی گئی ہے اور کتاب کی جلد ا کے صفحہ ۱۱ سے ۱۶ تک میں اس بیعت کو جبری ثابت کرنے کیلئے عجیب عجیب قسم کی روایات نقل ہوتی ہیں، اسی طرح "معارف" میں بھی متعدد روایات ایسی ہیں جو قیاس اور تحقیق کی کسوٹی پر کھری نہیں اُترتی ہیں۔ مثلاً کتاب "المعارف" میں انبیاء سے متعلق بیشتر روایات

اسرائیلیات کا ماخذ ہیں جو اسلامی مزاج سے مطابقت نہیں رکھتیں، اسی طرح اور بھی چند روایات بالکل عجیب و غریب ہیں، مثال کے طور پر حضرت عثمانؓ کے تذکرہ میں اُن کے بیٹے ولید بن عثمان کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ شرابی اور عیاش تھے چنانچہ جب حضرت عثمان محاصرہ کی حالت میں شہید کئے گئے تو یہ صاحب خوشبویات سے معطر حجلۂ عروسی میں تھے، لیکن یہ روایت کیسے تسلیم کی جاتے جب کہ محاصرہ کے دوران حضرت عثمانؓ پر چالیس روز تک آب و دانہ بند تھا اور آپ اور آپ کے تمام رفقاء کیلئے دن کا چین اور رات کی نیند حرام تھی۔ لہٰذا ایسی صورت میں جب کہ آلِ عثمان ایک ایک گھونٹ پانی کیلئے ترس رہے ہوں کیسے یہ مان لیا جاتے کہ ان کے صاحبزادے اس افراتفری کے ماحول میں جام پر جام لنڈھا رہے ہوں۔

محققین نے اس طرح کی روایات کے بارے میں صاف لکھا ہے کہ یہ الحاقی ہیں جو ابن قتیبہ کے علم اور ان کی دوسری روایات کے ساتھ مناسبت نہیں رکھتیں۔

رہی کتاب "الامامت والسیاست" تو اُن کے بارے میں بعض مؤرخوں کا خیال ہے کہ یہ کسی اور کی کتاب ہے جو اُن کی طرف منسوب کر دی گئی ہے۔

دائرۃ المعارف الاسلامیہ ۳۶۲/۱

ذیل میں ابن قتیبہؒ اور ان کی تصنیفات کے بارے میں چند آراء نقل کی جارہی ہیں، اس سے مندرجہ بالا اقتباسات کی توثیق ہو گی۔

مشہور ہے کہ علامہ ابن قتیبہؒ، ابو حاتم سجستانی اور اسحٰق بن راہویہ جیسے ائمہ کے شاگرد اور دینور کے قاضی تھے (بقول ابن کثیر)

ثقہ اور صاحب فضل و شرف تھے۔ (بقول ابن حجر)

نہایت سچے تھے۔ بقول خطیب بغدادی)

ثقہ دیندار اور فاضل تھے۔ (بقول مسلمہ بن قاسم)

بعض تذکرہ نگاران کے بارے میں سخت رائے رکھتے ہیں:۔

(بقول قاضی ابن العربی) جاہل تھے۔ (بقول حاکم) کذاب تھے۔ (بقول محمود آلوسی) دروغ گو اور افترا پرواز تھے (تفسیر روح المعانی ۷/۴۲)

لیکن مشہور مؤرخ ابن خلدون کی نظر میں ابن قتیبہ ادیب اور فاضل شخص تھے۔ ادب میں اُن کی کتاب "ادب الکاتب" علم وادب کے اصول وارکان میں سے ایک ہے۔ (مقدمہ ص ۴۸۶)

محمود ظفر سیالکوٹی نے لکھا ہے کہ ابن قتیبہ کی ہر کتاب میں ادبی چاشنی عبارت کی حلاوت ودلکشی اور وہ تمام خوبیاں بدرجہ اتم موجود ہیں جو ایک ادیب اور ماہر علم کی کتاب میں ہونی چاہیئے، چنانچہ غریب القرآن، غریب الحدیث اور مختلف الحدیث وغیرہ کی عبارتیں ابن قتیبہ کے ادبی ذوق کی بین مثال ہیں۔

سلام اللہ صدیقی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

زمین کی تخلیق

تاریخ اسلام کی روشنی میں

میں نے توریت کی پہلی کتاب میں پڑھا ہے کہ اللہ رب العالمین نے مخلوقات میں سب سے پہلے آسمان وزمین کو پیدا فرمایا ۔ زمین ابتداءً بالکل غیر آباد اور چٹیل میدان تھی ، پانی پر تاریکی چھائی ہوئی تھی اور اللہ رب العزّت کی نسیم لطف روی آب پر چلتی تھی ، اس وقت اللہ عز وجل نے نور کو ظاہر ہونے کا حکم دیا ۔ نور عیاں ہوا ۔ خدا کو پسند آیا اور اُسے تاریکی سے امتیاز بخش کر اس کا نام دن رکھا ۔ تاریکی رات کے نام سے موسوم کی گئی ، اس کے بعد شام ہوگئی ۔ یک شنبہ کی صبح کو خدا کا حکم ہوا کہ پانی کے وسط میں ایک چھت قائم ہو کر اس کے دو حصے کر دے ۔ اس طرح کردہ حصے ایک دوسرے سے جدا رہیں ۔ ایک چھت پیدا ہو کر وسط آب میں حائل ہوئی جس کی وجہ سے اوپر کا پانی اُوپر اور نیچے کا پانی نیچے رہا ۔ یہ چھت آسمان کے نام سے موسوم ہوئی اور شام ہوگئی ، دوشنبہ کی صبح نمودار ہوئی ۔

زمین کا وجود

آیت قرآنی " والبحر المسجور " کے بارے میں ابوالخطاب نے مجھ سے بروایت مالک بن سعید اور مالک بن سعید نے بواسطہ ابی صالح بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضؓ فرماتے تھے کہ عرش کے

نیچے ایک دریا ہے "۔

یہ قول توریت کے اس بیان سے بھی ملتا ہے کہ "آسمان دو دریائں کے بیچ واقع ہے "۔

خدائے پاک کا حکم ہوا کہ آسمان کے نیچے کا تمام پانی ایک جگہ جمع ہو جائے تاکہ خشکی نمودار ہو۔ اور ایسا ہو گیا۔ خدا نے خشکی کو زمین اور جمع شدہ پانی کو دریاؤں کے نام سے موسوم کیا۔

جڑی بوٹی کی ابتداء

اس کے بعد حکمِ الٰہی ہوا کہ زمین جڑی بوٹیاں اور پھل دار درخت اُگائے، زمین نے اللہ کے فرمان پر عمل کیا، خداوند قدوس کو وہ نباتات پسند آئیں، پھر شام ہو گئی، سہ شنبہ کی صبح ہونے پر خدا کا حکم ہوا کہ آسمان کی چھت میں دونوں رات اور دن کی تمیز کے لئے نمایاں ہوں اور ایام وسنین کے لئے علامتوں کا کام دیں۔

رات اور دن کی تخلیق

چنانچہ دو نور پیدا ہوئے۔ بڑا نور دن کی حکومت کے لئے اور چھوٹا نور اور ستارے رات کی سلطنت کے لئے مقرر ہوئے، اللہ رب العالمین نے اُن کو پسند فرمایا اور شام ہو گئی۔ چہار شنبہ کی صبح نمودار ہوئی تو حکم الٰہی ہوا کہ پانی ہر جاندار نفس کو حرکت دے، چڑیاں روئے زمین پر فضائے آسمانی میں پرواز کریں خدا نے دو عظیم الخلقت اژدہے پیدا فرمائے۔ پانی پر ہر ایک جنس کے جاندار حرکت میں آئے اور ہر ایک پرند مع اپنے جنس کے پرواز میں آیا۔ اللہ تعالیٰ کو یہ سب اُمور پسند آئے۔ اور اس نے سبھوں کو برکت عطا فرمائی اور کہا کہ بڑھو اور پھلو۔ پھر شام ہو گئی۔

حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق

پنجشنبہ کی صبح نمودار ہوئی، اللہ پاک نے فرمایا۔ ہم بشر کو اپنی صورت

پر پیدا کریں گے۔ اس لئے آدم کو گندم رنگ زمین کی خاک سے بنایا۔ اور ان کے منہ میں زندگی کی روح پھونک کر فرمایا، آدم کا تنہا رہنا اچھا نہیں۔ میں اس کے واسطے اسی کی ایسی اور ذات بناؤں گا۔ آدم علیہ السلام پر نیند غالب کر کے اللہ پاک نے ان کے پہلو کی ایک ہڈی لے کر اُسے آدم کی ہم شکل بنایا اور اس ہڈی کا نام "اِمرأۃ" رکھا۔ کیوں کہ وہ "مرا" سے ماخوذ ہوتی تھی پھر اُسے آدم سے قربت عطا کی، آدم علیہ السلام نے کہا کہ یہ میری ایک ہڈی اور میرے گوشت کا ایک حصہ ہے۔ اس لئے آدمی اپنے ماں باپ کو چھوڑ کر عورت کا ہو رہتا ہے۔

حضرت آدمؑ کی اولاد

خداوند رب العزّت نے آدم اور اُن کی بیوی کو برکت دی اور ارشاد فرمایا۔ پھلو پھولو، روئے زمین کو اپنی نسل سے بھر دو، مخلوقات دریا، آسمانی پرندوں، چرند جانوروں، زمین کی جڑی بوٹیوں، درختوں اور پھلوں پر حکمراں بنکر انھیں اپنے تصرّف میں لاؤ۔ اس کے بعد خلاق عالم نے تمام مخلوقات کو نہایت پسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور شام ہوگئی۔

سات دن میں تخلیقِ کائنات

چھٹے دن کی صبح طلوع ہوئی اور اللہ عزّ وجل کے تمام کام مکمل ہوئے۔ اس کے بعد خلاق عالم نے خلقت کے ساتویں دن آرام فرما کر اُسے برکت دی۔ اور پاک بنایا۔ فردوس کو عدن میں نصب کیا جہاں ایک نہر اس باغ کو سیراب کیا کرتی ہے۔ اس نہر کی تقسیم چار شاخوں میں ہوتی ہے۔

اوّل جیحون یہ سرزمین حویلہ کے گرد محیط ہے۔ وہاں اعلیٰ درجہ کا سونا، بلور اور فیروزہ کے بہترین پتھر پیدا ہوتے ہیں۔

دوسری شاخ نہر سیحون ہے۔ یہ کوش اور حبش کی سرزمین کا احاطہ کرتی ہے۔

تیسری نہر دجلہ ہے اُس کا بہاؤ اشور کی طرف ہے
اور چوتھی نہر فرات ——

باغ فردوس کے وسط میں زندگی اور نیک و بد کے علم کا پودا نصب فرما کر خدا نے آدمؑ کو حکم دیا کہ فردوس کے تمام درختوں کا پھل کھانا مگر علم نیک و بد کے درخت سے کچھ تعرض نہ کرنا، اگر اس کا پھل کھاؤ گے فوراً مر جاؤ گے۔

اس قول سے خدائے پاک کی مراد یہ تھی کہ تم مُردوں کے مشابہ ہو جاؤ گے۔

سانپ کی تاریخ

خشکی کے جانوروں میں سانپ سب سے بڑھ کر حیلہ باز اور مکّار تھا، اس نے عورت "حوا" سے کہا کہ تم دونوں میاں بیوی اس درخت کا پھل کھانے سے مرو گے نہیں لیکن تمہارے دل کی آنکھیں کھل جائیں گی اور دیوتاؤں کی طرح سب اچھی بُری باتوں کو جان جاؤ گے۔

عورت نے فریب میں آکر اس درخت کا پھل لیا — خود کھایا اور مرد کو بھی کھلایا۔ پھل کھاتے ہی دونوں کی چشمِ بصیرت وا ہو گئی، انھیں معلوم ہوا کہ وہ دونوں برہنہ ہیں، انھوں نے انجیر کے پتّے توڑ کر تہہ بند تیار کیا۔ اس واقعہ کے بعد جس وقت دن کو برکت دی گئی تھی اس وقت ان کو باغ فردوس میں خدائی آواز سنائی دی۔ اس آواز کو سُنکر آدمؑ اور اُن کی بیوی جنّتی درختوں کی اوٹ میں چھپ رہے۔ خداوند پاک نے انھیں اپنے روبرو طلب کیا، آدمؑ نے عرض کی۔ میں نے تیری آواز فردوس میں سُنی، تو نے مجھے برہنہ دیکھا، اس لئے میں روپوش ہو گیا۔

خدا نے کہا۔ تم کو یہ بات کس نے سُجھائی کہ تم برہنہ ہو؟ ضرور تم نے میرے

منع کئے ہوئے درخت کا پھل کھایا ہے"۔

آدمؑ نے عرض کی: "پروردگارا! عورت نے مجھے وہ پھل کھلادیا"۔

بی بی حوّا نے سانپ کے بہکانے کا عذر پیش کیا۔

انسان اور سانپ کے درمیان دشمنی کیوں؟

خداوند ربّ العزت نے سانپ سے ارشاد فرمایا، تو اس کام کی وجہ سے ملعون کیا گیا۔ تیری سزا یہ ہے کہ تیرے پاؤں نابود کردیئے جاتے ہیں۔ پیٹ کے بل چلا کر اور مٹی کھایا کر، آئندہ زمانے میں تیری اور اس عورت کی اولاد کے درمیان عداوت پیدا کردی۔ وہ تیرا سر کچلا کرے گی اور تو اسکو ڈسا کرے گا۔

عورت سے کہا گیا "تیرے دُکھ درد اور حمل میں کثرت کی گئی۔ تو مصیبت کے ساتھ اولاد جنے گی اور اپنے شوہر کو دے دیگی۔ تیرا شوہر تجھ پر حاکم رہے گا"۔

آدمؑ سے خطاب ہوا: "تمھاری وجہ سے زمین پر لعنت کی گئی۔ وہ کانٹے اُگاتے گی۔ اور تم انھیں چیزوں کو تکلیف جھیل کر اور رو دھو کر کھاتے رہوگے۔ تاآنکہ آخر مٹی میں مل جاؤ گے۔ جس سے تمھاری سرشت ہوئی ہے"؟

خدا نے آدمؑ کی بیوی کا نام اس لئے "حوا" رکھا کہ وہ تمام جاندار انسانوں کی ماں ہیں۔ پھر ان دونوں زن و شوہر کو کھال کے تہہ بند پہنائے اور کہا: "آدمؑ کو نیک و بد کا علم حاصل ہوگیا ہے اس لئے ممکن ہے کہ وہ درختِ زندگی کا بھی پھل کھالے اور حیاتِ جاوید حاصل کرلے۔ لہٰذا اُسے باغِ عدن کے مشرقی حصّہ سے خارج کرکے جس زمین کی مٹی سے وہ پیدا کیا گیا تھا اسی پر بھیجدیا"۔ یہ توریت کا بیان ہے۔

دنیا میں انسان سے قبل کس کی حکومت تھی

وہب بن منبہ

بیان کرتے ہیں، کہ آدم ع سے قبل زمین پر جنّوں کی سکونت تھی۔ اُن میں سے ایک جماعت نے نافرمانی اختیار کر کے خوں ریزی شروع کی، اللہ تعالیٰ نے آسمان دنیا کے فرشتوں کی ایک فوج کو اُن کی سرکوبی پر مسلط کیا، اس فوج کا سردار ابلیس تھا۔ یہ جماعت زمین پر نازل ہوتی اور جنّوں کو وہاں سے نکال کر ملک بدر کر دیا۔

وہب بن منبہ اپنے اس قول کے استشہاد میں قول باری تعالیٰ "والجان خلقناه من قبل من نار السموم"، کو پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ "من قبل" سے مراد یہ ہے کہ تخلیق آدم سے پہلے جن پیدا کئے گئے تھے۔

غرضکہ فرشتوں کی فوج نے جنّوں کو آباد اور قابلِ زراعت زمین سے نکال کر بنجر زمین اور دریاتی جزیروں تک پہونچا دیا ابلیس اپنی ہمراھی فوج کے ساتھ سرسبز اور سیر حاصل زمین پر سکونت پذیر ہوا۔ ابلیس کا نام "عزازیل" تھا۔

اس کے بعد وہب نے اس بات کا ذکر کیا ہے کہ خدائے قدوس نے آدم علیہ السّلام کو پیدا فرمایا۔

ناخنوں میں چمک کیوں؟

خدا نے آدم کو ناخنوں کی وضع کا لباس پہنایا، جسکی کھال ہر روز مزید حسن وجمال حاصل کرتی رہتی تھی۔ مگر جس وقت آدمؑ اور اُن کی بیوی نے ممنوع درخت کے پھل کھائے، اُن کا لباس جاتا رہا۔ وہ لباس آفتاب کی طرح چمکتا تھا۔ پھر اُس کا اثر محض ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کے سروں پر رہ گیا۔

ابلیس کو سانپ جنّت میں کیسے لے گیا؟

آدم علیہ السّلام کی پیدائش جمعہ کے روز ہوئی تھی۔ خداوند پاک نے چھ دنوں تک اُنھیں جنّت میں رکھا آدم علیہ السّلام

اور اُن کی بیوی نے جنّت میں سب سے پہلے انگور کھائے جس درخت کے پھل کھانے سے انھیں منع کیا گیا تھا وہ گیہوں کا درخت تھا۔ خدا نے جنّت میں سانپ کو آدمؑ کی خدمت گذاری پر مامور کیا تھا۔ سانپ نہایت حسین مخلوق تھا۔ اُونٹ کی طرح اس کے چار پاؤں تھے ابلیس نے زمین کے تمام چوپایوں سے خواہش کی کہ تم مجھے جنّت کے اندر لے چلو۔ سبھوں نے انکار کیا۔ مگر سانپ نے اس بات کو منظور کر لیا اور وہ ابلیس کو اپنے دو دانتوں پر بٹھا کر جنّت میں لے گیا۔

آدمؑ کی توبہ قبول ہوئی

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السّلام کی توبہ قبول فرمائی تو اُن کو حکم دیا کہ وہ "مکّہ" کی طرف جائیں۔ اُن کے واسطے زمین کو طے کیا اور اس کے کف دست میدانوں کو اُٹھا لیا۔ جس جس حصّۂ زمین پر آدمؑ نے قدم رکھے وہ سب آباد ہو گئے۔ یہاں تک کہ وہ "مکّہ" میں پہنچ گئے، جس وقت آدم علیہ السّلام جنّتِ عدن سے زمین پر اُتارے گئے تھے تو سر زمینِ ہند کے مشرقی حصّہ میں اُترے تھے۔ خدا نے "حوّا" کو جدّہ میں اور سانپ کو جنگل میں اُتارا۔ اور ابلیس کو "کبر ابلہ" کے ساحل پر لا ڈالا۔

ہندوستان کی عظمت

ابن اسحٰق کا بیان ہے کہ "اہلِ علم کہتے ہیں کہ آدمؑ اور حوا کے اُترنے کی جگہ ملکِ ہند کا ایک پہاڑ ہے جس کا نام "راسم" ہے۔ یہ دیہات میں واقع اور آج کل اس جگہ "دہنج" اور "مندل" ہیں۔

ابو محمد کا قول ہے "اہل عرب خوشبو اور بینجوج کو "مندل" کی جانب منسوب کرتے ہیں۔ ایک شاعر کسی عورت کے ذکر میں کہتا ہے۔

اذا بر ذت نا اے بہانی تبا بہا
ذکی الشذا و المندلی المطیر

"مندلی" عود کو کہتے ہیں اور مطیر سے مُراد چرا ہوا ہے۔

حضرت آدم علیہ السّلام کا حلیہ

آدم علیہ السّلام امرد تھے داڑھی ان کے بیٹے کے اُن کے بعد نکلی۔ ان کا قد چھریرا تھا۔ سر کے بال گنجان تھے اور ان کے گیسو لٹک رہے تھے۔ وہ زمین پر اُتارے گئے۔ تو کھیتی میں مصروف ہوئے۔ اور حضرت حوّا نے بالوں کو کات کر اپنے ہاتھوں سے اس کا کپڑا بنایا۔

حضرت آدمؑ کی پہلی اولاد

توریت میں لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السّلام نے اپنی بیوی حضرت حوّا سے ہمبستری کی جس سے اُن کا بیٹا "قابیل" پیدا ہوا۔ حوّا نے کہا: "میں نے خدا کے واسطے ایک مرد کا فائدہ اُٹھایا"۔ اس کے بعد اُن کے بطن سے "ہابیل" تولّد ہوئے۔ قابیل کاشتکار تھے اور ہابیل بکریاں چرایا کرتے تھے۔ ان دونوں نے قربانی کی۔ قربانی مقبول ہابیل کی قبول ہوئی اور قابیل کی قربانی نامقبول۔ اس وجہ سے قابیل نے رشک کر کے اپنے بھائی ہابیل کو مار ڈالا۔

ہابیل قابیل کی داستان

وہب کا بیان ہے کہ حضرت آدم علیہ السّلام کے ہر ایک بطن سے دو بچّے پیدا ہوتے تھے۔ ایک نر دوسرا مادہ۔ اور اُن میں جو مرد ہوتا تھا وہ بجز اپنی توام بہن کے اور جس بہن کے ساتھ چاہتا شادی کر لیتا۔ قابیل نے اپنے ساتھ پیدا ہونیوالی ہابیل کی زوجیت میں دینے سے انکار کر دیا۔ قابیل نے خود اس کے استحقاق کا دعوٰی کیا۔ حضرت آدم علیہ السّلام ناراض ہو کر کہنے لگے۔ اچھّا تم دونوں جاؤ

اور خدائے پاک سے اپنا معاملہ طے کراؤ۔ تم قربانیاں پیش کراؤ۔ جس کی قربانی مقبول ہوگی وہی اس لڑکی سے شادی کرنے کا زیادہ مستحق ہوگا۔ قابیل و ہابیل نے مِنیٰ کے مقام پر جاکر قربانیاں کیں۔ اُسی وقت سے مِنیٰ کا مقام آج تک سب لوگوں کے قربانی کرنے کا مقام ہو گیا۔

ایک آگ آسمان سے گری اور قابیل کی قربانی مقبول ہوگئی، قابیل کو رشک ہوا اور اس نے ہابیل کو قتل کر ڈالا۔ ایک پتھر سے اُس کے سر کو کچل دیا۔ اُس کی بہن کو ساتھ لیکر عدن کے مشرقی جانب ملک یمن کی ایک وادی میں بھاگ آیا۔ اور روپوش ہو گیا۔ آدم ؑ کو قابیل کے کرتوت کی خبر ملی۔ انہوں نے ہابیل کو مقتول پایا۔ جس کا خون زمین پی گئی تھی۔ آدم ؑ نے زمین کو بددعا دی اور اُنہیں کی بددُعا کے اثر سے اب تک زمین خون کو جذب نہیں کرتی ہے اور اُس پر کانٹے اُگتے ہیں۔

دنیا کی سب سے پہلی کتاب

توریت میں لکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی بیوی حوّا سے ہمبستری کی۔ حوّا سے ایک فرزند نرینہ پیدا ہوا جس کا نام "شیث" رکھا۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ وہ منجانب اللہ ہابیل کا نعم البدل ملا تھا۔ اس کے علاوہ اور بھی آدم کے چالیس بیٹے بیس بطنوں میں سے پیدا ہوئے، اُن پر مردار جانور خون اور سؤر کے گوشت کی حرمت نازل ہوئی۔ اور اکیس ۲۱ ورقوں میں حروف معجم نازل ہوئے۔ دنیا میں یہ سب سے پہلی کتاب تھی۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے تمام زبانوں کو محدود فرمایا۔

حضرت آدم ؑ کی وفات

زید بن اخدم کا بیان ہے، وہ کہتے ہیں۔ "مجھے یحییٰ ابن کثیر نے بیان کہ ان سے عثمان

بن سعد کاتب بذریعہ حبن اور حسن بذریعۂ عتی اور عتی بواسطۂ آبی کے روایت کرتے تھے کہ "حضرت آدم علیہ السلام نے وفات کے وقت جنّت کے انگور کھانے کی خواہش کی۔ اُن کے بیٹے انگور لانے کے جنّت کی جانب روانہ ہوتے۔ راستہ میں اُن کو ملائکہ ملے جنھوں نے دریافت کیا۔ "فرزندانِ بنی آدم تم کہاں جا رہے ہو؟ انھوں نے کہا کہ ہمارے باپ کو جنّت کے انگور کھانے کی خواہش ہے اُسی کو لینے کے لئے جا رہے ہیں۔ فرشتوں نے کہا واپس جاؤ۔ تم اپنی خدمت پوری اور اپنا فرض ادا کر چکے۔ غرضکہ وہ سب لوگ واپس آتے اور یہاں آدمؑ وفات پا چکے تھے، پھر اُن کو غُسل دیکر جسم میں خوشبو ملی اور کفن پہنا کر حضرت جبرئیل اور تمام فرشتوں نے صف اوّل میں اور فرزندانِ آدمؑ نے دوسری صف میں کھڑے ہو کر نماز جنازہ ادا کی۔ بعد ازاں اُنھیں دفن کر دیا۔ فرشتوں نے آدمؑ کے بیٹوں کو مخاطب کر کے کہا۔

"بنی آدم! تمھارے موتیٰ (مرنے والوں) کے واسطے یہی طریقہ رکھا گیا ہے"

حضرت آدمؑ کی قبر

حضرت آدم علیہ السلام کی قبر کوہ ابو قبیس کے ایک غار میں جس کا نام "غار کنز" تھا کھودی گئی اور اُن کی نعش اُسی مقام پر طوفانِ نوح کے زمانہ تک مدفون رہی۔ جب طوفانِ نوح کا زمانہ آیا تو حضرت نوح علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام کی نعش قبر سے نکالکر ایک تابوت میں بند کی اور کشتی پر اپنے ساتھ رکھ لی۔ طوفان ختم ہونے اور زمین کے نمایاں ہونے پر اہل کشتی خشکی پر اُترے تو آدم علیہ السلام کی نعش کو حضرت نوحؑ نے پھر اسی مقام پر دفن کر دیا۔

میں نے توریت میں دیکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نو سو تیس (۹۳۰) برس زندہ رہے۔ اور وہب کا کہنا ہے کہ وہ پورے ایک ہزار سال تک زندہ رہے

حضرت شیثؑ

حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹوں میں حضرت شیثؑ سب سے بزرگ، صاحب وقار اور باپ کے ہم شکل اور محبوب تھے۔ باپ نے اُن کو اپنا وصی اور قائم مقام بنایا تھا۔ تمام آدمی انھیں کی اولاد ہیں۔ اور سبھوں کا نسب انھیں پر ختم ہوتا ہے

حضرت شیث علیہ السلام نے ہی کعبہ کی تعمیر گارے اور پتھروں سے کی تھی۔ اس تعمیر سے قبل اس مقام پر آدم علیہ السلام کا ایک خیمہ تھا جو خداوند پاک نے اُن کے لئے جنت سے بھیج کر نصب کیا تھا، خداوند پاک نے حضرت شیث ابن آدم پر پچاس صحیفے نازل فرمائے اور وہ نو سو برس زندہ رہے۔ شیث علیہ السلام کے بیٹے انوش اور چند دوسرے لڑکے اور لڑکیاں تھیں۔ "انوش" کے لڑکے کا نام "قینان" قینان کے بیٹے کا "مہلائیل" مہلائیل کے فرزند کا نام "یارد" اور یارد کے بیٹے کا نام "اخنوخ" تھا۔ جن کو "ادریس" بھی کہتے ہیں۔

حضرت ادریس علیہ السلام

وہب بیان کرتے ہیں کہ حضرت ادریس علیہ السلام دراز قد اور کشادہ شکم تھے۔ آپ کا سینہ چوڑا تھا۔ جسم پر بال کم تھے، سر کے بال گنجان تھے۔ دونوں کانوں میں سے ایک بڑا تھا دوسرا چھوٹا۔ اُن کے بدن میں سفید سفید داغ تھے۔ لیکن برص کا مرض نہیں تھا۔ آواز بہت نازک تھی۔ باتیں سنبھل سنبھل کر کیا کرتے تھے۔ اور چلنے میں قدم نزدیک نزدیک رکھتے تھے۔ اُن کا نام ادریس اس لئے رکھا گیا تھا کہ خدا کی کتاب اور قواعدِ اسلام کا درس بکثرت دیا کرتے تھے۔ ان پر ۳۰ تیس صحیفے نازل ہوتے تھے، سب سے پہلے جس شخص نے قلم سے لکھا وہ حضرت ادریس ہیں۔ اور کپڑوں کو سی کر بھی سب سے پہلے اُنھیں نے پہنا۔ ان سے پہلے

بن سعد کاتب بذریعہ حبن اور حسن بذریعۂ عتی اور عتی بواسطۂ آبی کے روایت کرتے تھے کہ "حضرت آدم علیہ السلام نے وفات کے وقت جنت کے انگور کھانے کی خواہش کی۔ اُن کے بیٹے انگور لانے کے جنت کی جانب روانہ ہوئے۔ راستہ میں میں اُن کو ملائکہ ملے جنھوں نے دریافت کیا "فرزندانِ بنی آدم تم کہاں جا رہے ہو؟ انھوں نے کہا کہ ہمارے باپ کو جنت کے انگور کھانے کی خواہش ہے اُسی کو لینے کے لئے جا رہے ہیں۔ فرشتوں نے کہا واپس جاؤ۔ تم اپنی خدمت پوری اور اپنا فرض ادا کر چکے۔ غرضکہ وہ سب لوگ واپس آئے اور یہاں آدمؑ وفات پا چکے تھے، پھر اُن کو غسل دیکر جسم میں خوشبو ملی اور کفن پہنا کر حضرت جبرئیل اور تمام فرشتوں نے صف اوّل میں اور فرزندانِ آدمؑ نے دوسری صف میں کھڑے ہو کر نماز جنازہ ادا کی۔ بعد ازاں انھیں دفن کر دیا۔ فرشتوں نے آدمؑ کے بیٹوں کو مخاطب کر کے کہا۔

"بنی آدم! تمھارے موتیٰ (مرنے والوں) کے واسطے یہی طریقہ رکھا گیا ہے"

حضرت آدمؑ کی قبر

حضرت آدم علیہ السلام کی قبر کوہِ ابو قبیس کے ایک غار میں جس کا نام "غار کنز" تھا کھودی گئی اور اُن کی نعش اُسی مقام پر طوفانِ نوح کے زمانہ تک مدفون رہی۔ جب طوفانِ نوح کا زمانہ آیا تو حضرت نوح علیہ السلام نے حضرت آدم علیہ السلام کی نعش قبر سے نکالکر ایک تابوت میں بند کی اور کشتی پر اپنے ساتھ رکھ لی۔ طوفان ختم ہونے اور زمین کے نمایاں ہونے پر اہل کشتی خشکی پر اُترے تو آدم علیہ السلام کی نعش کو حضرت نوحؑ نے پھر اسی مقام پر دفن کر دیا۔

میں نے توریت میں دیکھا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نو سو تیس (۹۳۰) برس زندہ رہے۔ اور وہب کا کہنا ہے کہ وہ پورے ایک ہزار سال تک زندہ رہے

حضرت شیثؑ

حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹوں میں حضرت شیثؑ سب سے بزرگ، صاحب وقار اور باپ کے ہم شکل اور محبوب تھے۔ باپ نے اُن کو اپنا وصی اور قائم مقام بنایا تھا۔ تمام آدمی انھیں کی اولاد میں ہیں۔ اور سبھوں کا نسب انھیں پر ختم ہوتا ہے

حضرت شیث علیہ السلام نے ہی کعبہ کی تعمیر گارے اور پتھروں سے کی تھی۔ اس تعمیر سے قبل اس مقام پر آدم علیہ السلام کا ایک خیمہ تھا جو خداوند پاک نے اُن کے لئے جنت سے بھیج کر نصب کیا تھا، خداوند پاک نے حضرت شیث ابن آدم پر پچاس صحیفے نازل فرمائے اور وہ نو سو برس زندہ رہے۔ شیث علیہ السلام کے بیٹے انوش اور چند دوسرے لڑکے اور لڑکیاں تھیں۔ "انوش" کے لڑکے کا نام "قینان" قینان کے بیٹے کا "مہلائیل" مہلائیل کے فرزند کا نام "یارد" اور یارد کے بیٹے کا نام "اخنوخ" تھا۔ جن کو "ادریس" بھی کہتے ہیں۔

حضرت ادریس علیہ السلام

وہب بیان کرتے ہیں کہ حضرت ادریس علیہ السلام دراز قد اور کشادہ شکم تھے۔ آپ کا سینہ چوڑا تھا۔ جسم پر بال کم تھے، سر کے بال گنجان تھے۔ دونوں کانوں میں سے ایک بڑا تھا دوسرا چھوٹا۔ اُن کے بدن میں سفید سفید داغ تھے۔ لیکن برص کا مرض نہیں تھا۔ آواز بہت نازک تھی۔ باتیں سنبھل سنبھل کر کیا کرتے تھے۔ اور چلنے میں قدم نزدیک نزدیک رکھتے تھے۔ اُن کا نام ادریس اس لئے رکھا گیا تھا کہ خدا کی کتاب اور قواعدِ اسلام کا درس بکثرت دیا کرتے تھے۔ ان پر تیس ۳۰ صحیفے نازل ہوئے تھے، سب سے پہلے جس شخص نے قلم سے لکھا وہ حضرت ادریس ہیں۔ اور کپڑوں کو سی کر بھی سب سے پہلے اُنھیں نے پہنا۔ ان سے پہلے

لوگ جانوروں کی کھالیں پہنا کرتے تھے۔ ہزار آدمی اُن لوگوں میں سے جن کے لئے وہ دُعا کرتے تھے مقبول ہوئے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے جب حضرت ادریس کو اپنی خدمت میں اُٹھا لیا تو وہ لوگ آپس میں مختلف ہو گئے اور یہ بدعتیں کرنے لگے۔ ان کی یہ حالت حضرت نوح علیہ السّلام کے زمانہ تک رہی اور حضرت ادریس علیہ السّلام حضرت نوح کے پردادا تھے۔ جس وقت وہ زندہ آسمان پر اُٹھا لئے گئے اس وقت اُن کی عمر تین سو پینسٹھ ۳۶۵ برس کی تھی۔

توریت میں لکھا ہے کہ حضرت "اخنوخ" نے خداوند ربّ العزّت کے سامنے نیکی اور نیکوکاری کی، اس لئے اس نے انھیں اُٹھا لیا۔ حضرت ادریس علیہ السّلام کے بیٹے "متوشالخ" تھے۔ یہ حضرت ادریس علیہ السّلام کی عمر کے تین سو برس گزرنے کے بعد پیدا ہوئے تھے۔ "متوشالخ" کے فرزند کا نام "ملک" تھا۔ "لمک" کے فرزند نرینہ پیدا ہوا تو اُنھوں نے اس کا نام "نوح" رکھا۔

حضرت نوح علیہ السّلام

وہب بیان کرتے ہیں کہ ادریسؑ کے بعد خدا نے سب سے پہلے حضرت نوح علیہ السّلام کو شرف نبوت بخشا۔ وہ نجاری کا پیشہ کرتے تھے، رنگ اُن کا گندم گوں تھا۔ چہرہ دُبلا، سر میں کسی قدر طول، آنکھیں بڑی بڑی، پنڈلیاں پتلی، رانیں بھاری اور گداز کلائیاں باریک، ناف اُبھری ہوئی۔ داڑھی بڑی اور گھنی، قد لانبا، اور ہاتھ پاؤں بھاری تھے۔ غصّہ کرنے اور جھڑکی دینے میں سخت تھے۔ خدا نے اُن کو پچاس برس کی عمر اُن کی قوم کی رہنمائی کے لئے مبعوث فرمایا۔ وہ ہزار سال انھیں لوگوں میں رہے جن میں سے پچاس برس قبل بعثت کے نکال دیئے جائیں تو تین صدیوں تک انھوں نے اپنی قوم میں رہ کر اُسے وعظ و نصیحت کیا۔ مگر ان لوگوں میں سے معدودے چند اشخاص کے اور کسی نے اُن کی بات نہیں مانی۔ اور نہ اُن پر ایمان لائے۔ اللہ تعالیٰ

نے اس کا ذکر توریت میں فرمایا ہے۔

کشتی نوح کی تخلیق

اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ وہ ایک کشتی بنائیں جس کی لمبائی تین سو ہاتھ، چوڑائی پچاس ہاتھ اور بلندی تیس ہاتھ ہو، دروازہ کشتی کا اس کی چوڑائی میں ہونا چاہیئے۔ اس کشتی میں تم مع اپنی بیوی، بچوں اور بہوؤں کے سوار ہو۔ اور اپنے ساتھ تمام گوشت پوست رکھنے والے جانوروں کا ایک جوڑا بھی کشتی میں رکھ لو۔ کیوں کہ میں تو برابر چالیس دن رات زمین پر پانی برساؤں گا جو میری تمام روئے زمین کی مخلوقات کو ہلاک و برباد کر دے گا۔ ایک تابوت بھی کشتی پر بار کر لو جس میں آدمؑ کی نعش ہو گی۔ یہ تابوت شمشاد سا ہیم کی لکڑی سے تیار کرو اور ایک سال کا سامان خوراک اپنے ساتھ رکھ لو۔

حضرت نوح علیہ السلام نے اس حکم کی تعمیل کی، خدا نے نوح کی عمر کے چھٹی صدی میں جب کہ سال کے دوسرے مہینے کی سترہویں تاریخ تھی طوفان کو زمین پر نازل کیا۔ "کشتی نوحؑ" ایک سو پچاس ۱۵۰ دن پانی میں رہی۔ جس کے بعد اللہ پاک نے ہوا بھیجی۔ ہوا نے تمام زمین کو احاطہ کر لیا۔ جس سے پانی اپنے مقام پر تھم گیا۔ زمین کے بڑے بڑے سوتے بند ہو گئے۔ اور آسمانی پرنالے بھی رک گئے۔ چھٹے مہینے میں کشتی "فردی" پہاڑ پر ٹھہری۔ دسویں مہینے میں پہاڑوں کی چوٹیاں پانی سے باہر آئیں۔ چھ سو چھٹے سال پہلے ہی مہینے کے اوّل دن میں زمین کا پانی خشک ہو گیا۔ اور نوح نے زمین کا ڈھکنا کھول کر زمین کی صورت دیکھی۔ دوسرے ماہ کی سترھویں تاریخ کو زمین خشک ہوئی۔ توریت میں یہی بیان کیا گیا ہے۔

کشتی نوح کی تاریخ

وہب کا کہنا ہے کہ ہم نے سنا ہے کہ نوح علیہ السلام کی کشتی "ماہ رجب" کی دسویں تاریخ میں ٹھہری

تھی۔ اور پانی ایک سو پچاس دن تک لگاتار برستا اور چشموں سے اُبلتا رہا۔ جس کے بعد کشتی کوہ جودی پر رُکی جو "الجزیرہ" کی سرزمین پر ایک پہاڑ ہے۔ کشتی کامل ایک ماہ رُکی رہی اور نوح محرم کی دسویں تاریخ کو زمین پر اُترے۔

توریت میں لکھا ہے کہ خدا نے نوح کو حکم دیا کہ مع اپنے تمام ساتھیوں کے کشتی کے باہر آؤ۔ وہ لوگ نکلے، نوح نے ایک قربان گاہ بنا کر فوراً قربانی پیش کی۔ خدا نے اس قربانی پر راحت کی ہوا چلائی اور نوح اور اُن کے بیٹوں کو برکت دے کر فرمایا تم پھلو اور بڑھو اور تمام روئے زمین کو بھر لو۔ تمہارا رعب زمین کے چرندوں، چوپایوں تمام چڑیوں اور دریائی جانوروں پر غالب ہوگا۔ مگر ایسا گوشت نہ کھانا جس کے اندر اسکی جان نہ ہو (یعنی مردار) جو شخص کسی انسان کی خونریزی کرے گا اُس کا خون آدمیوں میں گرایا جائے گا۔ کیونکہ آدم خدا کی صورت پر پیدا کئے گئے ہیں۔

خدا نے نوح علیہ السلام سے فرمایا۔

"میرے اس پیمان کی نشانی جس کے ساتھ میں تم سے قول لیتا ہوں یہ ہے کہ تم زمین میں طوفان کے ذریعہ سے میری اُس کمان کو نہ بگاڑنا جسے میں نے ابر میں رکھا ہے۔ اور جس وقت تم اُسے دیکھو فوراً میرے پیمان کو یاد کرنا؟"

حضرت نوحؑ کی عمر

وہب نے بیان کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام اپنے تینوں بیٹوں حام و سام و یافث کے ساتھ کشتی میں داخل ہوئے اور اُن کی بیبیاں اور چالیس مرد و عورت اور اُن کے سوا اور بھی، جب یہ لوگ کوہ "فردی"، پر کشتی سے اُترے تو وہاں ایک گاؤں آباد کیا جس کا نام "ثمانین"، رکھا۔ اس لئے کہ اس میں اسّی گھر تھے۔ گویا ہر آدمی جو نوح پر ایمان لایا تھا۔ ایک ایک گھر میں آباد تھا۔ وہ گاؤں آج بھی "سوق الثمانین" کے نام سے مشہور ہے۔

نوح نے کشتی سے نکلنے کے بعد اللہ کی بارگاہ میں قربانی پیش کی اور ماہِ رمضان کے روزے رکھے۔ رمضان کے روزے رکھنا نوح کی اوّلیات میں داخل ہے۔

اس پانی کی طغیانی کا نام طوفان اس لئے رکھا گیا تھا کہ پانی نے ہر ایک شے پر چادر ڈال دی تھی۔

بیان کیا گیا ہے کہ آدم علیہ السّلام کی وفات اور طوفان کے درمیان دو ہزار دو سو بیالیس سال کا زمانہ ہوا تھا۔

توریت میں یہ بھی مذکور ہے کہ حضرت نوح علیہ السّلام طوفان کے بعد تین سو پچاس سال زندہ رہے۔ اس حساب سے اُن کی عمر نو سو پچاس برس کی ہوتی ہے۔

حضرت نوح علیہ السّلام کی عمر پورے ہزار سال کی تھی جس کا حساب یہ ہے۔ پچاس برس کی عمر میں وہ نبوّت کے ساتھ مبعوث ہوتے اور قوم کو دین کی دعوت دینے کا آغاز کرکے مرتے دقت تک نو سو پچاس برس عمر کے صرف کئے۔ اس طرح جملہ ایک ہزار سال ہوتے۔

نوح کی اولاد

توریت میں مذکور ہے کہ نوح کے پانچ سو برس عمر گذرنے کے بعد تین بیٹے سام، حام، یافث پیدا ہوتے۔ اور وہ لڑکا جس کے بارے میں اختلاف ہے اور جس سے حضرت نوح علیہ السّلام نے کہا تھا کہ "جان پدر کشتی میں آکر سوار ہو جاؤ۔ اُس کا نام "یام" تھا، اس سے زیادہ توریت میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ لہٰذا دنیا میں جتنے آدمی اس وقت موجود ہیں وہ حضرت نوح علیہ السّلام کے انھیں تینوں فرزندوں سام، حام اور یافث کی نسل سے ہیں۔

مجھ سے سہل بن محمدؒ نے بروایت اصمعی مسلمہ بن علقمۃ المازنی کی یہ

روایت بیان کی۔ مسلمہ نے کہا کہ عمر بن الخطاب نے کعب سے دریافت کیا کہ آدم کے دو بیٹوں میں سے کس سے نسل ہے۔؟

کعب نے جواب دیا۔ اُن دونوں میں سے ایک کی نسل بھی نہیں چلنے پائی۔ مقتول تو بے نام ونشان ہی ہو گیا تھا۔ قاتل کی نسل بھی طوفان میں ہلاک ہو گئی تھی۔ اب جسقدر آدمی ہیں سب نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں اور اور نوح علیہ السلام حضرت شیث علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ اور حضرت شیث ؑ آدم علیہ السلام کے بیٹے تھے۔

توریت میں لکھا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی سے اُتر کر انگور کی بیل لگائی۔ جب وہ پھلی تو انگوروں کا عرق نچوڑ کر شراب تیار کی اور اُسے پی کر مست ہو گئے۔ حالت بیخودی میں وہ بالکل برہنہ ہو گئے تھے اور اپنی کوٹھڑی میں پڑے تھے۔ حسام کنعان کے باپ نے اُنھیں برہنہ دیکھ کر اپنے دونوں دوسرے بھائیوں کو اسکی اطلاع دی۔ سام اور یافث نے اس بات کو سنکر ایک چادر لی اور اُسے اپنے کندھوں پر ڈال کر اُلٹے پاؤں کھسکتے ہوئے اپنے محترم باپ کی ستر پوشی کرنے چلے۔ جس طرف حضرت نوح ؑ برہنہ پڑے تھے ان دونوں نے اس طرف اپنی پشت کر لی تھی۔ اور قریب پہونچکر انھیں وہ چادر اوڑھادی۔

جب حضرت نوح علیہ السلام کا نشہ اُترا اور اُنھیں اپنے چھوٹے بیٹے کی حرکت کا علم ہوا تو انہوں نے ناخوش ہو کر کہا۔

"کنعان کا باپ ملعون ہے وہ اپنے دونوں بھائیوں کے غلاموں کا غلام ہے"۔

اور دوسرے دونوں فرزندوں کے واسطے دُعائے خیر کرتے ہوئے کہا۔

"سام مبارک ہے، اور یافث کو اللہ بڑھائے"۔ اور سام کے مقام سکونت

میں آگرے ہے۔ اور کنعان کا باپ اُن دونوں کا غلام ہوگا۔"

حام بن نوحؑ وہب ابن منبہ کا بیان ہے کہ حام بن نوحؑ ایک خوبصورت سُرخ و سفید رنگت والا آدمی تھا۔ باپ کی بددعا سے خُدا نے اُسکی اور اس کی اُولاد سب کی رنگت تبدیل کردی۔ وہ باپ کے پاس سے دوسرے مقام پر چلا گیا۔ اس کے بیٹے بھی ساتھ تھے۔ یہ لوگ ایک ساحلی مقام پر رہنے لگے۔ خدا تعالیٰ نے اُن کو بڑھایا اور ترقی بخشی۔ وہی سیاہ رنگ والے آدمی ہیں (حبشی و زنگی) اُن لوگوں کی خوراک مچھلی تھی۔ جس کی وجہ سے اُن کو اپنے دانت بہت تیز اور نوکیلے بنانے پڑے۔ جنھیں اُن لوگوں نے سوئی کی طرح کر ڈالا تھا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ مچھلی کا گوشت اُن کے دانتوں میں چپک جاتا تھا۔

حام کے بیٹوں میں سے کوئی بیٹا مغرب میں بھی مقیم ہوا۔ حام کے فرزند کوش، کنعان اور فوط تین تھے۔ فوط نے سرزمینِ ہند اور سندھ میں جاکر سکونت اختیار کی۔ ان مقاموں کے باشندے اسی کی اولاد ہیں۔ باقی رہے کوش اور کنعان، اُن کی اُولاد میں سیاہ فام آدمیوں کی مختلف جنسیں مثلاً نوبہ والے، زنگی، قرآن، زغادہ، حبشی، قبطی اور بربری لوگ ہیں۔

یافث بن نوحؑ ان کے تین بیٹے صقالب، برجان، اور اسبان نامی تھے، ان لوگوں کی بود و باش سرزمینِ روم میں تھی۔ جن کی اولاد میں ترک، خزر اور یاجوج و ماجوج ہیں۔

سام بن نوحؑ سام بن نوح نے زمین کے وسط یعنی سرزمینِ حرم اور اس کے گرد و پیش کے مقامات میں سکونت اختیار کی۔ یمن حضر موت، عمان، بحرین، عالج، یبرین، وبار، الدو اور الدہنا۔ یہ تمام ممالک اُن کی نسل سے آباد ہوئے۔

سام کے بیٹوں کے نام ارم اور ارفخشد تھے۔ ارفخشد کی اولاد میں عامر بن شالخ بن ارفخشد مشہور گذرے ہیں جن کے فرزند یعرب بن قحطان نے سب سے پہلے عربی زبان میں گفتگو کی اور وہ سرزمینِ یمن میں سکونت پذیر ہوئے۔ اہل یمن سب کے سب انہیں کی اولاد سے ہیں۔ وہ پہلے شخص ہیں جن کو اُن کے بیٹے نے شاہی سلام کیا اور کہا "انعم صباحًا وابیت اللعن"۔

ارفخشد کا ایک بیٹا یقطن بن عامر بن شالخ بھی تھا۔ وہ قبیلہ جرہم کا جدِ اعلیٰ ہے۔ جرہم یقطن کا بیٹا تھا اور یعرب کا چچازاد بھائی، جرہم نے بھی یمن میں سکونت اختیار کی اور عربی زبان میں کلام کیا۔ اس کے بعد وہ لوگ مکہ میں چلے آئے۔ اور وہیں پر سکونت اختیار کر لی۔ قطوران کے بنی عم تھے۔ بعدازاں اللہ تعالیٰ نے اسمٰعیل علیہ السلام کو مکہ میں متقیم ہونے کا حکم دیا۔ اسمٰعیلؑ نے قبیلۂ جرہم کی ایک عورت سے نکاح کیا۔ اس لئے اہلِ جُرہم اُن کے بیٹوں کے ماموں ہوتے۔

ارم بن سام

آپ کی اولاد میں عاد بن عوص بن ارم بہت نامور شخص گذرا ہے۔ یہ لوگ احقاف کے ریگستانوں میں سکونت رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی ہدایت کیلئے اُن کے ہم قوم بھائی ہودؑ کو بھیجا۔ ارم بن سام ہی کی اولاد میں ثمود بن عاثر (دوسرے قول میں ثمود بن جاثر ہے) بھی تھا۔ یہ عاد کا چچیرا بھائی ہوا۔ ان لوگوں کی سکونت "حجر" میں تھی۔ اُن کی رہنمائی کے واسطے اللہ تعالےٰ نے اُن کے بھائی صالحؑ کو مبعوث فرمایا۔

ارم بن سام کے ایک بیٹے کا نام "لاود" تھا اس کے دو فرزند "طُسم" اور "جدیس" "سرزمین" "یمامہ" میں بود و باش کے لئے مقیم ہوئے۔

ان کا ایک اور بھائی "عملیق" بن لاود تھا۔ اس کی نسل کے لوگوں میں سے کچھ لوگ سرزمینِ حرم میں سکونت پذیر ہوئے اور بعض لوگ ملک شام میں جا بسے۔ عملیق کی جو متفرق قومیں جو ممالک عالم میں پھیلی تھیں سب اسی "عملیق" کی نسل سے تھیں۔ فراعنۂ مصر، جبابرہ اور شاہانِ فارس اور اہل خراسان سب اسی قبیلہ کے انساب ہیں۔

"عملیق" کا بھائی "امیم" بن لاود" سرزمین فارس میں پہونچا اور وہیں مقیم ہوگیا۔ فارسیوں کے تمام گھرانے اسی کی نسل سے ہیں۔ ماش بن ارم بھی سام کی اولاد میں تھا۔ اس نے بابل میں سکونت اختیار کی ماش کے بیٹے "نمرود" نے "صرح" بابل بنوایا۔ اس نے پانچ سو برس فرماں روائی کی۔ خدا نے اُسی کے زمانے میں زبانوں کی تفریق کردی۔ چنانچہ سام بن نوح کی نسل میں اُنیس ۱۹ زبانیں، حام بن نوحؑ کی اولاد میں سترہ زبانیں اور یافث بن نوح کی ذریت میں چھتیس ۳۶ زبانیں جاری ہوگئیں۔

عرب و عجم کا سلسلۂ نسب

بیان کیا گیا ہے کہ ماش ہی کی اولاد میں قبیلہ "نبط" بھی تھا۔ اس کا نام اس لئے رکھا گیا کہ وہ لوگ پانی نکالنے کی غرض سے بکثرت کنوئیں کھودا کرتے تھے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ "نبط" شاروغ بن ارعو بن فانع بن سالخ بن ارفخشد بن سام بن نوحؑ کی اولاد میں تھا۔ اور ثمود شاروغ بن ارعو کا بھائی تھا۔

انبیاء علیہم السلام خواہ وہ عجمی تھے یا عربی اور تمام اہلِ عرب یمنی اور نزاری، ماہر سب کے سب سام بن حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں۔

حضرت صالح علیہ السلام

وہب بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت صالح علیہ السلام کو سن تمیز پر پہونچتے ہی اُن کی قوم میں مبعوث فرمایا۔

وہ سُرخ وسفید رنگت والے آدمی تھے۔ داڑھی مونچھ میں کوئی بال قدرتی طور پر نہ تھا۔ مسیح علیہ السلام کی طرح ننگے پاؤں چلا کرتے تھے۔ گھر بار کچھ بھی نہیں بنایا تھا۔ اپنے خدا کی اونٹنی کے ساتھ جہاں جہاں وہ جاتی خود بھی پھرا کرتے تھے۔ وہ عبید بن عابر بن ارم بن سام بن حضرت نوح علیہ السلام کے فرزند تھے۔ صالحؑ کی قوم کے گھر مقام "حجر" میں تھے۔ "قرح" اور "حجر" کے مابین اٹھارہ میل کا فاصلہ ہے۔ قرح اور وادی قسج ایک ہی مقام کے نام ہیں۔

حضرت صالحؑ کی قوم نے جب اُن سے معجزہ طلب کیا تو وہ اُسے ایک پہاڑی پر لے گئے۔ پہاڑی ان لوگوں کو دیکھ کر درد زہ والی حاملہ عورت کی طرح بیتاب ہو گئی اور پھٹ گئی۔ اور اس کے اندر سے ایک اونٹنی نمودار ہوئی۔ اس اونٹنی کی کوچیں کاٹنے والا "ثمود کا سُرخ رنگ آدمی" مشہور ہے۔ جس کے منحوس ہونے کو ضرب المثل بنایا گیا ہے۔ اس کا نام قدار بن سالف تھا۔ اسکی رنگت سُرخ سفیدی مائل اور آنکھیں کرنجی تھیں۔ داڑھی میں قدرتاً کوئی بال نہیں تھا۔ اور پستہ قد آدمی تھا۔ دوسرا شخص جس نے اونٹنی کی کوچیں کاٹی تھیں مصدع بن مہرج نامی تھا۔ وہ دراز قد، دُبلا پتلا، جلد باز اور بہت گھبرا جانے والا تھا۔ جس وقت اونٹنی کی کوچیں کاٹی گئی ہیں اس کا بچہ ایک پہاڑ پر چڑھ گیا۔ اور بلبلانے لگا۔ بس فوراً اُن لوگوں پر عذاب نازل ہوا۔ اسی بناء پر اہل عرب جس وقت وہ ہلاک ہوتے ہیں تو کہتے ہیں:

"خافوقهم سقب السّماء"

قومِ ثمود کی ہلاکت

وہب کا کہنا ہے کہ اللہ ربّ العزّت نے قومِ ثمود کے نافرمان بندوں کو ہلاک کر ڈالا تو حضرت صالح علیہ السّلام نے جو اُن تمام لوگوں سے جو ایمان لا چکے تھے اور اُن کے ساتھ تھے۔ کہا:

لوگو یہ وہ مقام ہے جس پر اللہ پاک کا غضب نازل ہوا ہے لہٰذا تم اس جگہ سے دور ہو جاؤ اور خدا کے حرم کی طرف چلو۔ اس کے امن میں رہو گے:

ان لوگوں نے فوراً حج کی نیّت کر لی۔ "عبا" میں احرام باندھا، سُرخ رنگ اونٹنیوں پر جن کی مہاریں کھجور کی چھال کی رسیوں سے بنائی گئیں تھیں سوار ہو کر کوچ کیا، وہ لبّیک کہتے ہوئے روانہ ہوئے اور "مکّہ" میں پہونچکر وہیں رہ گئے، وہیں پر اُن سبھوں نے وفات پائی۔ اُن کی قبریں "کعبہ" کے مغربی سمت میں "دارالندوہ" اور "حجر" کے مابین ہیں۔ صالحؑ ایک تاجر آدمی تھے۔

حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا نسب

ان کا نسب نامہ حسب ذیل ہے ابراہیم بن تارح بن ناحور بن اشرغ بن ارعوا ابن فانع بن عامر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن حضرت نوح علیہ السّلام۔ یہ قول وہب کا ہے۔

میں نے اس نسب نامہ کو توریت سے ملایا ہے یہ ہر طرح سے اس کے مطابق ہے۔ لیکن اس میں اس قدر فرق ملا ہے کہ توریت میں اشرغ کے بجائے شاروغ لکھا ہے۔

وہب بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے جس شخص نے شرط مہمانداری پوری کی اور "ثرید" بنا کر مساکین کو کھلایا وہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام تھے۔ اور بھی چند باتیں اُن کی اولیات میں مذکور ہیں۔ مثلاً مونچھوں کے بال کترانا، زیرِ ناف

کے بال مونڈنا، ختنہ کرانا، ناخن کترنا، مسواک کرنا، مانگ نکالنا، کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، اور پانی سے استنجا کرنا، یہ تمام امور سب سے پہلے انھیں نے رائج کئے تھے نیز وہی سب سے پہلے بوڑھے ہوئے۔ یعنی ایک سو پچاس برس کی عمر میں اُن کے بال سفید ہوگئے۔ اس کا قصّہ یہ ہوا کہ جس وقت بی بی "سارہ" کے بطن سے اسحٰقؑ پیدا ہوئے تو کنعان والوں نے کہا کہ کس قدر حیرت کی بات ہے کہ ان دونوں بوڑھے اور بوڑھی عورت نے ایک لاوارث بچّہ پڑا پایا ہے۔ اور اُسے اپنا بیٹا بنا لیا ہے۔ اس لئے حق سبحانہٗ نے "اسحٰق" کو بالکل حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا ہم شکل بنا دیا حتیٰ کہ دونوں باپ بیٹے الگ نہیں پہچانے جاتے تھے۔ اس وقت خداوند ربّ العزّت نے امتیاز کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو سفید بالوں سے ممتاز بنایا۔

حضرت ابراہیمؑ کا سیّدہ سارہ سے عقد

میں نے رات میں دیکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے والد تارح کے تین بیٹے ہوتے تھے۔ ایک ابراہیمؑ، دوسرے کا نام ناحور تھا اور تیسرے کا ہارون، ہارون کی اولاد میں لوط، بی بی سارہ اور بی بی ملکی تین بچّے تھے۔ ہارون اپنے باپ تارح کی زندگی ہی میں وفات پا گئے تھے۔ اور جس سرزمین پر وہ پیدا ہوئے تھے وہیں پر انتقال بھی کیا، اُن کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے اُن کی بیٹیوں سارہ اور ملکی سے عقد کیا۔

بی بی سارہ بانجھ تھیں اس لئے ان کے اولاد نہیں ہوئی اس کے بعد تارح نے اپنے بیٹے حضرت ابراہیمؑ اور پوتے لوط کو ساتھ لے کر سرزمین "حران" کا رُخ کیا۔ اور وہاں جا کر سکونت اختیار کی۔ اور تارح نے وہیں وفات پائی۔

علمِ نجوم کی اختراع

وہب بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے ابراہیمؑ کے دو بھائیوں نے شہر "حران" کی بنیاد رکھی۔ جن کے نام "ہاران (ان کے نام سے حران موسوم ہوا) اور "ناہر" تھے۔ اسحٰق کی بیوی "رفقہ" ناہر کی بیٹی تھیں۔

زمانۂ نوحؑ اور زمانۂ ابراہیمؑ کے درمیان دو ہزار دوسو چالیس سال کا فاصلہ تھا۔ جس شخص نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے خدا کے بارہ میں حجت کی وہ "نمرود بن کنعان" تھا سب سے پہلے ظلم و ستم اور غصہ اسی نے کیا ہے اور بُری باتوں کی بنیاد بھی اُسی نے ڈالی۔ تاج دنیا اور علم نجوم کی اختراع اور اس پر عمل بھی سب سے پہلے اسی کی ایجاد ہے۔ خدا نے اُس کو ایک مچھر کے ذریعہ ہلاک کیا جو اس کے مغز میں ناک کے راستے داخل ہو گیا تھا۔ اس کی وجہ سے چالیس سال تک نمرود کا دم ناک میں رہا اس کے بعد وہ مر گیا۔

ذوالقرنین اور نمرود کی تاریخ

وہب کا کہنا ہے کہ تمام روئے زمین میں دو مومن اور دو کافر حکمران ہوتے ہیں۔ مومنوں کے نام سلیمانؑ بن داؤدؑ اور ذوالقرنین تھے۔ اور کافروں کے نام نمرود اور بخت نصر اور آئندہ اس اُمت سے ایک پانچواں شخص بھی تمام دنیا کا حکمراں ہوگا۔

آتش نمرود سے نجات

خدا نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ سے نجات دی تو وہ سرزمین بابل سے نکل کر ارضِ مقدس کی طرف چلے، بی بی سارہ اور اُن کے بھتیجے لوطؑ اُن کے ہمراہ تھے، لوطؑ ابراہیمؑ کے قوم اور خاندان میں سے ان پر ایمان لا چکے تھے۔ یہ لوگ حران پہونچے اور وہیں مقیم ہوئے، کچھ دنوں تک وہاں رہنے کے بعد

اُردن کی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں ایک ایسے شہر میں پہونچ گئے جہاں ایک جابر بادشاہ قبطی حکمرانوں میں سے رہتا تھا۔ اس کا نام "صادوف" تھا۔ اسی بدخو نے بی بی سارہ کو چھین لینے کا ارادہ کیا تھا۔ جن کو خدا نے اس کے ہاتھوں سے بچا لیا۔ اور انھیں ہاجر کو بطور ایک لونڈی کے عطا کیا۔ جو قبطیہ تھیں اور بعد میں حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کی ماں ہوئیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السّلام پر صحیفوں کا نزول

وہب نے بیان کیا ہے کہ وہ جبار تو اس شہر سے نکل بھاگا۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السّلام کو خدا نے اس کا وارث بنا دیا۔ جس کی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السّلام بہت دولت مند ہو گئے۔ خدا نے اُن کے مال میں ترقی اور برکت عطا فرمائی۔ ابراہیم علیہ السّلام نے اپنا آدھا مال لوط علیہ السّلام کو دے دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام پر خدا نے بیس صحیفے نازل فرمائے تھے۔

لسفرالخلیفۃ: یعنی توریت کی پہلی کتاب میں لکھا ہے کہ بی بی سارہ نے ہاجر کو ابراہیم علیہ السّلام سے بیاہ دیا۔ اور کہا۔

"خدا نے مجھ کو تو اولاد سے محروم کر دیا ہے۔ اب تم میری لونڈی کے پاس رہو شاید اسی سے ہم کو کوئی بچہ حاصل ہو جائے جو باعثِ تسکینِ خاطر بنے"

وہب کا کہنا ہے کہ بی بی سارہ نے اپنی لونڈی ہاجر کو حضرت ابراہیم علیہ السّلام پر ہبہ کر دیا تھا۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کی ولادت

توریت میں ہے کہ ہاجر سے حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام پیدا ہوئے ان کی ولادت کے وقت حضرت ابراہیم علیہ السّلام

کی عمر چھیاسی برس تھی۔ اور بی بی سارہ کے بطن سے حضرت اسحٰق علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اس وقت ابراہیم علیہ السلام کی عمر پورے ایک سو برس ہو چکی تھی۔ ابراہیم علیہ السلام کے ننانوے برس کی عمر میں اپنا ختنہ کیا۔ اور اسمٰعیل علیہ السلام کا ختنہ تیرہ برس کی عمر میں کیا۔ اور ان کے ساتھ اور بھی بہت سے غریبوں کا ختنہ کر دیا۔ سارہ ایک سو ستائیس برس زندہ رہیں اس کے بعد انھوں نے سرزمین کنعان کے ایک قریہ "جبرون" نامی میں جو جبارہ کی ملک تھا وفات پائی۔

وہب کہتے ہیں کہ بی بی سارہ کی وفات کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک کنعانی عورت سے نکاح کیا۔ جس کا نام قطورا تھا۔ اس سے چار بچے پیدا ہوتے اور ایک دوسری شادی بھی کی۔ اس عورت کا نام "حجورا" تھا۔ اس سے سات بچے پیدا ہوئے۔

ابراہیم علیہ السلام کے تمام لڑکوں کی تعداد تیرہ [۱۳] تھی۔ اور سب اولاد نرینہ تھی۔

ابراہیم علیہ السلام نے ایک سو پچھتر سال عمر پائی اور وہب کے بیان کے مطابق دو سو برس زندہ رہے۔ وہ وفات کے بعد جبرون کے مزرعہ میں مدفون ہوتے جس کو انھوں نے قیمتاً خریدا تھا۔ اور بی بی سارہ کی قبر بھی اسی میں ہے۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام

خدائے پاک نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مکہ جانے کا حکم دیا۔ اور فرمایا کہ اسمٰعیل کو مع ان کی ماں کے وہیں لے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ بھی خبر دی کہ اُن کو بیت الحرام کا بانی مبانی بنایا گیا ہے۔ اسکی تعمیر انھیں کے

ہاتھوں پر مکمل ہو گی۔ اور اسماعیل علیہ السلام کو وہاں کی سقایت (حاجیوں کو پانی پلانے کی خدمت) دی جائے گی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اس فرمانِ الٰہی کی تعمیل کے لئے حضرت اسمٰعیل اور اُن کی ماں ہاجرہ کو ہمراہ لے کر مکہ پہونچے اور اُن دونوں کو وہیں چھوڑ دیا۔

ابراہیم علیہ السلام کے چلے جانے کے بعد جرہم کا ایک گروہ مکہ کی گھاٹیوں میں آکر مقیم ہوا۔ اُن لوگوں نے اسماعیل علیہ السلام کو سات اُونٹنیاں دیں۔ جو اُن کی راسُ المال ہوئیں۔

اسماعیل علیہ السلام نے جرہم والوں کے بچّوں کے ساتھ پرورش پاکر تیر اندازی سیکھی اور اُنھیں لوگوں کی زبان بولنی شروع کی۔ پھر انھیں کے یہاں اپنی شادی کا پیام دیا۔ اہلِ جرہم نے ایک عورت اپنے گھرانے کی اُنھیں بیاہ دی۔

ابن اسحٰق کا بیان ہے کہ وہ عورت مضاض بن عمرو جرہمی کی بیٹی تھی۔ اس سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بارہ نامور بیٹے پیدا ہوئے جن میں سے قیدار اور نبت بھی تھے۔ علمائے نسب معد بن عدنان کے نسب میں اختلاف رکھتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ قیدار کی اولاد میں تھا اور چند لوگوں کا بیان ہے کہ نہیں وہ نبت کی اولاد میں تھا۔ نبت اسمٰعیلؑ کا پہلوٹھا لڑکا تھا اور ان کے بعد خانہ کعبہ کا وہی متولّی ہوا۔ نبت کے بعد مضاض بن عمرو جرہمی خانہ کعبہ کا متولّی ہوا۔ جو نبت کا نانا تھا۔ اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں کثرت ہوئی تو مکہ میں اُن کے رہنے کی گنجائش نہ ہو سکی۔ وہ اور شہروں میں پھیل گئے۔ جس شہر میں وہ داخل ہوتے تھے اللہ تعالیٰ اُنھیں وہاں کے باشندوں پر فتح و غلبہ عطا فرماتا تھا۔ ان لوگوں نے عمالیق کو ملک عرب سے نکال دیا۔ اُن کی قبر حجر میں ہے اور اسی مقام میں اُن کی ماں ہاجرہ بھی مدفون ہوئی تھیں۔

حضرت اسحٰقؑ بن ابراہیمؑ

بیان کیا گیا ہے کہ اسحٰقؑ ہی ذبیح تھے۔ یعنی خدا کی راہ میں باپ نے انھیں قربان کرنا چاہا تھا۔ اکثر علماء کا اسی قول پر اتفاق ہے۔ توریت میں بھی انھیں کو ذبیح بیان کیا گیا ہے۔

ذبیح کون؟

محمد بن خالد نے مسلمہ بن قتیبہ سے روایت کی ہے کہ مسلم نے کہا۔ مجھ سے مبارک نے کہ حسن، احنف کی یہ روایت بیان کی ہے کہ احنف نے کہا۔ اُن سے عباس بن عبدالمطلب نے فرمایا تھا کہ "ذبیح اسحٰق ہی تھے"۔

ابوالخطاب ابوداؤد، شعبہ، ابی اسحٰق، ابی الاحوص، عبداللہ سے راوی ہیں کہ وہ بھی اسحٰق ہی کو ذبیح کہتے تھے۔

ابوالخطاب ابوداؤد، یزید بن عطا، سماک ابن حرب، محمد بن المنتشر، مسروق سے روایت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے کہا۔ کہ "ذبیح اسحٰقؑ تھے۔ عمرو بن حماد، سباط، سدی، ابی مالک، ابی صالح، ابن عباس اور مرأۃ الہمدانی سے بذریعہ ابن مسعود اور بہت سے اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ابراہیم طول طویل قصہ میں بیان کرتے ہیں کہ "ذبیح اسحٰقؑ تھے"۔

عبداللہ بن مبارک نے یونس سے بذریعہ زہری عمرو بن ابی سفیان سے روایت کی ہے کہ اُنھوں نے کہا کہ "میں نے کعب کو ابوہریرہؓ سے یہ بیان کرتے ہوتے سُنا ہے کہ "ذبیح اسحٰقؑ تھے"۔ اور کچھ لوگ اسمٰعیلؑ کے ذبیح ہونے کے قائل ہیں۔ چنانچہ اسحٰق بن ابراہیم علیہ السلام بن حبیب بن شہید یحییٰ بن یمان سے اور وہ بذریعہ اسرائیل، ثویر، مجاہد، ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ "ذبیح اسماعیل تھے"۔

محمد بن عبید، مسلم بن ابراہیم، حجاج، فرزدق شاعر سے روایت کرتے ہیں کہ اُس نے کہا "میں نے حضرت ابوھریرہؓ کو منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر کہتے ہوئے سُنا ہے کہ، ذبیح حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام تھے"۔

توریت میں لکھا ہے کہ اسحٰق علیہ السّلام نے "رفقہ" سے نکاح کیا جو ناحور بن تارح کی بیٹی اور اُن کی چچیری بہن تھی۔

وھب کہتے ہیں کہ نہیں، وہ عورت رفقا ناہر بن آذر کی بیٹی تھی۔ اس بیوی سے اسحٰق علیہ السّلام کے دو توام بچے ایک ہی شکم سے پیدا ہوئے جن کے نام "عیصو" اور "یعقوب" تھے۔ پہلے عیصو پیدا ہوئے۔ اُن کے بعد یعقوب بطنِ مادر سے نکلے۔ اور اس طرح کہ ان کا ہاتھ عیصو کی پشت پر ٹکا ہوا تھا۔ اسی وجہ سے اُن کا نام یعقوب ہوا۔

اسحٰق علیہ السّلام ایک سَو اسّی ۱۸۰ برس زندہ رہے۔ جب اُنھوں نے وفات پائی تو اُن کے بیٹوں نے اُنھیں اسی مزرعہ میں مدفون کیا۔ جسے حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے خرید لیا تھا اور وہ بھی اسی میں مدفون ہوئے تھے۔ اسحٰقؑ کی قبر بھی اُن کے باپ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی قبر کے پہلو میں بنائی گئی۔

عیصو بن اسحٰق علیہ السّلام

عیصو بن اسحٰق علیہ السّلام سُرخ رنگ جسم کے آدمی تھے۔ اُن کے تمام بدن پر بکثرت بال تھے۔ اور بہت سے مہروں کے نشان بال کے گچھوں کی طرح ان کے جسم پر بن گئے تھے۔ وہ شکار دوست بہت تھے۔ اُن کے بیٹے کا نام "روم" تھا۔ روم کے جسم کی رنگت زرد و سفیدی مائل تھی۔ اس لئے روم والوں کا نام "بنی الاصفر" رکھا گیا ہے۔ عیصو نے اپنے چچا اسماعیلؑ بن

ابراہیم علیہ السلام کی بیٹی سے نکاح کیا۔ اسی کے بطن سے "روم" اور پانچ اور لڑکے پیدا ہوئے۔ سرزمینِ روم کے تمام باشندے انھیں لڑکوں کی نسل سے ہیں۔ بعض اشخاص اسپین والوں کو بھی انھیں کی اولاد بتاتے ہیں۔ عیصو نے ایک سو سینتالیس سال کی عمر پائی اور یعقوب کی بھی اتنی ہی عمر تھی۔ یہ دونوں بھائی بھی اسی مزرعہ میں ابراہیم علیہ السلام کی قبر کے پاس مدفون ہوئے۔

حضرت یعقوب علیہ السّلام بن اسحٰق

یعقوب علیہ السّلام کا نام اسرائیل بھی تھا

جن کی اولاد میں تمام اسباط تھے، وہ نحیف الجثہ آدمی تھے، جسم پر بال بہت کم تھے۔ اور نہایت باوقار شخص تھے۔ وہ اپنے کو بہت کم ہی چھوڑا کرتے تھے۔ توریت میں اُن کی بھی صفت تحریر ہے۔ اسحٰق علیہ السّلام نے انھیں یہ حکم دیا تھا کہ کنعان والوں میں سے کسی عورت سے شادی نہ کرنا بلکہ اپنے ماموں لابان بن ناہر بن آذر کی بیٹیوں میں سے کسی ایک لڑکی کو بیاہ لینا۔ لابان کا گھر مقام "فدان" میں تھا۔ یعقوب علیہ السّلام اسی طرف روانہ ہوئے۔ راستہ میں انھیں رات ہوگئی، ایک پتھّر کی چٹان پر لیٹ کر سو رہے۔ اسی حالت میں اُنھوں نے خواب دیکھا کہ اُن کے سرہانے ایک بہت بڑی سیڑھی آسمان تک لگی ہوئی ہے آسمان کے دروازے کھُلے ہوتے ہیں اور فرشتے اس پر سے چڑھ اُتر رہے ہیں۔ خدا نے اُن پر وحی نازل فرمائی۔

میں ہی اللہ ہوں جس کے سوا کوئی معبود قابلِ پرستش نہیں ہیں۔ میں تیرا اور تیرے باپ دادا کا خدا ہوں۔ میں نے تجھ کو اور تیرے بعد تیری اولاد کو اس ارضِ مقدس کا وارث بنایا۔ تجھ میں اور تیری نسل میں برکت دی۔ تمھارے گھرانے میں کتاب اور حکمت و نبوّت عطا کی۔ میں تمھارے ساتھ اور تمھارا محافظ رہوں گا۔

یہاں تک کہ تمھیں اسی مقام پر پھر لاؤں گا۔ تم اس جگہ ایک گھر بنانا جس میں میری عبادت کرو، اور تمھاری ذرّیت بھی اسی گھر میں عبادت کرے گی۔ وہ گھر "بیت المقدس" ہے۔

یہ خواب دیکھ کر حضرت یعقوب علیہ السلام اُٹھے اور اپنے ماموں کے گھر پہونچے۔ پھر اُن کی بیٹی "راحیل" سے شادی کا پیام دیا۔ لابان کی دو بیٹیاں تھیں بڑی کا نام "لایا" اور چھوٹی کا "راحیل" تھا۔ لابان نے یعقوب علیہ السلام سے دریافت کیا کہ تمھارے پاس کچھ مال بھی ہے جس کے بدلے میں اپنی بیٹی تمھیں بیاہ دوں۔ یعقوب علیہ السلام نے کہا، نہیں، مگر میں تمھاری مزدوری کر کے تمھاری بیٹی کا مہر ادا کر دوں گا۔ لابان نے جواب دیا۔ اس کا مہر یہ ہے کہ تم سات برس تک میری خدمت گذاری کرو۔ یعقوب علیہ السلام نے کہا، آپ راحیل کو میرے نکاح میں دیجیے، اُسی کے لئے میں شرط کرتا ہوں، اور آپ کی خدمت گذاری کرونگا۔

یعقوب علیہ السلام کے ماموں نے اس بات کو سُنکر کہا: "میرے تمھارے درمیان یہی قول وقرار ہے"۔

یعقوب علیہ السلام نے سات سال تک اپنے ماموں کی بکریاں چرائیں اور اُن کی شرط پوری کر چکے تو لابان نے اپنی بڑی بیٹی "لایا" کو ان کے ساتھ بیاہ دیا۔ اور رات کے وقت اُسے اُن کے پاس خلوت میں بھیجدیا۔

صبح کو حضرت یعقوب علیہ السلام نے دیکھا کہ جس عورت کے ساتھ وہ شب باش ہوتے ہیں وہ اُن کی شرط کردہ عورت نہیں ہے بلکہ دوسری ہے، وہ غصہ میں بھرے ہوتے اپنے ماموں کے پاس گئے جو اس وقت اپنی قوم کی مجلس میں بیٹھا تھا اور اُس سے کہا: "آپ نے مجھ کو دھوکہ دیکر میری سات برس کی خدمت کو حلال بنا لیا۔ اور جس عورت سے میری منگنی کی تھی فریب کر کے

اسکی جگہ دوسری عورت میری زوجیت میں دے دی"۔

اُن کے ماموں نے جواب دیا۔

"میرے بھانجے! تم اپنے ماموں کو شرمندہ کرنا چاہتے تھے اور اُس پر گالی چڑھانے کا ارادہ رکھتے تھے۔ تم نے کہیں بھی دیکھا ہے کہ لوگ اپنی چھوٹی لڑکیوں کو بڑی بیٹی سے پہلے بیاہ دیتے ہوں۔ خیر اب تم میرے ساتھ آؤ اور سات سال اور میری مزدوری کرو تو دوسری لڑکی بھی تمہارے ساتھ بیاہ دوں گا"۔

اُن دنوں لوگ دو بہنوں کو ایک ساتھ زوجیت میں لایا کرتے تھے۔ مگر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے اور اُن پر توریت نازل کی گئی تو اسکی ممانعت ہوگئی۔ یعقوب علیہ السلام نے سات سال اور اپنے ماموں کے مویشی چرائے اور "راحیل" سے شادی کی۔

اولاد یعقوب علیہ السلام

حضرت یعقوب علیہ السلام کے یہاں "لایا" کے بطن سے چار اولاد نرینہ "روبیل" "یہودا" "سمعان" اور "لاوی" پیدا ہوئے۔ اور "راحیل" کے بطن سے "یوسف علیہ السلام" اور اُن کے بھائی "بنیامین" پیدا ہوئے اور تین بیٹیاں بھی پیدا ہوئیں۔

"لایا" نے اپنی بیٹیوں کے جہیز میں دو لونڈیاں بھی دی تھیں جن کو انھوں نے اپنے شوہر یعقوب علیہ السلام کو ھبہ کر دیا تھا۔ اُن دونوں لونڈیوں کے بطن سے تین تین رھط اسباط کے پیدا ہوئے۔

اس کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے ماموں سے جُدا ہو کر اپنے بھائی "عیصو" کے یہاں چلے آئے۔ انھوں نے سترہ سال سرزمین مصر میں زندگی بسر کرکے ایک سو سینتالیس سال کی عمر میں وفات پائی اور ابراہیم علیہ السلام کی

قبر کے نزدیک مدفون ہوئے۔

حضرت یوسف بن حضرت یعقوب علیہما السّلام

جس زمانہ میں حضرت یوسف علیہ السّلام مصر میں داخل ہوتے ہیں۔ اس وقت اور حضرت موسٰی علیہ السّلام کے داخلہ مصر کے وقت تک چار سو برس کا زمانہ گذرا تھا۔ حضرت یوسف علیہ السّلام اپنے والد ماجد حضرت یعقوب علیہ السّلام کی وفات کے بعد تیئیس سال اور زندہ رہے۔

توریت میں لکھا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السّلام نے ایک سو بیس سال کی عمر پائی۔ حضرت یوسف علیہ السّلام کے دو فرزند تھے۔ اوّل "افراہیم" جو یوشع بن نون کے جد ہیں۔ دوسرے "منشا" منشا کے بیٹے کا نام "موسٰی" تھا۔ وہ حضرت موسٰی بن عمران "سے قبل نبوّت کے مرتبہ پر فائز ہوئے تھے۔

علمائے توریت بیان کرتے ہیں کہ انھیں حضرت موسٰی علیہ السّلام نے حضرت خضر سے "شعیب" بلعم اور خضر علیہما السّلام کو طلب کیا تھا۔

وھب نے بیان کیا ہے کہ حضرت "شعیبؑ" اور "بلعمؑ" دونوں رہط کی اولاد سے تھے۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السّلام پر اُس دن ایمان لائے تھے جب کہ نمرود نے انھیں آگ میں ڈال دیا تھا اور انھیں کے ہمراہ ترکِ وطن کر کے ملک شام کو چلے آئے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے حضرت لوط علیہ السّلام کی لڑکیاں اُن سے بیاہ دی تھیں۔

بنی اسرائیل سے قبل اور حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے بعد جس قدر انبیاء علیہم السّلام گذرے ہیں وہ سب اسی فرقہ کی اولاد میں تھے۔ حضرت شعیب علیہ السّلام کی دادی حضرت لوط علیہ السّلام کی بیٹی تھیں۔

"مدین" حضرت شعیب علیہ السلام کا قبیلہ نہیں تھا بلکہ وہ ایک قوم تھی جس کی ہدایت کے لئے خدا نے انھیں مبعوث فرمایا تھا۔ چنانچہ جس وقت حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم پر عذاب الٰہی نازل ہوا تو حضرت شعیب علیہ السلام مع اُن لوگوں کے جو اُن پر ایمان لا چکے تھے "مکہ" کو چلے آئے۔ اور زندگی کے بقیہ دن وہیں بسر کر کے وفات پائی۔

حضرت خضر علیہ السلام کا نام "بلیا بن ملکان بن قانع بن عامر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح ؑ تھا۔ اور اُن کے باپ بادشاہ تھے۔

حضرت ایوب علیہ السلام

وہب کہتے ہیں کہ ان کا نام "ایوب بن صوص بن رعویل" تھا۔ اُن کے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آتش زنی کے دن ایمان لائے تھے۔ حضرت ایوب علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کے ہمعصر اور داماد بھی تھے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی بیٹی "الیا" اُن سے منسوب تھیں۔ انھیں بیوی نے ان کو سخن سازی کے ساتھ متہم کیا تھا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی والدہ حضرت لوط علیہ السلام کی بیٹی تھیں۔ اور ملک شام کا ایک شہر "تنیہ" انھیں کی ملک تھا۔

حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والد کا نام حضرت "عمران" تھا۔ شجرۂ نسب اس طرح ہے۔

موسیٰ بن عمران بن قاہث بن لاوی بن یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم علیہم السلام۔

آل یعقوب ؑ اور ایوب ؑ کے درمیان حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے

تک کوئی نبی نہیں ہوا تھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جسم گداز تھا۔ گندم رنگ اور کسی قدر دراز قامت تھے۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ "شنوءہ" والوں میں سے ہیں۔

حضرت ہارون علیہ السلام کا قد حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھی زائد لمبا تھا۔ ان کے بدن پر گوشت بھی زیادہ تھا، جسم کی رنگت بھی زیادہ صاف تھی۔ اعضائے بدن بھی قوی اور فربہ تھے۔ اور تین سال حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عمر میں بڑے تھے۔ حضرت ہارون کی پیشانی پر ایک تل تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پرۂ بینی میں تل تھا اور ان کی زبان کے ایک پہلو میں بھی تل تھا۔ اس تل کا حال کسی کو نہ ان کے قبل معلوم ہوا اور نہ بعد میں۔ یہی وہ "عقدہ" (گرہ) ہے جس کا ذکر اللہ پاک نے قرآن میں فرمایا ہے۔

حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کی بہن کا نام "مریم" تھا۔ جو اُن سے عمر میں بڑی تھیں۔ اور یوقنا بن فارض بن یہوذا بن یعقوب کو بیاہی گئی تھیں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا نام "اباحشہ" تھا۔ توریت میں یہ نام "یوخابث بنت لاوی بن یعقوب" تحریر ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں جو فرعون تھا وہی حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانے میں بھی تھا۔ جس کی عمر چار سو برس سے زائد تھی اور اس کا نام "ولید بن مصعب" تھا۔ وہب کے سوا اور لوگ اس کے منکر ہیں کہتے ہیں کہ نہیں وہ دوسرا فرعون تھا، فرعون کی بیوی کا نام "آسیہ بنت مزاحم" تھا۔ قارون بن صافر بن قاہث بن لاوی، موسیٰ علیہ السلام کا چچیرا بھائی تھا۔ اور سامری کا نام "موسیٰ بن ظفر" تھا۔

اس کی بابت کہا جاتا ہے کہ وہ "باجری" کے لوگوں میں تھا اور بنی اسرائیل

ہی کے گھرانے میں یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی برادری میں تھا۔

حضرت ہارون علیہ السلام کی رحلت

حضرت ہارون علیہ السلام نے ایک سو سترہ سال کی عمر میں وفات پائی۔ موسیٰ علیہ السلام ان کے بعد تین سال بقیدِ حیات رہے۔ اور انھیں کے برابر عمر پاکر واصلِ بحق ہوئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ، یوشع بن نون علیہ السلام ہوئے جن کا نسب نامہ حسب ذیل ہے۔

یوشع بن نون بن افراہیم بن یوسف بن یعقوب علیہم السلام۔

اشماویل بن ہلقانا

عربی میں ان کا نام اسمٰعیل ہے اور ان کی ماں کا نام "حنہ" تھا۔ یہ بنی اسرائیل میں سے تھے۔ ان کے اور یوشع بن نون کے مابین کوئی اور نبی نہیں تھا۔ انھیں کی بابت خداوند ربّ العزت نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے: وقال لھم نبیّھم انّ اللہ قد بعث لکم طالوت ملکا۔

طالوت

وہب کے قول کی بنیاد پر وہ "بنیامین" کی ذرّیت میں تھے، حضرت یوسف علیہ السلام کے ماں جائے بھائی کی نسل میں۔ ابتداءً وہ نہایت تنگ دست اور اُونٹ چرایا کرتے تھے۔ اپنے گانوں سے دو گم شدہ گدھوں کی جستجو میں نکلے۔ اور اشماویل کے یہاں جاکر ٹھہرے تھے۔ ان کو دیکھ کر اشماویل نے اپنی قوم کو خبر دی کہ "طالوت تمھارا بادشاہ ہے اور یہ بنیامین بن یعقوب کی نسل سے ہے"۔

اشماویل کے ہم قوم لوگوں نے اس بات کو سُنکر کہا۔ "آپ کو یہ بات بخوبی معلوم ہے کہ اس نسل سے کوئی تاجدار نہیں ہوا ہے اور نہ ہی

ان میں کوئی نبی گذرا ہے۔

اشماویل نے جواب دیا۔" اس بات کو تم زیادہ جانتے ہو یا خدا؟ کیا تمھیں یہ بات نہیں معلوم ہے کہ خدا نے جس وقت اسکو تمھاری طرف بھیجا تھا تو وہ اس کے نسب سے آگاہ تھا۔"

داؤد و سلیمان علیہما السلام اور سلیمانؑ کے فرزند کے حالات

وہب بیان کرتے ہیں کہ

اشماویل کے بعد خدائے عزّ وجل نے "داؤد بن ایشا" کو ان کا جانشین بنایا۔ داؤد علیہ السلام سات بھائی تھے اور یہ سب میں کمسن تھے۔ وہ اپنے بھائی کے مویشی چرایا کرتے تھے۔ اُن کا قد کسی قدر پست تھا۔ آنکھوں میں کرنجا پن، اور سر کے ایک گوشے میں گنج تھا۔ انھوں نے طالوت کی بیٹی سے نکاح کیا تھا اور طالوت سے اس بیاہ کی بابت جالوت کو قتل کرنے کی شرط قرار پائی تھی۔ اس عورت سے حضرت داؤد علیہ السلام کے یہاں ایک بیٹا "ابشالوم" نامی پیدا ہوا۔ یہ اُن کی اولاد اکبر تھی۔ اور اسی نے ان پر علم بغاوت بلند کر کے ان کا ملک چھین لینے کا ارادہ کیا تھا۔

پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے ایک اور عورت سے جو "اوریا" کی بیوی تھی، اوریا کے قتل ہو جانے کے بعد نکاح کیا۔ اس کے بطن سے حضرت سلیمان علیہ السلام پیدا ہوئے۔ جن کی نسل میں تین پشتوں تک سلطنت اور نبوت ساتھ ساتھ رہی۔ حتیٰ کہ اعرج جو اُن کا پوتا اور عرق النساء کے مرض سے لنگڑا ہو گیا تھا صرف بادشاہ رہا۔ وہ نبی نہیں تھا۔

بیت المقدس پر حملہ

حکمراں کی کمزوری اور مجبوری کو دیکھ کر گرد و پیش کے حکمرانوں نے بیت المقدس

فتح کرنے کا ارادہ کیا۔ چنانچہ "لنقر" نامی الجزیرہ کا بادشاہ جس کی سکونت "ثرثار" کے صحرا میں تھی اس پر حملہ آور ہوا۔"صحرائے ثرثار" ملک سنجار کا ایک جنگل اور شہر "الحضر" کے قریب تھا۔ اس شہر کی عمارتیں پتھر سے بنی تھیں "لنقر" زہرہ ستارہ کی پرستش کیا کرتا تھا۔ اس فوج کشی کے وقت اس نے نذر مانی تھی کہ وہ اگر بیت المقدس پر فتح پائے گا تو اپنے فرزند کو زہرہ پر قربان کر دے گا۔ ان دنوں اس کا کاتب "بخت نصر" تھا۔ خداوند ربّ العزت نے ان لوگوں پر ایک ایسی سخت ہوا بھیجی جس نے سب کو ہلاک کر ڈالا۔ "لنقر" اور اس کا میر منشی بُخت نصر دونوں کسی طرح سے جان بچا کر بھاگے۔ اور اپنے شہر میں پہونچے۔ لنقر کے بیٹے نے اُسے قتل کر ڈالا، اور بُخت نصر نے اس بات سے ناراض ہو کر قاتل بیٹے کو بھی دھوکہ دیکر مار ڈالا۔ اور خود اس کے بعد مالک تخت و تاج بن بیٹھا۔ اس طرح پر بخت نصر کی بادشاہی کی ابتدا ہوئی تھی۔

ہندوستان پر بنو اسرائیل کی فوج کشی

اس کے بعد بنی اسرائیل پر شاہ ہند نے فوج کشی کی۔ خدا نے اُسے بھی تباہ کر دیا۔ سلیمان علیہ السّلام کی اولاد اور ان کے ہمعصروں کا زمانہ بھی ختم ہو گیا، بعد ازاں موصل کے بادشاہ "سنجاریب" نے جو "نینوی" میں رہتا تھا، اور آذربائیجان کے فرماں روا نے مل کر اُن پر فوج کشی کی۔

آذربائیجان کے بادشاہ کا نام "سلما عاشر" تھا۔ جس کا ترجمہ "دسواں سلیمان" ہے۔

خدا کی قدرت یہ ہوئی کہ ان دونوں کا آپس ہی میں اختلاف ہو گیا۔ اور باہم جنگ ہو گئی۔ یہاں کہ دونوں تباہ ہو گئے۔ بنی اسرائیل نے ان کا تمام سازوسامان غنیمت میں پایا، شاہ روم نے اہل اسپین صقالب اور شاہ اندلس اور تشا جر و ا

کے ساتھ مل کر بنی اسرائیل پر حملہ کیا. مگر ان کے درمیان آپس ہی میں جنگ چھڑ گئی اور لڑ کر کٹ مرے۔

یہودیوں کی بدعات

پھر وہ زمانہ آیا کہ بنی اسرائیل نے اپنے مذہبی اصول میں نئی نئی باتیں شامل کر لیں اور قواعد دینی کی پابندی سے گریز کرنے لگے. ان میں سے کچھ لوگوں نے بیت المقدس چھوڑ کر ایک دوسری مسجد الگ بنالی. جب وہ اس مسجد میں داخل ہوتے تو ایک زلزلہ آیا اور اسکی چھت گر گئی۔ اور بہتوں کے سر پھٹ گئے. اس کے بعد ان پر بخت نصر نے چڑھائی کی جس سے ڈر کر وہ پھر خدا جناب میں رجوع ہوتے۔ اور انھوں نے توبہ کی۔ خدا نے بخت نصر کو ان کے سروں پر سے ٹال دیا. مگر وہ ان کے شہر کو فتح کر کے بہت سے لوگوں کو قتل اور اسیر کر چکا تھا۔ اسی واقعہ کی طرف خداوند کریم نے اپنے کلام پاک میں ارشاد کرتے ہوئے فرمایا ہے:

فاذا جاء وعد اولٰهما بعثنا عليهم عباداً النا اولی باس شديد فجاسوا خلال الديار و كان وعداً مفعولاً۔ ثم رددنا لكم الكرة عليهم

بخت نصر کے ہاتھوں یہودیوں کی تباہی

اتنی سزا بھی اسرائیل کو متنبہ کرنے کے لئے کافی نہیں ہوتی اور دوبارہ پھر انہوں نے عدول حکمی پر کمر باندھی. خدا نے اُن کی ھدایت کے واسطے "ارمیا" نبی کو مبعوث فرمایا. تاکہ وہ انھیں خدا کے غضب کی خبر دیں. مگر جب انہوں نے پیام باری کی تبلیغ کی تو ان لوگوں نے انھیں مارنا پیٹنا شروع کیا۔ اور قید کر دیا. اس

وقت خدا نے پھر ان پر بخت نصر کو مسلط کیا جس نے بار دگر فوج کشی کی اور انھیں پامال کر ڈالا۔ اسی کی جانب باری تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اور کہتا ہے:

فاذا جاء وعد الاخرة ليسوء وجوهكم وليدخلوا المسجد كما دخلوه اوّل مرّة وليتبروا ما علوا التتبيرا۔

بخت نصر بنی اسرائیل کو اس مرتبہ بہت زیادہ تباہ کیا، قتل کیا، زندہ آگ میں جلا دیا، ہاتھ پاؤں کٹوا دیئے اور ان کے بال بچوں کو لونڈی غلام بناکر فروخت کر ڈالا۔ بنی اسرائیل کا ایک گروہ جان بچاکر بھاگا اور مصر میں جاکر پناہ گزیں ہوا۔

بخت نصر کا مصر پر حملہ

اس گروہ نے وہاں کے حکمراں سے پناہ مانگی تھی۔ اس لئے بخت نصر کو بھی خبر مل گئی اور وہ مصر پر حملہ آور ہوا۔ دونوں ملک کی فوجیں معرکہ آراء ہوئیں۔ فتح و ظفر نے بخت نصر کا ساتھ دیا جس نے بادشاہِ مصر کو گرفتار کر لیا اور بنی اسرائیل کو بھی پکڑوا لیا۔ بخت نصر مصری سپاہ کو بالکل نابود کر دینے کے بعد سرزمینِ بابل کو چلا گیا اور ارمیا نے سرزمینِ مصر میں قیام کر کے ایک مزرعہ لے لیا۔ جس میں ترکاریاں بو کر اسی سے معاش پیدا کیا کرتے تھے۔ خدا نے ان کے پاس وحی بھیجی کہ تم کو کھیتی کرنے اور سرزمینِ کفر میں رہنے کی ضرورت نہیں بلکہ تمھیں کوئی اور کام کرنا ہے جس کی فکر کرو۔ تم کو معلوم ہے کہ میں بنی اسرائیل سے کس قدر بیزار ہوں۔ پھر اس بات کو جانتے ہوئے کوئی زمین تھیں کس طرح اوپر رہنے دے گی اور کیونکر تم اس میں قیام کرنے کی گنجائش حاصل کر سکو

گے۔ تمھیں میرے اس حکم سے رنجیدہ ہونا چاہیئے جو میں نے "ایلیا" اور اس کے باشندوں کے بابت صادر کیا ہے۔ یہ زمانہ آبادی کا نہیں بلکہ ویرانی کا وقت ہے۔ تم اپنے مزرعہ کی دیواریں ڈھا دو، اسکی سبزی کے پودوں کو اکھاڑ ڈالو۔، اس کی نہر کو پاٹ دو، پھر زمین "ایلیا" کو چلے جاؤ اور وہیں اپنے ملک میں رہو۔ یہاں تک کہ میری سرنوشت کا زمانہ ختم ہو جائے۔

ارمیا اس وحی کے آنے کے بعد لرزاں وترساں ملکِ مصر عازم سفر ہوئے۔ حالانکہ وہ زمانہ پیداوار کا تھا۔ لیکن حکم الہٰی کی تعمیل میں انھوں نے اپنا سامانِ سفر درست کیا۔ ایک جالدار جھولی میں کچھ انگور اور انجیریں بھر لیں۔ ایک نئی مشک پانی سے پُر کر لی۔ رسیاں بٹ کر اپنی گدھی کی بھاگ ڈور بنائی اور چل نکلے۔

بیت المقدس کی ویرانی

جس وقت وہ بیت المقدس کے قریب پہنچے تو انھوں نے دیکھا کہ وہ ناقابلِ بیان طور پر سخت تباہ اور ویران ہو رہا ہے۔ یہ حالت دیکھ کر انھوں نے اپنے دل میں کہا۔

"نہیں معلوم خدائے پاک اس مقام کو ہلاکت کے بعد کب زندگی بخشے گا۔"

پھر خدا نے ان کی روح سلب کر لی اور ایک سو برس تک وہ مردہ پڑے رہے۔ بعد ازیں پروردگارِ عالم نے کورش نامی ملک فارس کے ایک بادشاہ کو بھیجا جس نے آکر بیت المقدس کو از سر نو آباد اور تعمیر کیا۔ اور خدا نے "ارمیا" کو دوبارہ زندہ فرمایا جنھوں نے بیت المقدس کو آباد دیکھ کر حیرت ظاہر کی۔

ان سے کہا گیا کہ اپنے کھانے پینے کی چیزوں کو دیکھو کہ وہ اب تک خراب نہیں ہوئی ہیں۔ جس خدا میں یہ قدرت ہے کہ ایک سو سال تک تمہاری غذا کو خراب نہ ہونے دے اُسی نے ہی اس شہر کو تازہ زندگی بخشی ہے۔

عزیر و دانیال علیہما السّلام

جن لوگوں کو بخت نصر گرفتار کر لے گیا تھا انھیں میں دانیال اور عزیر علیہما السلام بھی تھے۔ دانیال نے خواب کی تعبیر بیان کر کے بہت کچھ عزت و رتبہ پیدا کر لیا تھا۔ ان کی قبر شہر سوس کے نواح میں تھی۔ جس کو حضرت ابو موسیٰ نے کھلی ہوئی پاکر اُن کی لاش نکال لی اور دوبارہ کفن دے کر نماز پڑھنے کے بعد دفن کی۔ اور عزیر علیہ السّلام نے بنی اسرائیل کو "توریت" پھر جمع کر دی، جو جل گئی تھی، جب کہ وہ ملک شام کو واپس آتے تو اُن کے پاس توریت کا کوئی نسخہ نہیں تھا۔ عزیر علیہ السّلام نے اپنی یاد سے پوری کتاب لکھوا دی، یہود نے اُن کی یہ حالت دیکھ کر اُنھیں خدا کا بیٹا کہنا شروع کیا۔ عزیرؑ نے تقدیر کے بارہ میں بکثرت مناجاتیں کیں۔ اس لئے خدائے پاک نے اُن کا نام انبیاء کی فہرست سے خارج کر دیا اور وہ صرف رسول باقی رہے۔

حضرت شعیا علیہ السّلام

یہ نبی بنی اسرائیل ایک مدت تک بخت نصر کی قید سے آزادی پانے کے بعد احکامِ الٰہی کے بہت زیادہ پابند رہے، خدا نے اسی اثناء میں، "شعیا بن اموص علیہ السّلام" کو نبوت کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ بعدہٗ بنی اسرائیل میں بُری باتیں اور خلافِ اصول مذہب امور پھیل گئے۔ جس کی وجہ سے سزا دینے کے طور پر حق سبحانہٗ نے "سنجاریب" شاہ بابل کو اُن کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ جس وقت وہ اُن کے ملک میں داخل ہوا تو بنی اسرائیل نے ڈر کر

خدائے کریم کے حضور میں توبہ کی اور اپنی تقصیرات کی معافی چاہی۔ پروردگارِ عالم نے ان کی توبہ قبول کر کے ان کے غنیم پر طاعون کا مرض مسلّط کیا جس سے رات ہی رات اس کا تمام لشکر برباد ہو گیا۔ صرف "سنجاریب" اور پانچ دیگر اشخاص اس کے ساتھی بچے رہے جو جان بچا کر بھاگے۔ مگر بنی اسرائیل زیادہ عرصہ تک اپنے عہد پر قائم نہیں رہ سکے۔ بلکہ انھوں نے پھر نافرمانیاں اور بدکاریاں شروع کر دیں۔ خداوند پاک نے "شعیا علیہ السّلام" کو نبوّت کے ساتھ مبعوث کیا اور حکم فرمایا کہ ان لوگوں کو ہدایت کریں۔ بنی اسرائیل کب ماننے والے تھے۔ انہوں نے "حضرت شعیا علیہ السّلام" کو قتل کر ڈالا، خدا نے اُن کی اس حرکت سے غضب ناک ہو کر ان کے دشمن کو ان پر مسلّط کر دیا۔ جس نے انھیں تباہ و برباد کر کے اُن سے سلطنت چھین لی۔ بنی اسرائیل اپنی حد سے گذری ہوئی نافرمانیوں کی وجہ سے ذلیل و خوار بنا دیئے گئے۔ دنیاوی حکومت اور نبوّت دونوں شرف اُن کی قوم سے سلب کر دیئے گئے اور دنیا کی دیگر اقوام کی طرح ایک ذلیل اور کمتر درجہ کی قوم بنا دیئے گئے اور قیامت تک اسی حالت میں رہیں گے۔

نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بشارت

یہی "شعیا" وہ نبی ہیں جنھوں نے ہمارے نبی امّی صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بشارت دی تھی اور آپ کے اوصاف بیان کئے تھے۔ انہوں نے حضرت عیسٰی علیہ السّلام کے قدوم کی بھی بشارت دی تھی

جنابِ حزقیل ؑ

وہ بوذی کے بیٹے تھے۔ خدا نے اُن کی قوم پر مرضِ طاعون نازل فرمایا جس کی وجہ سے وہ لوگ بخوفِ جان ہزاروں

کی تعداد میں اپنے وطن اور مسکن سے باہر نکل بھاگے۔ اور حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے انھیں مار کر پھر زندہ کیا۔

حضرت الیاس علیہ السّلام

وہ یوشع بن نون علیہ السّلام کی اولاد میں سے تھے۔ خدا نے ان کو بعلبک والوں پر مبعوث فرمایا جو "بعل" نامی ایک بُت کی پرستش کیا کرتے تھے۔ اہل بعلبک کا حکمران "احب" نامی ایک شخص تھا۔ جس کی ملکہ "ازبیل" تھی۔ جب کبھی احب کسی ضرورت سے شہر کے باہر جاتا تو اسی ملکہ کو اپنا قائم مقام کر جاتا جو تختِ سلطنت پر بیٹھ کر لوگوں کے معاملات فیصل کیا کرتی اور حکمرانی کیا کرتی۔

پیغمبروں کی قاتل عورت

یہ عورت بہت بڑی پیغمبروں کی قاتل تھی اس نے بہت سے انبیاءؑ کو قتل کر ڈالا تھا۔ وہ فرماں روائے "صیدا" کی بیٹی تھی۔ اس نے بہت زیادہ عمر پائی۔ بنی اسرائیل کے سات بادشاہوں نے اس سے شادی کی۔ اس عورت نے یحییٰ بن زکریا علیہ السّلام کو قتل کیا تھا۔

خدائے پاک نے الیاس علیہ السّلام سے ارشاد فرمایا کہ تم مجھ سے کچھ مانگو تاکہ میں تم کو وہ چیز دوں۔ الیاس علیہ السّلام نے عرض کی پروردگار! تو مجھے زندہ اپنے پاس اُٹھالے اور موت کے ذائقہ سے مجھ کو بری کر دے۔ خداوند عالم نے انھیں دو پر عطا فرما کر اپنی جانب اُٹھا لیا۔ اور انھیں زمین و آسمان دونوں مقام میں سکونت بخشی۔ وہ فرشتوں کی طرح ملائکہ کے ساتھ اُڑا کرتے ہیں۔

حضرت الیسع علیہ السّلام

الیسع علیہ السّلام حضرت الیاسؑ علیہ السّلام کے شاگرد تھے۔ الیاسؑ

نے ان کے واسطے نبی ہونے کی دعا کی جو بارگاہ احدیت میں مقبول ہوئی۔ اور ان کو بھی الیاسؑ کی روح کی مانند تائید ایزدی سے بہرہ ور کیا۔ الیاس علیہ السّلام کے بعد خدائے پاک نے حضرت یونس بن متّٰی علیہ السّلام کو باشندگان "نینوی" کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا۔

حضرت زکریا علیہ السّلام

بیان کیا گیا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السّلام "ازن" کے بیٹے تھے، زکریا بن ازن اور عمران بن ماہان بن یعاقیم، داؤد نبی علیہ السّلام کی اولاد میں تھے جن کا سلسلۂ نسب یہودا بن یعقوب نبی پر منتہی ہوتا ہے۔ حضرت زکریا اور عمران دونوں ہم عصر تھے، زکریاؑ نے عمران کی بیٹی "الیساع" نامی سے نکاح کیا تھا جو "مریم" علیہا السّلام کی بہن تھیں۔ "مریم" کی ماں کا نام "حنہ" تھا۔ یحییٰ اور عیسیٰ دونوں خالہ زاد تھے، زکریا نجار تھے۔ ان کی بابت یہودیوں نے افواہ مشہور کر دی تھی کہ وہ "مریم" سے بدکاری کے مرتکب ہوتے ہیں، اور ان کو درخت کی کھو میں جس کے اندر وہ مخفی تھے کاٹ کر قتل کیا۔ اس طرح کہ وہ بھی درخت کے ساتھ ہی کٹ گئے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام

حضرت یحییٰ علیہ السّلام کو بادشاہ "احب" نے اپنی بی بی "ازتیل" کے فریب میں آکر قتل کر ڈالا۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السّلام پیدا ہوئے تو اُن کی ماں اسی "احب" کے خوف سے ان کو لے کر ملک مصر کی جانب بھاگ گئیں۔ اس سفر میں یوسف نجار نے ان کی بہت مدد کی اور خود ساتھ گیا۔ انجیل کے بیان کے مطابق اُسی یوسف نجار نے حضرت مریمؑ سے نکاح کیا تھا۔ لیکن جب وہ اس کے گھر میں آئیں تو یوسف کو معلوم ہوا کہ اُنھیں

حمل ہے حالانکہ اس سے قبل اس نے ان کے ساتھ خلوت بھی نہیں کی تھی. یوسف بڑا نیک مرد تھا. اس کو یہ بات ناپسند ہوئی کہ ان کی پردہ دری کرے اور اس نے اپنے دل میں خیال کیا کہ مناسب پہلو سے بی بی مریم ع کو خفیہ طلاق دے دیگا.

یوسف کی یہ نیت ہی تھی کہ اُس نے خواب میں ایک فرشتے کو دیکھا جو اس سے کہہ رہا تھا.

"یوسف بن داؤد! تمھاری بیوی مریم کے عنقریب ایک بچہ پیدا ہوگا جو بنام عیسٰی موسوم ہوگا. اور وہ اپنی اُمت کو اُن کے گناہوں سے نجات بخشے گا.

حضرت عیسٰی علیہ السلام کی جائے پیدائش

انجیل میں یہ بات تحریر ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام جب بادشاہ کے خوف سے اپنے فرزند حضرت عیسٰیؑ کو لے کر بھاگی تھیں اس کا نام "ہراوس" تھا. حضرت عیسٰی علیہ السلام یہودا کے بیت لحم میں پیدا ہوئے تھے جو ملک شام کا ایک مشہور مکان ہے "ہراوس" مرگیا تو یوسف نے خواب میں دیکھا کہ وہ حضرت عیسٰی اور ان کی ماں کو سرزمین خلیل کی جانب لے جاتے جو ملک شام کا مقام ہے. یوسف ملک مصر سے روانہ ہو اس مقام میں آیا اور ایک گاؤں میں جو "ناصرہ" کے نام سے مشہور تھا سکونت پذیر ہو انصاریٰ کی وجہ تسمیہ یہی گاؤں ہے.

اصحاب کہف کا حال

یہ رومی قوم کے چند نوجوان تھے جو قبل مسیح غار میں داخل ہوتے اور خدا نے انھیں وہاں وہاں نیند میں مبتلا کر دیا. جس وقت حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا نے عالم

کائنات سے اُٹھالیا تو یہ لوگ اُن کے اور ہمارے نبی اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے مابین کچھ وقفہ کے لئے زندہ کیے گئے۔

جناب ذی القرنین

یہ نبی نہیں تھے۔ اسکندریہ کے رہنے والے تھے اور اسکندر ردس تھا۔ اس کا سمندر میں داخل ہونا صحیح نہیں ہے۔ ابن کثیر نے یہی بیان کیا ہے۔ انھوں نے ایک خواب دیکھا کہ وہ آفتاب کے قریب پہنچ گئے ہیں۔ ان کی دونوں پورب اور پچھم کی چوٹیوں کو پکڑے ہوئے ہیں۔ یہ خواب انھوں نے اپنی قوم سے بیان کیا تو قوم نے ان کا نام ذی القرنین رکھا۔ یہ بھی زمانۂ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیانی وقفہ میں گذرے ہیں۔

جناب جرجیس رضؓ

جرجیس رضی عنہ اللہ فلسطین کے رہنے والے تھے۔ انھوں نے بعض حواریوں کو دیکھا اور ان کی صحبت سے فیض اُٹھایا تھا۔ خداوند پاک نے اُنھیں فرماں رولئے "موصل" کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا تھا اور یہ مسیح علیہ السلام کے بعد ہوئے تھے۔

جناب لُقمان حکیم رضؓ

یہ بھی نبی نہیں تھے۔ بیان کیا گیا ہے کہ جناب لقمان بنی اسرائیل کے ایک شخص کے غلام اور حبشی تھے۔ ان کے آقا نے انھیں آزاد کر کے کچھ مال بھی انھیں عطا کیا تھا۔ وہ حضرت داؤد نبی ع کے زمانے میں تھے۔ لقمان کے بیٹے کا نام تاران تھا۔ اکثر لوگ کہتے ہیں کہ لقمان نبی نہیں تھے۔ یزید بن ہارون نے حماد بن سلمہ سے اور حماد نے علی بن زید سے اور انھوں نے سعید بن المسیب سے روایت کی ہے کہ سعید نے کہا: "لقمان نبی درزی کا پیشہ کرتے تھے۔

دس ہزار ابواب کے مصنّف

وہب اس بات کو بیان کرتے ہیں کہ میں نے حکمت لقمان کے تقریبًا دس ہزار باب مطالعہ کیے ہیں۔ لوگوں نے اس سے بہتر کوئی کلام نہیں سُنا ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ لوگ ان کے کلام کو اپنی گفتگو میں استعمال کرتے ہیں، خطبوں میں، خطوں اور کتابوں میں شامل کرتے ہیں اور اپنی بلاغت اُن کے ذریعہ سے بڑھاتے ہیں۔

حضرت ذی الکفل علیہ السّلام

وہب نے اپنے کلام میں ان کا کوئی ذکر کیا ہے مگر اور لوگوں نے بیان کیا ہے کہ وہ بنی اسرائیل سے تھے اور ایک بادشاہ کی طرف جس کا نام کنعان تھا اور جو بنی اسرائیل ہی کی قوم سے تھا مبعوث کیے گئے تھے۔

انھوں نے کنعان کو ایمان کی دعوت دی اور اس کے واسطے حصولِ جنّت کی کفالت کی۔ اور اس کے واسطے ایک تحریر اس بات کی لکھ دی کہ اس کا حق خدا پر قائم ہو گیا۔ وہ بادشاہ ایمان لایا اور ان کا نام بوجہ اسی کفالت کے ذی الکفل قرار پایا۔

انبیاء علیہم السّلام اور رسُولوں کی تعداد

وہب نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسولوں میں سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السّلام اور سب سے آخر میں حضرت محمد مصطفٰے صلّی اللہ علیہ وسلّم ہیں۔ انبیاء کی کل تعداد ایک لاکھ چوبیس ۲۴ ہزار ہے جن میں سے تین سو پندرہ نبی رسول تھے۔ حضرت آدمؑ، حضرت شیثؑ، حضرت ادریسؑ، حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیم علیہم السّلام یہ

پانچ نبی سریانی تھے۔ اور حضرت ہودؑ، حضرت صالحؑ، حضرت اسمٰعیلؑ اور حضرت شعیبؑ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم یہ پانچ نبی عربی تھے۔ بنی اسرائیل کے نبیوں میں سب سے پہلے حضرت موسٰی علیہ السّلام اور سب سے آخری نبی حضرت عیسٰی علیہ السّلام تھے۔

ایک سو چار آسمانی کتابیں

یہ بیان کیا گیا ہے کہ انبیاءؑ پر جس قدر کتابیں نازل ہوئیں اُن کی تعداد ایک سو چار ہے حضرت شیث علیہ السّلام پر پچاس ۵۰ صحیفے اور حضرت ادریس علیہ السّلام پر تیس ۳۰ صحیفے، حضرت ابراہیم علیہ السّلام پر بیس ۲۰ صحیفے، حضرت موسیٰ علیہ السّلام پر توریت، حضرت داؤد علیہ السّلام پر زبور، حضرت عیسٰی علیہ السّلام پر انجیل اور حضرت محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر فرقان نازل ہوئیں۔

کس نبی سے کس نبی کے درمیان کتنا تفاوت ہے

حضرت آدم علیہ السّلام ایک ہزار سال تک زندہ رہے۔ اور توریت میں بیان کیا گیا ہے کہ نو سو ستر سال کی عمر پائی۔ زمانۂ آدم اور طوفان کے درمیان دو ہزار دو سو بیالیس سال کا تفاوت تھا۔ اور زمانۂ طوفان اور وفاتِ نوح کے مابین تین سو پچاس برس کا فصل ہوا ہے۔ حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیہما السّلام کے درمیان دو ہزار دو سو چالیس سال کا زمانہ گذرا تھا۔ حضرت ابراہیم اور حضرت موسٰی علیہما السّلام کے مابین سات سو سال کا فصل تھا۔ حضرت موسٰی اور حضرت داؤد علیہما السّلام کے مابین پانچ سو سال اور حضرت داؤد علیہ السّلام سے حضرت عیسٰی علیہ السّلام کے عہد تک بارہ سو برس کا فاصلہ ہوا تھا۔ اور حضرت عیسٰی علیہ السّلام کے عہد سے تا زمانۂ محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم چھ سو بیس سال گذرے تھے۔ یہ

تاریخ وہب بن منبہ کے اعتبار سے ہے۔

حضرت آدمؑ و نوحؑ کے درمیان کتنی پشتیں گذریں

وہب کا بیان ہے

کہ حضرت نوح اور حضرت آدم علیہما السّلام کے درمیان دس پشتیں اور حضرت ابراہیم اور نوحضرت نوح علیہما السّلام کے مابین دس قرن گذرے تھے جو سب اسلام پر تھے۔

حضرت ابراہیمؑ اور حضرت داوٗدؑ کے درمیان کتنا تفاوت ہے

میں نے انجیل

میں مطالعہ کیا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت داوٗد علیہما السّلام کے درمیان چودہ[۱۴] قرن گذرے تھے۔ داوٗد علیہ السّلام سے جلاوطنی بابل کے عہد تک چودہ قرن، اور جلاوطنی بابل کے عہد سے تا زمانۂ مسیح علیہ السّلام بھی چودہ قرن گذرے تھے۔ علاوہ بریں میں نے اہل عجم کی تاریخی کتابوں میں دیکھا ہے کہ اسکندر روس اور اردشیر کے مابین جو زمانہ گذرا ہے وہ طوائف الملوکی کا زمانہ تھا۔ یہ زمانہ چار سو پینسٹھ سال کا تھا۔ جب اردشیر فرماں روائے ملک فارس ہوا ہے۔ اس کے بعد سے مقتول یزدجرد تک جو زمانہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ میں تھا۔ چار سو تیس سال سے چند سال زائد تک جتنے لوگ گذرے وہ سب شاہنشاہ تھے۔

اسکندر اور حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے درمیان تفاوت

اسکندر روس کے عہد سے ہمارے

نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ تک نوسو برس کے قریب گذرے تھے۔ مگر وہب کے بیان کے مطابق اسکندر روس حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے بعد گذرا ہے۔

اس لئے اس قول میں اور اس کے قول میں جو اس سے پہلے بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان چھ سو بیس برس کا فاصلہ تھا۔ ایک قسم کی مخالفت پائی جاتی ہے۔

وہب کے سوا اور لوگوں نے بیان کیا ہے کہ اسکندر مسیح علیہ السلام سے بھی قبل تھا۔ اور انجیل میں جالیہ بابل کے بابت بیان کیا گیا ہے کہ وہ حضرت داؤد علیہ السلام سے چودہ قرن بعد اور حضرت مسیح علیہ السلام سے چودہ قرن قبل گذرا ہے۔ اور نسب داں لوگ ذکر کرتے ہیں کہ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بھی قبل گذرا ہے۔ غرضکہ ان روایتوں میں بہت بڑا اختلاف ہے۔ واللہ اعلم۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل کون کس دین پر تھا

اِرب بن رِئاب خاندان "شن" کے قبیلۂ عبد القیس سے تھا اور دین عیسوی کا پابند تھا۔ لوگوں نے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے قبل ایک منادی کو یہ ندا دیتے ہوئے سُنا کہ زمین کے باشندوں میں تین شخص سب سے اچھے ہیں۔ "رئاب الشنی"۔ "بحیرا راہب" اور تیسرا شخص اس وقت تک وجود میں ہی نہیں آیا۔ تیسرے شخص سے پیغمبر آخر الزماں مراد تھے۔ ارب کی اولاد میں سے جو شخص مرنے کے بعد دفن کیا جاتا تھا لوگ اسکی قبر پر بارانِ رحمت کا نزول مشاہدہ کیا کرتے تھے۔

ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبد العزیٰ

یہ بی بی خدیجہ کے چچا زاد بھائی تھے۔ انھوں نے بتوں کی عبادت ترک کردی تھی۔ اور دین کی تلاش کر کے مذہب عیسوی

اختیار کیا تھا۔ بی بی خدیجہ نے ان سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض حالات بیان کیے۔ تو انھوں نے کہا "بشیک ان کے پاس بھی وہی ناموسِ اکبر آئے گا جو حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے پاس آیا کرتا تھا۔

زید بن عمرو بن نفیل

سعید بن زید کے والد تھے۔ جو عشرہ مبشرہ یعنی ان دسؓ شخصوں میں سے ایک تھے جن کو جنّت کی بشارت دی گئی تھی۔ یہ بھی بتوں کی عبادت سے باز آکر تحقیق مذہب کے در پے ہوتے تھے۔ مگر عیسائیوں نے ان کو ملک شام میں قتل کر ڈالا۔ ان کے بابت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ "وہ قیامت کے دن تنہا ایک امّت کے طور پر مبعوث ہوں گے۔ یہ شعر انھیں کی تصنیف ہے۔

اسلمت وجھی لمن اسلمت — لہ المزن تحمل عذباً زلالا

میں اس ذات کا تابع فرمان ہوا جسکا فرمان بذریعہ برسنے والا ابر، جو صاف اور شیریں پانی اٹھایا کرتا ہے۔

ورقہ بن نوفل نے ان کا ایک یہ شعر بھی نقل کیا ہے۔

اشدت وانعمت ابن عمرو وانما — تجنیت تنوراً من النار حامیا

اے ابن عمرو تم نے راہ راست پائی اور خوشحال ہوئے اور اس لئے تم نے اپنی ذات کو ایک گرم تنور کی آگ سے بچا لیا

امیّہ بن ابی الصلت

بیان کیا گیا ہے کہ امیہ نے آسمانی کتابیں پڑھی تھیں اور انھوں نے بتوں کی پرستش ترک کردی تھی۔ وہ اس بات کی بھی خبر دیا کرتے تھے کہ سرزمین حجاز سے ایک نبی مبعوث ہوں گے، جن کا زمانہ قریب آگیا ہے۔ مگر جب انھوں نے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی خبر پائی تو بوجہ حسد کے آپ پر ایمان نہیں لائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت ان کا شعر پڑھا تو یہ فرمایا تھا کہ "اس کا دل

تو ایمان لایا مگر اس کے دل نے نافرمانی کی"۔

اسعد ابو کرب حمیری

بیان کیا گیا ہے کہ "اسعد" نبی صلی اللہ علیہ وسلّم پر آپ کی بعثت سے سات سو سال قبل ہی ایمان لا چکے تھے۔ اُن کا قول ہے کہ:

شہدت علی احمد انہ — رسول من اللہ باری النسم

میں نے اسبات کی شہادت دی کہ احمد ﷺ — خدائے جانِ آفریں کے رسول ہیں

فلو مد عمری الی عصرہ — لکنت وزیرا لہ وابن عم

اگر میری عمر اُن کے زمانے تک دراز ہوتی تو — بیشک میں اُن کا ایک مددگار اور ابن عم بنتا

یہ پہلا شخص تھا جس نے بیت اللہ شریف پر چٹائیوں اور چادروں کا غلاف چڑھایا۔

قیس بن ساعدہ الایادی

کہا گیا ہے کہ قیس ملک عرب کا حکیم تھا۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے مروی ہے کہ آپ نے قس کو بازار عکاظ میں ایک سرخ اونٹ پر سوار خطبہ بیان کرتے دیکھا تھا۔ آپ نے قس کا قصّہ حضرت ابوبکر رضؓ سے بیان کیا اور اس کے اشعار بھی سناتے تھے۔

ابو قیس صرمۃ بن ابی اُنس رضؓ

وہ بنی نجّار سے تھے راہب ہو کر صوف پوش ہو گئے تھے۔ بت پرستی ترک کر کے عیسائیت اختیار کرنے کا ارادہ کیا لیکن پھر اپنے ایک گھر میں بیٹھ رہے اور اُسے مسجد بنا لیا، جس کے اندر کوئی ناپاک عورت یا نجس مرد نہیں جانے پاتا تھا۔ وہ کہتے تھے کہ میں حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے خدا کی عبادت کرتا ہوں۔ پھر جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مدینہ تشریف لائے تو وہ

مشرف باسلام ہوگیا اور اس کا اسلام بہت عمدہ ہوا۔ انہوں نے رسول پاک کی شان میں کہا ہے۔

وثوی فی قریش بضع عشرۃ حجۃ — بمکۃ لو یلقی صدیقا مواتیا

وہ قریش میں دس سال سے چند برس زائد زمانہ تک پناہ گزیں رہے۔ مکہ میں کاش انکو کوئی ہمدم دوست ملتا

اور اسی نے زمانۂ جاہلیت میں یہ نظم کہی تھی۔

سبحوا اللہ شرق کل صباح — طلعت شمسہ وکل ھلال

ہر صبح کے تاباں ہونے کے وقت خدا کی پاکی بیان کرو — جبکہ اس کا آفتاب طلوع ہوا اور ہر ہلال کے نکلنے کے وقت

یا بنی الارحام لا تقطعوھا — وصلوھا قصیرۃ من طوال

اے لوگو قرابت داری اور رشتہ داری قطع نہ کرو — اور اس کو بڑی سے چھوٹی تک ملاتے رکھو

یا بنی النجوم لا تظلموھا — ان ظلم النجوم داء عضال

اے عزیزو نجوم پر ظلم نہ کرو (یعنی انکی پرستش نہ کرو) کیونکہ — نجوم پر ظلم کرنا سخت مہلک بیماری ہے

خالد بن سنان بن غیث

وہ عبس بن بغیض کی نسل سے تھے۔ بیان کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا تھا کہ وہ ایک نبی تھے۔ جس کی قوم نے ان کی قدر نہیں کی۔ اُن کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ جس وقت میں دفن کیا جاؤں تو اس کے تھوڑی ہی دیر کے بعد گدھے کے بچوں کا ایک گلہ وہاں آئے گا جس کے آگے آگے ایک خاکی رنگ کا گورخر ہو گا۔ اور وہ اونٹ اپنے سُم سے میری قبر کو ٹھکرائے گا۔ تم لوگ اس حالت کو دیکھتے ہی قبر کھود کر مجھے نکال لینا۔ کیونکہ میں باہر نکل کر تمھیں کچھ خبر سناؤں گا۔

چنانچہ جب وہ مر گئے تو ان کی قوم والوں نے ان کی بات صحیح ہوتی

دیکھی اور اُنھوں نے انھیں قبر سے نکالنے کا ارادہ بھی کیا لیکن کچھ لوگوں نے اس کو بُرا سمجھ کر کہا:

"ہمیں ڈر ہے کہ کہیں ہم لوگ مردہ کُن اور کفن چور نہ مشہور ہو جائیں۔"

خالد بن سنان کی بیٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ کو قل ہو اللہ احد پڑھتے سُنکر کہا۔

"میرے والد بھی یہی پڑھا کرتے تھے۔"

○

اہلِ عرب کے نسب نامے

عدنان

لوگوں نے عدنان کے نسب میں اختلاف کیا ہے. بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ "عدنان بن اود بن یحشوم بن مقوم بن ناحور بن تارخ بن بن یعرب بن یشجب بن نابت بن اسماعیل بن ابراہیم ہے. اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اس کا سلسلۂ نسب حسب ذیل ہے۔

عدنان بن علود بن اشجب بن ایوب بن قیدار بن اسماعیل بن ابراہیم"

اور چند مؤرخین کے نزدیک وہ "عدنان بن میدرع بن منیع بن اود بن کعب بن یشجب بن یعرب بن الہمیسع بن قیدار بن اسمٰعیل بن ابراہیم ہے"

عدنان کے دو بیٹے تھے۔ ایک "عک" دوسرا "معد" معد کے آٹھ بیٹے تھے جن میں سے چار شخص جن سے نسل چلی ہے یہاں بیان کئے جاتے ہیں.

ان چاروں بیٹوں کے نام ہیں قضاعہ، قنص، ایاد اور نزار- قضاعہ حمیر کی طرف چلا گیا۔ جو "یمن" کے قبائل میں شمار ہوتا ہے۔ قنص کے بابت کچھ لوگ بیان کرتے ہیں کہ "آل منذر" فرماں روایانِ حیرہ اسی کی اولاد میں ہیں۔ "ایاد" قبیل الکبر کی جانب منسوب ہیں. اُن کے مشہور قبائل نہیں۔ اور ایک قوم نے بیان کیا ہے کہ قبیلۂ ثقیف انھیں کی نسل سے ہے. مگر بعض لوگ کہتے ہیں کہ نہیں ثقیف کا قبیلہ قیس عیلان کی نسل سے ہے۔

"نزار کی اولاد" میں "مضر"، "ربیعہ" اور "انمار" تین فرزند تھے۔ "انمار" کے بیٹے "خثعم اور بجیلہ" تھے۔ جو یمن میں جاکر سکونت پذیر ہوئے اور وہیں ان کی نسل چلی، باقی رہے مضر اور ربیعہ تو انھیں دونوں کی جانب نزار کی اولاد منسوب ہوتی ہے۔ یہی قبیلے خالص طور پر حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کی اولاد ہیں۔ "مضر بن نزار" کے فرزند کا نام الیاس تھا اور الیاس کے بیٹوں کا نام "خندف" تھا جو اپنی ماں کے نام سے موسوم ہوتے تھے۔ اُنکی تعداد تین تھی "مدرکہ، طابخہ، اور قمعہ" قمعہ کے متعلق بعض نسب جاننے والے اشخاص بیان کرتے ہیں کہ "خزاعہ" کا گھرانہ اسی کی اولاد ہے۔ اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ نہیں۔ "بنی خزاعہ" یمن کے قبائل سے ہیں اور "عمرو بن عامر" کی اولاد ہیں۔ خندف کا تمام قبیلہ "مدرکہ" اور طابخہ کی جانب راجع ہوگیا۔ باقی رہا الیاس کا تیسرا بیٹا۔ "قمعہ" اسکی نسل "قیس عیلان" کے نام سے موسوم ہوئی۔ اس طرح "مضر" کی تمام نسل "خندف" اور "قیس" کے دو گھرانوں کی جانب راجع ہوتی ہے۔

مدرکہ بن الیاس

مدرکہ بن الیاس کی اولاد میں "ہذیل"، "اسد" "کنانہ" اور "قریش کے گھرانے ہیں۔ "ہذیل بن مدرکہ بن الیاس بن مضر" کے تین بیٹے "سعد" "لحیان اور عمیر" تھے۔ اس سے آگے نسل کا شمار سعد سے ہوتا ہے جس کے فرزندوں کے نام "تمیم، حریث، منعہ، خزاعہ، جہام اور غنم" تھے آگے کا شمار تمیم سے ہوتا ہے۔ تمیم کے بیٹے معاویہ اور حرث تھے پھر شمار نسب "معاویہ" سے چلتا ہے اور حرث کا گھرانہ وہ تھا جس میں عبداللہ بن مسعود رضی عنہ اللہ تھے۔ ہذیل کا نسب نامہ یہیں ختم ہوگیا۔

قبیلۂ اسد وہ اسد بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر ہے اس کے چند اور بھائی بھی ہیں جن کے نام حسب ذیل ہیں۔

کنانہ بن خزامہ بن مدرکہ اور لبطون بن خزیمہ، اسد کے بیٹوں کے نام دودان، کاہل، عمرو اور حملہ تھے۔ انھیں سے تمام بنی اسد کا قبیلہ پھیلا جن کے مشہور بطون، جوقفعس، بنوالصیدا، بنو نصر بن فقعین بنوالزبنیۃ بنو غاضرہ، اور بنو لغامہ، ہیں۔ الہون بن خزیمہ کے بیٹے کا نام "قارہ" تھا۔ جکی نسل سے "عضل" اور "دلیش" کے قبائل ہیں۔ یہ دونوں قبیلے "ہون بن خزیمہ کی ذرّیت ہیں اور قارہ ایک تیرانداز قوم ہے اس لئے اسکی صفت میں کہا گیا ہے۔

قدالصف القارہ میں رہا۔ قارہ نے جس کو تیر مارا ٹھیک اور درست نشانہ لگایا۔

قبیلۂ کنانہ کنانہ بن خزیمہ کی نسل سے ہے جو اپنے ماں باپ کے بعد اسکی بی بی مسماۃ برۃ بنت مراخت تمیم بن مرکو اپنے نکاح میں لایا تھا۔ "کنانہ" کے بیٹے۔ نضر بن کنانہ (جو برۃ کے بطن سے تھا) مالک بن کنانہ، ملکان اور عبد مناۃ تھے۔ عبد مناۃ کا نام "علی" اور بعضوں کے بیان کے مطابق "مسعود" بھی بیان کیا گیا ہے۔ بنو ملکان کی یادگار ان کی نسل ہے۔ لیکن انھیں کوئی اعلیٰ درجہ کا شرف نہیں حاصل ہے۔

بنو مالک کے گھرانے بنو فقیم اور بنو فراس ہیں۔ بنو فقیم مشہور جعلساز اور آمیزش کرنے والے ہیں۔ اور بنو فراس میں سے قعقاع بن الحکیم کا گھرانہ

زیادہ نامی ہے جو بصرہ میں سکونت رکھتا ہے۔ اور کوفہ میں "بنو یحیر" طبیبوں کا خاندان بھی انھیں میں سے ہے۔

عبد مناۃ کی نسل میں "بنو مدلج القاقہ" کا گھر مشہور ہے اور "بنو حزیمہ" جن کو "خالد بن الولیدؓ نے بمقام "غمیصا" قتل کیا تھا اسی قبیلہ سے ہیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو دوست کہا تھا۔ بنو لیث، عبید بن عمیر اللیثی، اور عبداللہ بن شداد کا گھرانا بھی اسی قبیلہ سے ہے اور دئل یعنی ابی الاسود الدئلی کا کنبہ بھی بنو ضمرہ، عمرو بن امیۃ الضمریؓ صحابی رسول پاک کا کنبہ بھی اسی قبیلہ کی شاخ تھا۔ اور بنی ضمرہ کی شاخ "غفار" ابی ذر غفاری کا کنبہ تھا۔ اور "بنو عسیج" بھی مناۃ کی نسل سے ہیں مگر ان کی تعداد بہت ہی کم ہے۔ ابو نوفل بن ابی عقرب العریجی اسی خاندان کا ایک ممبر تھا۔

قبیلہ قریش

نضر بن کنانہ۔ یہ ابو قریش ہے، اس کے بیٹے "مالک" اور "صلت" تھے۔ صلت کی نسل ملک یمن کو چلی گئی۔ اور چند لوگ اس بات کو بیان کرتے ہیں کہ "نضر" قبیلۂ خزاعہ کا جد تھا اور قریش کا قبیلہ "مالک بن النضر" کی جانب راجع ہو گیا جو تمام قریشی گھرانوں کا جدّ اعظم ہے۔

مالک بن النضر کے بیٹے "فہر اور حرث" تھے۔ اُن کی ماں قبیلۂ جرہم کی لڑکی تھی۔ حرث بن مالک مطیبین میں سے تھا جن میں حضرت "ابو عبیدہ بن الجراحؓ" ہیں۔

اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ "خلج" اسی سلسلہ میں ہیں۔ نیز ان کے بابت سلسلہ عدوان میں ہونا بیان کیا جاتا ہے۔ پھر حضرت "عمر بن الخطابؓ

نے انھیں حارث کے ساتھ ملحق کر دیا اور سب کا نام " خلج " رکھ دیا۔ کیونکہ وہ عدوان کے ساتھ گڈ مڈ ہو گئے تھے وہ مدینہ میں بکثرت ہیں۔

فہر بن مالک کی نسل سے کئی قبیلے نکلتے ہیں جو سب کے سب قریش کہلاتے ہیں اور اُن کو بنو فہر بھی کہتے ہیں۔ فہر کے بیٹے " غالب اور محارب " تھے۔ محارب کی نسل سے ضرار بن الخطاب مشہور ہوا ہے جو زمانۂ جاہلیت میں قریش کا شاعر تھا۔" ضحاک بن قیس الفہری" جس کو مرج راہط کے دن مروان نے قتل کیا تھا وہ بھی اسی کنبہ کا شخص تھا اور غالب بن فہر کے دو بیٹے لُوئی اور تیم تھے۔ تیم کا قبیلہ " بنو الادرم " اعراب قریش میں ان میں سے کوئی ایک شخص بھی شہر مکہ میں نہیں رہتا انھیں کے بارے میں ایک شاعر کہتا ہے

ان بنی الادرم لیسوا فی احد — لیسوا الیٰ قیس ولیسو من اسد

" بنی الادرم " کسی کے شمار میں نہیں ہیں نہ وہ — " قیس " میں ہیں اور نہ " اسد " ہیں

ولا توفاہم قریش فی العدد

اور نہ اُنکو " قریش " شمار میں پورا کرتے ہیں

لُوئ اسی کی جانب قریش کی تعداد اور اس کا شرف منتہی ہوتا ہے " لُوئی کے بیٹے " " عامر، سامہ، سعد، خزیمہ، حرث اور عوف " نامی تھے۔

عامر کی اولاد میں دو بیٹے " حل " اور " معیص " تھے۔ معیص کی اولاد میں " ابن مکتوم، وابن قیس الرقیات اور حضرت خدیجہ رض بنت خویلد کی ماں ہیں۔ اور حل کی اولاد سے سہیل اور سکران بنو عمرو ہیں۔ سامۃ بن لوئی مقام عمان میں جا رہا اور وہیں وفات پائی۔ اس لئے اسکی اولاد وہیں رہی۔

سعد بن لوی ولد ثبانتہ کا باپ ہے۔ جس کی نسل میں ثابت بنانی تھے۔ نبانہ اس قبیلہ کی ماں ہے۔ اور سعد کے تحت ہیں تھی۔ لڑکا اسی کے جانب منسوب ہوا۔

خزیمہ بن لوی، کی نسل سے قبیلۂ عائدہ ہے اور بنی شیبان ہیں ہیں۔ مقاس العائذی مشہور شاعر اسی قبیلہ سے تھا۔ حرث، عوف اور کعب کی اولاد میں مرہ، ہصیص اور عدی ہیں۔ ہصیص کی نسل سے بنو سہم اور بنو جمع ۔ "عدی" کی نسل سے عمر بن الخطابؓ اور زید بن عمرو بن نفیل تھے۔

مرہ کی نسل میں اس کا بیٹا "تیم" تھا۔ جسکی اولاد میں حضرت ابی بکر صدیقؓ، طلحہ بن عبید اللہؓ اور عبید اللہ بن معمر کے گھرانے ہیں اور "آل المکندر" بھی بنو مرہ ہیں مخذم بن تقظہ بن مرہ کی نسل سے بنو مخزوم کا گھرانا ہے جن میں سے ابو جہل بن ہشام بن المغیرہ اور آل مغیرہ ہیں۔ ہشام بن المغیرہ اپنی قوم میں سرداری کا رتبہ رکھتا تھا۔ اور اسی کے بارہ میں شاعر کہتا ہے۔

واصبح بطن مکہ "مقشعرًا	کان الارض لیس بہا ہشام
بطن مکہ وحشتناک ہو گیا ہے ایسا	معلوم ہوتا ہے کہ اس زمین پر ہشام نہیں ہے

مرہ کا ایک اور "بیٹا کلاب" تھا۔ جس کے فرزند "زہرہ" اور "قصی" تھے۔ زہرہ کلاب کی بیوی کا نام تھا۔ اور وہ لڑکا ماں ہی جانب منسوب ہو کر اسی کے نام سے موسوم ہوا۔ بنو زہرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں تھے۔

قصی بن کلاب

اس کا اصلی نام زید تھا۔ اسکو "مجمع" بھی کہا کرتے تھے کیونکہ اس نے قبائل قریش کو خزاعہ سے یکجا کر دیا تھا۔ اور ان کو مکہ میں مقیم کر کے "دار الندوہ" تعمیر کیا۔ اور اس کے خانۂ کعبہ کی کنجی خزاعہ سے لے لی تھی۔

قصی بن کلاب کی اولاد میں کئی فرزند تھے جس کے نام حسب ذیل ہیں عبد مناف، عبد الدار، عبد العزیٰ اور عبد۔ عبد بے نام و نشان رہا۔

عبد العزیٰ کی نسل سے "خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ حضرت زبیرؓ بن العوام کا جد ہے اور بی بی خدیجہؓ کا باپ، خویلد کا ایک اور بیٹا خزام ثانی" بھی تھا۔

عبد الدار کی اولاد میں آل ابی طلحہ بن عثمان بن عبد الدار ہیں جو سب کے سب جنگ اُحد کے دن مقتول ہوئے۔ صرف عثمان بن طلحہؓ بچ رہے تھے۔ اور وہ مشرف باسلام ہوئے۔ پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خانہ کعبہ کی کنجی عطا فرمائی۔

عثمان کے بیٹے شیبہ تھے جن کی اولاد کے پاس آج تک کلید برادری کعبہ کی خدمت چلی آتی ہے۔

عبد مناف بن قصی کا نام اصلی مغیرہ تھا۔ جس نے فرزند ہاشم، عبد شمس، مطلب، نوفل اور ابو عمرو تھے۔ ابی عمرو کی نسل ہی نہیں چلی۔

نوفل کی اولاد میں جبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل تھے۔ مطلب بن عبد مناف کے دس بیٹے تھے جن میں سے چند لڑکوں کے نام یہاں تحریر ہوتے ہیں۔ "عبد مناف، عباد، مخرمہ اور ہاشم"۔

بنی ہاشم

"ہاشم بن عبد مناف کا نام عمرو تھا۔ وہ سرزمین شام کے ایک مقام "غزہ" میں فوت ہوئے۔ انھوں نے نے عبدالمطلب اور اسد، اور ان کے علاوہ اور کئی فرزند یادگار چھوڑے جن کی نسل آگے کو نہیں چلی۔ اسد کا ایک لڑکا حنین تھا جو لاولد فوت ہوا۔ یہ حضرت علی بن ابی طالبؓ کا ماموں تھا۔ اور ایک لڑکی فاطمہ رضؓ تھیں جو حضرت علیؓ کی ماں تھیں غرضکہ روئے زمین پر بجز اولاد عبدالمطلب بن ہاشم کے کوئی ہاشمی نہیں ہے۔ کیونکہ ہاشم کے اور فرزند نرینہ سب لاولد رہے۔

عبدالمطلب کا اصلی نام "عامر" تھا۔ وہ مدینہ میں اپنے ماموں کے یہاں تھے۔ اتفاقاً مطلب بن عبد مناف ان کے چچا وہاں گئے اور انھیں ساتھ لے آئے۔ جس وقت مطلب مکہ میں داخل ہوئے تو عامر ان کے پیچھے تھے۔ لوگوں نے ان کو دیکھ کر کہنا شروع کیا کہ یہ "عبد المطلب" یعنی مطلب کا غلام ہے۔ بس اسی وقت سے ان کا یہی نام پڑ گیا۔

عبدالمطلب نے بہت بڑی عمر پائی اور نابینا ہو کر رحلت فرمائی۔ انکی وفات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر صرف آٹھ سال ۲ دو ماہ کی تھی۔ عبدالمطلب کے دس بیٹے اور چھ ۶ بیٹیاں تھیں۔ جن کا ذکر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حال میں کیا گیا ہے۔

بنی اُمیہ

عبد شمس بن عبد مناف کے بیٹے "امیۃ الاکبر" حبیب، عبدالعزی، سفیان، ربیعہ، اور تین اور بیٹے تھے جن کا نام عبلات مشہور تھا اور وجہ تسمیہ یہ تھی کہ ان کی ماں کا نام "عبلہ" تھا۔ ورنہ اُن کے اصلی نام امیۃ الاصغر، عبد امیۃ (یہ آٹھ سال کی عمر میں فوت ہو گیا) اور نوفل تھے۔ سفیان کے کوئی اولاد ہی نہ تھی۔ ربیعہ کے دو بیٹے

تھے۔ "عتبہ اور شیبہ"۔ ایک مؤرخ کا بیان ہے کہ ابوسفیان بن امیہ لاولد تھا۔ اور اولاد جو چلی ہے وہ سفیان سے چلی ہے۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی ماں "ھندہ" عتبہ کی بیٹی تھیں۔ عبدالعزی کے بیٹے ربیع اور ربیعہ (جس کو جرو البطحی کہتے تھے)۔ ربیع حضرت ابی العاص بن الربیع رض کے والد ہیں جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی زینب رض کے شوہر نامدار تھے۔ اور ان کے کوئی اولاد نرینہ نہ تھی[1]۔

امیۃ الاصغر کی نسل میں "ثریا" مشہور مہ جمال عورت تھی جکی صفت میں عمرو بن ربیعہ نے قصیدہ لکھا ہے۔ حبیب بن عبد شمس کی اولاد میں "ربیعہ" حضرت عامر بن کریز رض کے جد اور حضرت سمرہ بن حبیب رض جن کی ماں حبش مسماۃ "زبیبہ" تھیں۔ سمرہ کا ایک ماں جایا بھائی "ابوجمعہ" بھی تھا۔ جو "کثیر بن عبدالرحمن بن ابی جمعہ" شاعر کا دادا ہے۔

امیہ بن عبد شمس الاکبر کی اولاد

"حرب، ابوحرب، سفیان، ابوسفیان، عمرو اور ابوعمرو" ہیں۔ یہ لوگ، عنابس کہلاتے تھے اور اسد کے ساتھ مشابہ تھے اور عاص، ابوالعاص، عیص اور ابوالعیص بھی اُسی کی اولاد تھے۔ ان کو اعیاص کہتے

---

[1] ابن قتیبہ کا دعوی غلط ہے۔ حضرت ابوالعاص سے سیدہ زینب کے کئی اولادیں تھیں۔ جن میں سیدہ امامہ اور سیدنا علی رض بہت مشہور ہیں۔ امامہ حضرت علی رض بن ابی طالب سے منسوب ہوئیں اور بقول خود ابن قتیبہ مغیرہ بن نوفل سے بیاہی گئیں۔ دیکھئے اس کتاب کا عنوان "رسول اللہ کی اولاد" ہے حضرت علی بن ابوالعاص تو وہ فتح مکہ میں شریک تھے اور جنگِ یرموک میں شہید ہوئے۔ دیکھئے (اسد الغابہ ۴/ ۴۱ - اسوۂ صحابیات ص ۹۲ (بحوالہ ابن عساکر)

ہیں۔ حرب بن اُمیّہ جناب ابوسفیان کا باپ ہے۔ اور اُن کی ایک لڑکی اُمّ جمیل بھی تھی۔ جس کو "حمالۃ الحطب" کا لقب ملا تھا۔ ابو العیص بن اُمیّہ کی اولاد میں، اُسید، ابوعتاب بن اُسید اور خالد بن اُسید ہیں۔ حضرت عتابؓ مکہ پر منجانب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم عامل تھے۔ عاص بن اُمیّہ کے بیٹے کا نام ابواُحیحہ تھا اور اس کا اصلی نام "سعید" ہے۔ ابوالعاص بن اُمیّہ کی اولاد میں عفان بن ابی العاص حضرت عثمانؓ کے والد اور حکم بن ابی العاص مروان بن الحکم کے باپ ہیں۔ ابوعمرو بن اُمیّہ کی نسل میں، ابومعیط اور ابوعقبہ ابن ابومعیط بن ابی عمرو ہیں مگر عمرو بن اُمیّہ، ابوسفیان بن اُمیّہ، ابوحرب بن اُمیّہ اور عینص بن اُمیّہ کی نسل باقی نہیں رہی۔ یہاں تک کہ مدرکہ بن الیاس کی نسل کا بیان تھا۔

طانجہ

طانجہ بن الیاس کی اولاد میں، اد بن طانجہ تھا۔ اس کے بیٹوں کے نام "مرہ، عبدمناۃ، ضبۃ، مزینہ اور حمیس" تھے۔ عبدمناۃ بن اد کی تیم بن عبدمناۃ اور اس کے بطون ہیں۔ اور عدی بن عبدمناۃ جکی نسل سے "ذوالرمہ" شاعر ہے اور عکل اور اس کے بطون ہیں۔ یہ تینوں "رباب" سے تھے۔ اور ثور بن عبدمناۃ ہیں جو حضرت سفیان ثوریؒ اور "ربیع بن خثیم" کا کنبہ ہے۔

ضبّہ بن ادّ

اس کی اولاد سعید، سعد اور باسل تھی۔ باسل کے بیٹے کا نام "ویلم" ہے۔ سعید جنگ میں قتل ہو گیا۔ اس کی نسل نہیں چلی، ضبّہ کی نسل تمام تر "سعد بن ضبّہ" سے چلی ہے اور یہ نسل عرب کی جماعتوں میں سے ایک جماعت ہے جس کا تعلق رباب سے ہے۔

سعد کی اولاد جن کی جانب "ضبّہ" کا قبیلہ منسوب ہوتا ہے، تین ہیں، بکر، ثعلبہ اور حریم، ان کی شاخیں نصر، مازن، السید، ذہل، عائدہ، تیم اللات (اس کا نام جارم ہے) زبان، عوف، اور شمیم ہیں۔ ذہل کی نسل سے، بجالہ، تیم، صبیح، ضبیعہ، اور کعب ہیں۔ یہ سب بنو بجالہ ہیں۔ اس سے آگے کعب کی اولاد میں "ضرار بن عمرو" ہے جس کا شمار "ضبّہ" کے گھرانے میں سے ہے اور جس کا مقولہ ہے کہ "رمن سرہ بنوہ ساؤتہ نفسہ"[1] اس کے تیرہ فرزند نرینہ تھے اور "بنو صباح" جو بڑے شکاری مشہور تھے شنفرا اور ہلال ہیں۔

مزنیہ بن اُدّ

مزنیہ بن اُدّ، مزنیۂ مضر کے نام سے مشہور ہیں۔ اُن کی نسل سے نعمان بن مقرن، معقر بن یسار، بکر بن عبداللہ المزنی اور زہیر شاعر ہیں۔

حمیس بن اُدّ

اس کی نسل بہت قلیل ہے۔ جن کے کچھ لوگ شہر بصرہ میں، بنی عبداللہ بن دارم کے ساتھ رہتے ہیں۔ اور کچھ لوگ شہر کوفہ میں "بنی مجاشع" کے ضمن میں سکونت پذیر ہیں۔

مُرّ بن اُدّ

اس کے بیٹے حسب ذیل تھے۔ ثعلبہ بن مر، اسکی نسل، بنو ظاعنہ کہلاتی ہے۔ اور اس کی وجہ تسمیہ مادری نسبت ہے، بکر بن مر، اس کا لقب "شعیرا" ہے۔ اراشر بن مر۔ اس کی نسل ملک یمن کو چلی گئی اور "قبیلۂ جذام" میں داخل ہوگئی جس کو جدلس کہتے ہیں غوث بن مر اس کی نسل کے لوگ بھی ملک یمن کو چلے اور وہ بنو صوفہ کہلاتے تھے۔ یہ لوگ "بنی صفوان" سے پیشتر حج میں عرفات سے کوچ

---

[1] جس کو اپنی اولاد اچھی معلوم ہوگی اسکو اپنی جان بُری معلوم ہوگی، ۱۲

کرنے کی لوگوں کو اجازت دیا کرتے تھے۔ اور مر کا ایک بیٹا "تمیم" بھی تھا۔

تمیم بن مُرّ اس کی قبر مقام "مردان" میں ہے اس کی اولاد میں زید مناۃ بن تمیم، "عمرو بن تمیم"، اور "حرث بن تمیم" تین بیٹے تھے۔ اُن کی ماں، عوراء ضبّہ کی بیٹی تھی۔ حارث بن تمیم کی نسل میں قبیلہ شقرہ ہے۔

عمرو بن تمیم کی اولاد حسب ذیل ہے۔

عنبر بن عمرو بن تمیم، ہجیم بن عمرو، اُسید بن عمرو ابی حاضر الاسدی اکثم ابن صیفی اور ابی ہالہ حضرت خدیجہ رضؓ کے پہلے شوہر کا جدّ اعظم) قلیت بن عمرو، حارث بن عمرو الحبط، جس کی اولاد حبطات کے نام سے موسوم ہوئی، مالک بن عمرو جس کی نسل سے مازن اور حرماز ہیں اور ابو عمرو بن ابن العلاء مازن ہی کے کنبہ سے ہے۔

زید مناۃ بن تمیم کے فرزند حسب ذیل تھے۔

سعد بن زید مناۃ، نسل کا شمار اسی سے ہوتا ہے۔ عامر بن زید مناۃ اسکی اولاد عامر بن مجاشع کی جانب منسوب ہوئی۔ حارث بن زید مناۃ، اس کی نسل میں بہت تھوڑے لوگ ہیں۔

امرأالقیس بن زید مناۃ اس کی نسل سے عدی بن زید شاعر ہے اور اس کے قبائل "بنو عصیتہ کے نام سے موسوم ہیں اور مالک بن زید مناۃ کی نسل سے کئی ایک گھرانے جس کی نسل سے نکلے ہیں میعۃ الجوع، جو علقمہ بن عبدہ اور علقمۃ الحصنی کا جدّ اعظم ہے اور براجم یعنی عمرو قیس، کلفہ، ظلیم اور غالب حنظلہ بن مالک کے بیٹے اور یربوع بن حنظلہ، بنو کلیب بن یربوع، جریر کا جد اعظم اور ریاح بن یربوع احوص شاعر کا جدّ اعظم

قعنب الریاحی، سحیم بن وثیل الریاحی اور ثعلبہ بن یربوع، عتبہ بن حارث بن شہاب کا جد اعظم، غدانہ بن یربوع وکیع بن ابی اسود قاتل قتیبہ بن مسلم الباہلی کا جد اعلیٰ، اور خرام بن یربوع، سجاع کا جدّ اعلیٰ، جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ اولاد دارم بن مالک بن حنظلہ جو مجاشع بن دارم اور نہشل بن دارم ہیں۔ اولاد عدویہ جو اپنی ماں کی طرف منسوب ہیں اور ان کے نام زید بن مالک بن حنظلہ، صدی بن مالک بن حنظلہ اور یربوع بن مالک بن حنظلہ تھے، اور اولاد طہیہ جو اپنی ماں کی جانب منسوب تھے۔ جن کے اصلی نام اسود بن مالک بن حنظلہ، عوف بن مالک بن حنظلہ اور جشیش بن مالک بن حنظلہ تھے، اور ابو البلاد الطہوری۔ یہ سب مالک بن زید مناۃ کی نسل سے ہیں۔

سعد بن زید مناۃ بن تمیم

فزر کے نام سے موسوم ہے جس کے بارہ میں یہ ضرب المثل کہی گئی ہے۔

"کما تفرقت معزی الفزر" (جس طرح "فزر" کی بھیڑیں پراگندہ ہوئیں) اسکی اولاد حسب ذیل ہے۔

کعب بن سعد، عمرو بن سعد اور حارث بن سعد، یہ لوگ عوافہ کہلاتے ہیں۔ عبشمس بن سعد، اس کا نام مفروع ہے، جشم بن سعد مالک بن سعد، عوف بن سعد، اور ہبرۃ بن سعد، نسل کا شمار کعب بن سعد کی اولاد سے ہوتا ہے۔ جن میں "مقاعس" یعنی حرث بن عمرو بن کعب بنو جمان بن کعب بن سعد، بنو منقر بن عبید بن حارث بن عمرو بن کعب، بنو مرہ بن عبید جو احنف بن قیس اور ہمکراش بن ذویب کا جد اعلیٰ ربیعہ بن کعب جو مستوعز بن ربیع کا باپ ہے اور اس نے تین سو بیس سال کی

عمر پاتی تھی۔ عوف بن کعب کے خاندان سے بہدلہ ہے جو زبرقان میں بدر کا جدِّ اعلیٰ تھا اور قریع ہے جو بنی الناقہ کا جدِ اعلیٰ تھا جس کا نام ابو الاضبط بن قریع تھا اور یہ قریع بہت سے قبیلوں میں منتقل ہو کر آخر کار پھر اپنی قوم میں واپس آیا تھا اور اُس نے کہا تھا کہ ہر ایک وادی میں بنو سعد ہی نظر آتے ہیں۔ اور آل عطارد کے گھرانے سے یعنی ابی رجاء العطاردی اور آل صفوان بن شجنہ جو مقام عرفات سے لوگوں کو کوچ کرایا کرتے اور عطارد ہی کے کنبہ میں "بنو عوف" بھی شامل ہیں۔ یہ تمام لوگ سعد بن زید مناۃ کی نسل سے ہیں۔ یہاں تک طابخہ بن الیاس بن مضر کی اولاد کا ذکر ہوا۔

قیس بن عیلان

اس کا نام قمعہ بن الیاس بن مضر تھا اس کے بیٹے سعد، عکرمہ، اعصر، عمرو اور حصفہ تھے۔ مگر بعض علماءِ نسب کہتے ہیں کہ عکرمہ، حصفہ کا بیٹا تھا اور اعصر سعد کا فرزند ہے۔

عمرو بن قیس عیلان

عمرو بن قیس کے دو بیٹے "فہیم اور" عدوان" تھے فہیم کی نسل سے تأبط شرًا ہے اور اُن کے دا فخاذ[۱] کا مجھے علم نہیں، عدوان کے بطون حسب ذیل ہیں۔

بنو خارجہ، بنو والبش، بنو لیشکر، بنو عوف، ذرعاء، بنو رہم اور بنو رباح جن کے سلسلۂ نسب میں ایک قول کی سند پر "خلج" کا بطن بھی شامل ہے عامل بن الظرب، عرب کا بادشاہ اور ابو سیارہ جو لوگوں کو افاضہ کرایا کرتا تھا دونوں عدوان ہی کی نسل سے ہیں۔ عدوان نے ثقیف کو طائف میں

---

[۱] افخاذ جمع فخذ کی ہے۔ ایک بھائی کی اولاد۔ عرب کے لوگ ہر خاندان کو چند حصوں پر تقسیم کرتے ہیں سب سے بڑے گروہ کو شعب کہتے ہیں، اس کے بعد قبیلہ، اس کے بعد فضیلہ، اس کے بعد عمارہ، پھر بطن اور سب سے چھوٹے ٹکڑے کو فخذ کہتے ہیں ۱۲۔

رہنے کے لئے جگہ دی تھی مگر چونکہ ان میں سردار بہت کثرت سے تھے۔ اس لئے وہ آپس کی خانہ جنگیوں کی وجہ سے متفرق جگہ جاکر آباد ہو گئے۔

سعد بن قیس عیلان

سعد بن قیس کا بیٹا غطفان تھا۔ جس کی ماں "تکمہ" مُر کی بیٹی تھی۔ غطفان کے ماں جائے بھائیوں کے نام "سلیم بن منصور اور اعصر بن سعد ہیں، اعصر کے بیٹے" غنی بن اعصر، اور معن بن اعصر ہیں اور معن باہلہ کا باپ تھا۔ باہلہ ایک عورت ہمدان کی تھی معن بن اعصر کی اولاد اسی کی جانب منسوب ہو کر باہلہ کہلائی، اعصر کا ایک اور بیٹا، "منبہ" بھی تھا۔ جس کی اولاد "الطفاوہ" کے نام سے موسوم ہے۔ اور "غنی کی نسل میں "بنو ضبینہ" اور "بنو عبید" ہیں جو "بنی کلاب کے حلیف تھے۔

طفاوہ کی نسل سے، "بنو حسر" اور "بنو سنان"، دو قبیلے ہیں جو بنو شیبان کے حلیف تھے۔ الحبال کا بطن بھی طفاوہ کے کنبہ میں شامل ہے اور یہ بجیم میں ملے ہوتے تھے۔

معن بن اعصر کے بیٹے حسب ذیل ہیں۔

قتیبہ، اور وائل جن کی ماں، بنو فزارہ کے گھرانے کی تھی، اور اود اور جاوہ جن کی ماں ایک ہمدانی عورت باہلہ نامی تھی اور فراص، اور ابو علیم بھی معن کے بیٹے تھے۔ قتیبہ بن معن کا بیٹا غنم بن قتیبہ تھا اور غنم کا فرزند "سہم" تھا جس کی نسل سے بکر بن حبیب السہمی اور عبداللہ بن بکر السہمی ہیں۔ اور ابو امامہ رض رسول علیہ السلام کے صحابی بھی اسی گھرانے کے تھے۔

بنی قتیبہ کے زمرہ میں بنو صحب بھی ہیں جن کی سکونت یمامہ میں تھی اور جن کی نسل سے عمرو بن عبد احیاء، قعنب، سعد بن عبد، اور عامر بن عبد، ہیں۔ اور اصمعی کا گھرانہ بنو اصمع بنی سعد کی شاخ ہے۔

وائل بن معن کی نسل سے بنو سلمہ، بنو ہلال، بن عمرو، بنوزید بنو عامر بن عوف اور بنو عصبیہ ہیں۔ قتیبہ بن مسلم الباہلی بنی ھلال کے خاندان سے سلمان بن ربیعہ الباہلی، بنو عامر بن عوف کی نسل سے اور سحبان وائل مشہور خطیب بنی وائل کے کنبہ سے تھا۔

اود بن معن کی نسل سے، ام الاحنف بن قیس ہے جن کے گھرانے کے لوگ شہر بصرہ کی جامع مسجد میں اذان کی خدمت پر مامور تھے۔

قراض بن معن کی نسل سے ابن احمر شاعر ہے اور جادہ ہیں جن کا کچھ بقیہ بھی ہے یعنی ان کی اولاد باقی ہے۔ ابو علیم کے کنبہ کی ایک بڑی تعداد، الجزیرہ میں سکونت پذیر ہے۔ بکر بن معاویہ بخشی افواج جو ابو جعفر کا سپہ سالار تھا، اسی خاندان سے تھا۔

غطفان بن سعد کے بیٹے ریث اور عبداللہ ہیں، ریث کے فرزند بغیض اور اشجع تھے، بغیض کے بیٹے ذبیان، عبس اور انمار ہیں، عبداللہ بن اطفان، بنی عبس میں مل گئے ہیں۔ اشجع بن ریث بن غطفان کی نسل سے بنو ہمان ہیں، بنو اشجع ان لوگوں میں تھے جنھوں نے یوم الدار کے روز حضرت عثمان رضؓ پر چڑھائی کرنے والوں کی امداد کی تھی[1]۔ انمار بن بغیض کی اولاد بہت کم ہے، ان میں سے "فاطمہ" بنت الخرشب جو ربیع بن زیاد اور اس کے تمام بھائیوں کی ماں ہے۔

عبس بن بغیض کے فرزند، قطیعہ، ورقہ اور معتم تھے خاندانی شرف اور نسل کا شمار قطیعہ کی نسل میں ہے۔ ربیع بن زیاد اور اس کے تمام بھائی

[1] حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ چڑھائی کرنے والوں میں ایک شخص بھی زندگی بھر آرام کی نیند نہ سو سکا۔

اسی گھرانے سے ہیں اور زہیر بن جذیمہ اور اس کے بھائی اور قیس بن زہیر اور ورقاء وغیرہ کی اولاد سب اسی کی نسل سے ہے۔ قیس بن زہیر حرب داحس اور غبرا کا ہیرو ہے۔ یعنی اس جنگ کا آغاز اسی کی ذات سے ہوا۔ باقی رہے ورقہ اور معتم عبس کے دونوں بیٹے ان میں سے کوئی نامور نہیں گذرا ہے۔

ذبیان بن بغیض کی اولاد

فزارہ، سعد اور ہاربۃ البقعاء ہیں ہاربہ بالکل تباہ و ہلاک ہو گئے مگر ان کا کچھ حصہ بنی ثعلبہ بن سعد میں باقی۔

فزارہ بن ذبیان کے بیٹے عدی، ظالم، ماذن، اور شمخ ہیں ان کی ماں منولہ تھی، ظالم بن فزارہ کی نسل ہلاک ہو گئی صرف چند لوگ رہ گئے جن میں سے ایک شخص نعامہ ہے جو احمق مشہور تھا۔ اور اس کا اصلی نام بہیس ہے۔ شمخ بن فزارہ کی اولاد میں لاتے اور ھلال ہیں۔ ثمرہ بن جندب بنی لائے میں سے ہے۔ ماذن بن فزارہ کی نسل سے بنوالعشراء ہیں۔ جن میں سے ہرم بن قطعبہ بن سیّار ایک نامور شخص گذرا ہے جسے عامر اور علقمہ نے اپنے معاملہ میں پنچ مقرر کیا تھا۔ عدی بن فزارہ کی اولاد ثعلبہ اور سعد ہیں۔ عمرو بن ہبیرۃ الفزاری قبیلۂ سعد سے اور عدی بن ارطاۃ قبیلۂ ثعلبہ میں تھے۔ حذیفہ بن بدر قبیلۂ غطفان کا سردار اور قیس کا گھرانا جس کو رب معد بھی کہتے تھے اور اس کے بھائی مالک بن بدر اور حمل بن بدر اور حذیفہ کا بیٹا، حصن جس کا فرزند، عیینہ بن حصن ہے۔ یہ سب لوگ اسی نسل میں سے ہیں۔ بنوام قرفہ کا شمار بنو بدر میں اور بنو خالدہ کا سلسلۂ نسب بنو فزارہ میں ہے۔

سعد بن ذبیان کے بیٹے ثعلبہ اور عوف تھے، ثعلبہ کی نسل سے بنو جاش

بنو سبیع اور بنو حشور ہیں مگر خاندانی شرف اور گھرانا بنی سبیع ہی کے یہاں رہا۔ شماخ اور مزرد، ضرار کے دونوں بیٹے جو شاعر بھی تھے ثعلبہ کے کنبہ سے ہیں، اور عوف بن سعد کی اولاد میں مُرہ، اور عبد دو فرزند تھے۔ عبد کی اولاد بہت کم ہے جس شخص کو محلم بن جثامہ اللیثی نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنے پر قتل کیا تھا وہ اُسی عبد کی اولاد تھا۔[۱] شرف اور سرداری مرہ بن عوف کے گھرانے میں رہی۔ مرہ بن عوف کے فرزند غیظ بن مرّہ، مالک بن مرہ، صرمہ سہم اور بنی صاردو غیرہ ہیں۔

غیظ بن مرّہ کے بیٹوں کے نام حسب ذیل تھے۔

نشبہ اور یربوع، یربوع کی نسل سے حارث بن ظالم اور نابغہ ذبیانی مشہور شاعر ہے، عقیل بن علقمہ بھی اسی کنبہ کا شخص ہے، نشبہ بن غیظ کی اولاد میں ہرم بن سنان، صاحب سخاوت و کرم تھا جس کی مدح "زہیر" شاعر نے کی ہے۔ اور اس کا بھائی خارجہ بقیر[۲] غطفان جو اپنی ماں کے ہلاک ہونے کے بعد اس کا شکم چاک کر کے نکالا گیا تھا، نیز عوف بن سنان اس کا بھائی اور عوف کا بیٹا، حارث جو عبس اور ذبیان کے مابین صاحب الحمالۃ[۳] تھا۔

خصفہ بن قیس عیلان

خصفہ بن قیس عیلان کے دو بیٹے عکرمہ اور محارب تھے۔ مگر بعض نسب والوں

---

[۱] حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کی وجہ پوچھی تو حضرت جثامہ نے فرمایا۔ اس نے موت کے خوف سے لا الٰہ الا اللہ کہا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ناراض ہو کر فرمایا۔ تمھیں کیسے معلوم ہوا کہ اُس نے موت کے خوف سے ایسا کیا۔ کیا تم نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا۔ [۲] قطیر بروزن امیر، جس کا پیٹ چاک کیا گیا ہو یا جس کی وجہ سے کسی کا پیٹ چاک کیا گیا ہو۔ [۳] تاوان دینے والا۔ ۱۲

نے ذکر کیا ہے کہ عکرمہ قیس ہی کا بیٹا تھا۔ محارب بن خصفہ کی نسل سے جبر اور خضر دو گھرانے ہیں۔ بنو جسر، بنی عامر بن صعصعہ کے حلیف تھے۔ عکرمہ بن خصفہ کے بیٹے عامر، منصور اور ابو مالک تھے۔ ابو مالک بن عکرمہ کی اولاد کے چار سو گھر بنی تیم اللہ میں ہیں۔ عامر بن عکرمہ بن خصفہ کی اولاد کچھ شہر بصرہ کے قبیلۂ بنی سلیم میں شامل ہو گئی۔ اور کچھ بقیہ ان کا صحرائے عرب میں بھی ہے۔

منصور بن عکرمہ بن خصفہ کے بیٹے سلیم، سلامان ہوازن اور مازن ہیں۔ عتبہ بن غزوان جس نے شہر بصرہ کا خط بنیاد کھینچا تھا۔ "مازن" کے قبیلہ سے ہے۔ سلیم بن منصور کا بیٹا بحثہ تھا، بحثہ کے دو فرزند تھے جن کا نام امرئ القیس اور عوف تھا۔ سلیم کے قبائل حسب ذیل ہیں:۔

بنو حرام، بنو حفاف، سماک، رعل، ذکوان، مطرود، بہز، قنفذ، رفاعہ عصیہ، ظفر، بجلہ، حبیب بن مالک، بنو شرید اور بنو قتیبہ، بجلہ کا گھرانہ بنی سلیم سے نکل کر بنی عقیل میں مل گیا۔ اور بنو شرید، سلیم کا گھر رہا۔ جن میں اخنسا اور اس کے بھائی صخر بن عمرو اور معاویہ بن عمرو تھے۔

ہوازن بن منصور کی اولاد

بکر، سبیع، صدب اور مُنبہ ہیں، ہوازن کے دو فرزند تھے سبیع و حرب جن کی نسل نہیں چلی،

منبہ بعض نسب والوں کے بیان کے مطابق قبیلۂ ثقیف کا باپ ہے بکر بن ہوازن کے بیٹے، سعد، معاویہ اور زید تھے۔ زید بن بکر کو اُس کے بھائی معاویہ نے قتل کر ڈالا۔ اور وہ پہلا شخص ہے جس کے فدیہ میں اُونٹ دیئے گئے تھے۔

سعد بن بکر کی ماں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی دایہ تھیں۔ جب

ہوازن والے جنگ میں قید کیے گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دودھ شریکی بہن آپ کی خدمت میں سفارش کے لئے آئیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب لوگوں کو آزاد فرمادیا۔

معاویہ بن بکر کے بیٹے جشم، نصر، صعصعہ، السباق، حبر، مجش، حجاش، عوف، دعوہ اور دحیہ تھے۔ دعوہ، دحیہ، مجش اور حجاش کی نسل کا مجھے کچھ پتہ نہیں ملا۔ مگر عوف کی اولاد "وقعہ" کہلاتی ہے۔ ایک شاعر کا قول ہے۔

یا اُخت دعوۃ بل یا اخت اختہم	من عامر او سلول او من الوقعہ
اے دعوۃ کی بہن بلکہ اے ان کی بہن کی بہن	جو عامر، یا سلول، یا وقعہ کے کنبہ سے ہے

باقی رہا جشم کا گھرانا، اس کے بارہ میں اخطل شاعر کہتا ہے۔

ولا جشم شر القبائل لانہم	کبیض القطا لیسوا بسود ولا حُمر
جشم کوئی بڑا قبیلہ نہیں ہے کیونکہ وہ لوگ	"قطا" کے انڈوں کی طرح نہ بالکل سیاہ ہیں اور نہ سرخ

"غزیۃ" درید بن الصمۃ کا جدِ اعلیٰ اسی گھرانے سے ہے، بنو نصر میں سے مالک بن عوف النصری مشہور شخص ہے جو غزوۂ حُنین کے دن قبیلۂ ہوازن کا سردار تھا۔ صعصعہ بن معاویہ کے بیٹے عامر، مُرہ، غاضرہ، مازن اور وائلہ ہیں۔ بنو مرہ اپنی ماں، سلول کی جانب منسوب ہو کر بنی سلول کے نام سے مشہور ہیں ابو مریم السلولی، عجیر السلولی شاعر، اور عبداللہ بن ہمام السلولی شاعر اسی گھرانے کے لوگ ہیں۔

عامر بن صعصعہ کا بیٹا ہلال بن عامر ہے۔ یہ ام المومنین حضرت زینب رضؓ بنت خزیمہ کے جدِ اعلیٰ تھے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی تھیں اور میمونہ بنت الحرث کے بھی جد تھے۔ سواد بن عامر اور نمیر بن عامر یہ لوگ

جمراتِ عرب میں سے ایک "جمرہ[1]" ہیں۔ ابو حیۃ النمیری، راعی شاعر اور ربیعہ بن عامر سب اسی خاندان کے لوگ ہیں۔ ربیعہ بن عامر کی اولاد اپنی ماں کی طرف منسوب ہو کر بنو مجد کہلاتی۔ لبید شاعر کا قول ہے۔

سقی قومی بنی مجد و اسقی نمیرا و القبائل من ھلال

بنی مجد نے میری قوم کو پانی پلایا اور میں نمیر اور ہلال کے قبائل کو پانی پلاتا ہوں

بنو مجد کے نام عامر بن ربیعہ، کلام بن ربیعہ، اور کعب بن ربیعہ ہیں۔ عامر بن ربیعہ کی اولاد سے عمرو بن عامرہ الضحیا کا شہسوار ہے۔ جس کی نسل سے خداش بن زہیر شاعر ہوا ہے۔ بنو البکا عامر بھی اسی کی اولاد ہیں۔ خرقاء "ذی الرمہ" کی بیوی بنی البکاء کے گھرانے کی لڑکی تھی۔

شمر ذی الجوشن کی نسل

کلاب بن الربیعہ کسی قدر بے عقل شخص تھا، اس کے فرزند حسب ذیل ہیں۔

جعفر، معاویہ، ربیعہ، ابو بکر، عمرو، الوحید، رؤاس الاضبط، اور عبداللہ، بنی رؤاس کی نسل سے "وکیع" محدث ہیں اور بنی الوحید کی نسل سے "ام البنین" جو امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں۔ اور حضرت عباس علم دار حضرت جعفر اور حضرت عبداللہ یہ تینوں صاحبزادے انھیں کے بطن سے تھے[2]۔ معاویہ بن کلاب کی نسل

[1] جمرہ وہ قبیلہ ہے جس میں دو سرا نہ ملنے پائے۔

[2] یہ تینوں فرزندان علی مرتضیٰ حضرت حسین کے بھائی اور حضرت حسین کے قاتل شمر ذی الجوشن کے بھانجے تھے۔ شمر پر جوش شیعیان علی میں سے تھا اور صفین میں حضرت معاویہ کے خلاف ایک دستہ کا کمان دار تھا (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

سے "الضباب" ہیں، یعنی حسل حسیل، اور ضبّ، معاویہ کے بیٹے، عمرو بن کلاب کی نسل بہت کثیر ہے۔ ان میں سے ایک قوم "بنو وردان" کہلاتی ہے۔ یزید بن الصعق عمرو ہی کی نسل سے ہے۔ جعفر بن کلاب کے فرزند الاحوص، خالد، مالک اور عتبہ ہیں۔ احوص کی کنیت "اباشریح" تھی۔ اور وہ یوم جبلہ کے دن بنی عامر کا سردار تھا۔ اس کی اولاد سے علقمہ بن علاثہ ہے جس نے "ہرم بن قطبۃ الفزاری" کے پاس عامر بن الطفیل کی منافرت کی تھی۔ خالد بن جعفر وہی شخص ہے جس کو زہیر بن جذیمۃ العبسی نے قتل کیا تھا۔ اور اس کو حرث بن ظالم المری نے قتل کیا۔ مالک بن جعفر کے بیٹے عامر، طفیل، ربیعہ، عبید، اور معاویہ ہیں۔ جن کی ماں "ام البنین" تھی۔ لبید شاعر کا قول ہے۔

"نحن بنو ام البنین الاربعہ" اس نے "اربعہ" کو قافیہ کے لئے رکھا ورنہ در اصل وہ لوگ پانچ ہیں۔ معاویہ حکیموں کا سرپرست تھا۔ ربیعہ لبید شاعر کا باپ ہے، طفیل وہ ابو عامر الطفیل ہے۔

ابوبکر بن کلاب کی اولاد، "قرطات" کہلاتی ہے جن کے نام قرط، قریط

(بقیہ صفحہ گذشتہ) جناب مولانا علی نقی کی تحقیق ہے کہ امّ البنین کے چار صاحبزادے عباسؑ، عبداللہ، عثمان اور جعفر تھے۔ مولانا دوسرے صفحہ پر لکھتے ہیں کہ شمر ذی الجوشن جو بھی کلابی اسی خاندان سے تھا اور اسی نے کربلا آکر سب سے پہلا کام یہی کیا کہ وہ لشکر حسین کے سامنے آیا۔ اور پکار کر کہا۔ کہاں ہیں ہماری بہن کے بیٹے۔ یہ سنکر جناب عباس اور ان کے تینوں بھائی سامنے آئے اور پوچھا کیا کہتے ہو؟ اس نے کہا، تم لوگ امان میں ہو، بہادروں نے کہا۔ خدا لعنت کرے تجھ پر۔ اور تیری امان پر ہم کو تو امان ہے اور فرزند رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو امان نہیں۔ (شہید لئے کربلا جلد اول ص۱۰۵ بحوالہ طبری ج ۶ ص ۲۳۶)

اور مفرط ہیں۔ ضحاک بن سفیان اسی قبیلے کے شخص ہیں۔ جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جانب سے بنی سلیم پہ عامل مقرر فرمایا تھا۔ یحلق بن ختم بھی اسی کنبہ کا ایک فرد ہے جس کے بارہ میں ایک شاعر کہتا ہے۔

"بات علی النار الندی والمحلق"۔ کلاب کا بیان ختم ہوا۔

کعب بن ربیعہ کے بیٹے عقیل، قشیر، الجریش، جعدہ، عبداللہ اور جبیب ہیں۔ عبداللہ بن کعب کی نسل میں بنو عجلان ابن منقبل شاعر کا خاندان ہے۔

جعدہ بن کعب کی نسل سے نابغہ جعدی ہے۔ حریش بن کعب کی نسل میں مطرف بن عبداللہ۔ بن الشیخر، زرارہ بن اوفی۔ اور عبداللہ بن سبرۃ الحرشی ہیں۔ آخر الذکر کا ہاتھ اطریانوس رومی نے کاٹ ڈالا تھا۔

قشیر بن کعب کی نسل میں غطیف اور غطفان ہیں۔ مالک ذوالرقیتہ اور بنو ضمرہ بھی جن کی کثیر تعداد شہر بصرہ میں سکونت رکھتی ہے۔ اسی نسل سے ہیں۔

عقیل بن کعب کی اولاد میں "خفاجہ" کا قبیلہ ہے جس میں اشراف ہیں اور حلیف لوگ بھی، اجیل یعنی لیلیٰ اخیلیۃ کا جدِّ اعلیٰ اسی کنبہ کا شخص ہے اور اس کا شوہر توبۃ بن الحمیر بھی۔

ثقیف

منبہ بن ہوازن بن منصور بن عکرمہ بن خصفہ بن قیس عیلان کا بیٹا قسی تھا۔ جو ثقیف ہے۔ ثقیف "ابی رغال" کا قاتل ہے جو نہایت راست باز آدمی تھا۔ اتفاقاً ایک دن ثقیف اس کی طرف گیا اور اُسے قتل کر ڈالا۔ لہٰذا اس کی بابت کہا گیا ہے کہ "قسا علیہ" یعنی ظلم کیا اس پہ اور بے رحمی کی۔ اسی وجہ سے ثقیف کا نام "قسی" پڑ گیا

چنانچہ ان کے شاعر نے کہا ہے ۔

نحن قسے قسنا ابونا ہم لوگ سنگ دل ہیں اور اس بے رحمی کا تخم ہمارے باپ نے بویا تھا۔

ثقیف کے ۲ دو بیٹے جشم اور عوف اور ایک لڑکی "مسک" نامی تھی جس کے ساتھ "قاسط" نے شادی کی اور اس کے بطن سے "وائل" بکر بن وائل کا باپ پیدا ہوا، جشم کا بیٹا "حطیط" تھا اور حطیط کے ۲ دو فرزند سالک اور غاضرہ تھے۔ عوف کی نسل احلاف کہلاتی کیوں کہ ان لوگوں نے بنی مالک کے مقابلہ میں "تحالف" کر لیا تھا۔ غاضرہ بھی احلاف کے ساتھ ہو گیا اس وجہ سے بنی ثقیف کے دو فرقے ہو گئے۔ ایک بنو مالک، دوسرا احلاف، بنی مالک کی نسل سے سائب بن افرع اور حرث بن مالک ہیں جن کو "اثرون" کہتے ہیں۔ اور احلاف کے گھرانے میں مختار بن ابی عبیدہ، حجاج بن یوسف، اُمیّہ بن ابی الصلت ابو محجن شاعر، حرث بن کلدہ، متعب، عتاب اور ابو عتبہ۔ یہ سب لوگ ہیں یہ ربیعہ کا خاندان ہے ۔

ربیعہ بن نزار بن معد بن عدنان کے بیٹے حسب ذیل تھے۔ اسد بن ربیعہ، ضبیعہ اور اکلب بن ربیعہ، اکلب بن ربیعہ کی اولاد خثعم میں شامل ہے۔

انس بن مدرک الخثعمی، سلیک بن السلکہ کا قاتل اسی کنبہ میں ہے اور ان کے قبیلے اور بطن بکثرت ہیں جو سب کے سب خثعم کی جانب منسوب ہوتے ہیں۔ ضبیعہ بن ربیعہ کے اولاد میں تین بیٹے احمس، حرث اور قلادہ ہیں۔ احمس کی نسل میں ایک جماعت مسیب بن عاص، شاعر کے گھرانے کی، بہثہ اور دوفن، المتلمس شاعر کا گھرانہ اور حرث بن عبداللہ بن دوفن الاضجم کا جو زمانۂ جاہلیت میں قبیلۂ ضبیعہ کا سردار تھا۔ اور ابو الکلبہ کا کنبہ ہے جن کی تعداد اور دلیری مشہور ہے۔ بنو شحنہ

بھی اسی نسل سے ہیں۔

اسد بن ربیعہ کی اولاد میں جدیلہ بن اسد جس کی ماں "اباویہ" تھی۔ عزہ بن اسد اور عمیرہ بن اسد ہیں۔ آخر الذکر دونوں لڑکوں کی ماں "برہ" قیس عیلان کی بیٹی تھی۔ عمیرہ بن اسد کی اولاد عبد العیس میں شامل ہے۔ اُس کے بیٹے مبشر، منصور اور مالک نامی تھے۔

عنزہ بن اسد کا اصلی نام عامر تھا لیکن چونکہ اُس نے مقامِ عزہ میں ایک شخص کو قتل کر ڈالا تھا اس لئے اس نام سے نامزد ہوگیا۔

ایک قول ہے کہ عزہ اسد بن خزیمہ کا بیٹا ہے۔ اس کے بیٹوں کے نام یذکر بن عزہ اور یقدم بن عزہ ہیں۔

جدیلہ بن اسد کے بیٹے کا نام دعمٰی اور دعمٰی کا فرزند افصی ہے۔ جس کے فرزند ھنب بن افصی اور عبد القیس بن افصی ہیں۔

آلِ عبّاس

عبد القیس بن افصی کے بیٹے حسب ذیل ہیں۔ اللبو جس کی ماں ہندہ بنت تمیم بن مُرّ تھی۔ اس کے ماں جائے بھائیوں کے نام تھے۔ تغلب، بکر اور افصٰی بن عبد القیس اللبو کی نسل ہوصل اور توج میں بکثرت ہیں۔ افصی بن عبد القیس کے دو بیٹے "شن اور لکیز" نامی تھے۔ شن کا بیٹا، "دیل بن شن" تھا۔ اور دیل کے فرزندوں کے نام سعد، جذیمہ عامر، اور حبیب ہیں۔ بنو بہثہ بن جذیمہ بھی اسی نسل سے ہیں۔ یہ جذیمہ دیل بن شن کا بیٹا ہے، لکیز کے بیٹے نکرہ، صباح اور ودلیعت نامی تھے۔ بنو نکرہ، جذیمہ کے حلیف ہیں اور منبہ بن نکرہ بھی انھیں میں سے ہیں۔ یہ لوگ بحرین کے باشندے تھے۔ اور نسل کا شمار اور خاندانی شرف بھی انھیں کے حصّہ میں آیا تھا۔ متقب العبدی، شاعر الممزق۔ شاعر اور المفضل

بن عمرو شاعر، قصیدہ مصنفہ کا مصنّف، یہ سب اسی خاندان سے ہیں۔ عمان اور یمن میں بھی اس خاندان کے بہت سے لوگ آباد ہیں۔

ودیعہ کے بیٹے عمرو بن ودیعہ، دھن بن ودیعہ، اور غنم ابن ودیعہ ہیں۔ دھن بن ودیعہ وائلہ کہلاتے ہیں جو اپنی ماں کی طرف منسوب ہوتے۔ غنم بن ودیعہ کے بیٹے عمرو بن غنم اور عوف بن غنم ہیں۔

آل عمرو بن ودیعہ

عمرو بن ودیعہ کی نسل سے انمار، عجل محارب، الدئیل، العوق اور امرؤ القیس ہیں۔ دئیل کی اولاد ہیں عمان کے باشندے ہیں جن میں سے "بنو صوحان" اور مصقلہ بن رقبہ الخطیب بھی ہیں اور انھیں کی نسل سے معذل بن عیلان کی اولاد شہر بصرہ میں سکونت پذیر ہے۔ العوق کی ذرّیت "العوقہ" عمان کے رہنے والے اور تھوڑے سے لوگ ہیں۔ انمار کی نسل میں "عصر الشیخ العبدی" کا گھرانا اور "ظفر" صحار العبدی کا جدّ اعلیٰ ہے۔ بنو جذیمہ بھی انمار ہی کی نسل سے ہیں اور "مہو" جس نے "جرہ" کی دو چادریں قیمت میں دیکر "فسو" کو خرید کیا تھا۔ بنو جذیمہ میں سے ہے۔

محارب بن عمرو کے ۲ دو بیٹے حطمہ اور ظفر ہیں۔ ھنب بن افصی کے دو فرزند قاسط بن ہنب، عمرو بن ہنب اور جندب بن ہنب ہیں۔ عمرو کی اولاد میں سے عتیب۔ بن عمرو کی نسل بنی شیبان میں ملی ہوتی ہے اور عتیب کے اولاد کی ایک کثیر تعداد شہر بصرہ میں بھی آباد ہے۔ جندب کی اولاد بھی بنی شیبان میں ہے۔

قاسط بن ہنب کی اولاد میں عمرو بن قاسط، نمر بن قاسط، اور وائل بن قاسط تین بیٹے ہیں، جن کی ماں "مک" ثقیف کی بیٹی تھی۔

عمرو بن قاسط کی نسل

یہ غفیلہ کا کنبہ ہے جن کی تعداد بنی تغلب کے ساتھ الجزیرہ میں سکونت رکھتی ہے۔ نمر بن قاسط کی اولاد تیم اللہ، اوس اللہ اور عائذ اللہ تین بیٹے ہیں۔ ان کی ماں "ہندہ" تمیم بن مُر کی بیٹی تھی۔ اور اُن کے ماں جائے بھائی بکر و تغلب تھے۔ اور اللبو بن عبد القیس بھی ان کا ماں جایا بھائی تھا۔ تیم اللہ کے دو بیٹے تھے خزرج اور حریث تھے۔ خزرج کا بیٹا سعد اور سعد کا فرزند عامر بن سعد الضحیان تھے، اس کا نام ضحیان اس لئے مشہور ہوا کہ وہ دوپہر کے وقت اجلاس کرکے اپنی قوم کے نزاعات (جھگڑے) کو فیصل کیا کرتا تھا اور اس کو اموالِ غنیمت کا ایک چہارم حصہ ملا کرتا تھا۔

عامر کا فرزند ربیعہ تھا اور ربیعہ کی اولاد سے ہلال بن ربیعہ بن زید مناۃ بن عامر ہے۔ جس کی نسل میں ابو "حوط الحظائر" تھا۔ اس کا نام "الحظائر" اس لئے رکھ دیا گیا تھا کہ منذر ابن امرئ القیس نے "جنگ بکر" کے قیدیوں کو ایک کٹہرے میں جمع کرکے انھیں زندہ جلا دینے کا قصد کیا تھا۔ لیکن ابو حوط نے کہہ سُن کر ان لوگوں کو نجات دلادی اور اس کا نام کعب ہے۔ ان میں سے کعب الحرث، اور انھیں میں سے کیس النمری اور ابن القریہ ہیں۔ اور قریہ "حوصلہ" کو کہتے ہیں۔

وائل بن قاسط کی نسل میں بکر بن وائل اور تغلب بن وائل اور عز بن وائل تین لڑکے تھے۔ جن کی ماں ھندہ بنت تمیم بن مر تھی۔ عز بن وائل کی نسل سے "اراشہ" ور رفیدہ ہیں اور اراشہ کی نسل سے اشجع اور غضاضہ۔ تغلب بن وائل کے فرزند، غنم، اوس اور عمران تھے۔ غنم بن تغلب کے گھرانے سے معاویہ بن عمرو بن غنم ہیں۔ جن کے بارے میں اخطل شاعر

نے کہا ہے.

اذا حلت معاویۃ بن عمرو علی الاطواء خنفت الکلابا

اراقم کی نسل

"اراقم"، یعنی جشم، مالک، عمرو، ثعلبہ حرث اور معاویہ، بکر بن حبیب بن عمرو کے بیٹے بھی انھیں میں سے ہیں.

عکب بن تغلب کے سلسلہ میں ہے جن میں سے بنو عدی بن اسامہ ہیں۔ اور بنو کنانہ بھی انھیں کے سلسلہ میں ہیں. جن کو قریش والے تغلب کہا کرتے تھے. حالانکہ وہ "عکب" کی اولاد ہیں. جشم بن بکر اسی نسل سے ہے جس کی ذرّیت میں بنی الحرث بن زہیر، کلیب بن ربیعہ کا گھرانا ہے کلیب کے بارہ میں یہ ضرب المثل ہے (اعز من کلیب وائل)، یعنی کلیب وائل سے زیادہ صاحب عزّت ہے۔ اسی کلیب کا بھائی "مہلہل" تھا جس نے چالیس سال تک بکر اور تغلب کے گھرانوں کے مابین آتش جنگ مشتعل رکھی. بنو عتاب جن میں سے عمرو بن کلثوم ہے. بنی زہیر کی نسل سے ہیں اور خطل شاعر کا جدِّ اعلیٰ "فدوکس" بنی جشم سے تعلق رکھتا ہے.

بکر بن وائل

بکر بن وائل کے بیٹے علی، یشکر اور بدن تھے جن کی ماں تمیم بن مُرّ کی بیٹی "ھندہ" ہے اور وہ "اُمّ القبائل" کہلاتی ہے. یشکر کی اولاد، کعب بن یشکر، کنانہ بن یشکر اور حرب بن یشکر تین بیٹے ہیں. شمار نسل اور خاندانی شرف کعب کی ذرّیت کا حصّہ ہوا. جبکی اولاد حسب ذیل ہے.

جبیب اور عیتک، جن کی نسل سے بنو غنم بن حبیب، ثعلبہ، جشم اور عدی بن حشم ہیں۔ یشکر کا کنبہ یہیں تک ختم ہوجاتا ہے.

علی بن بکر بن وائل کا بیٹا ہے صعب، جس کے فرزند، لجیم، حکایہ اور مالک تین تھے۔ مالک بن صعب کی نسل سے "بنو زمان" ہیں۔ جن میں سے "الفنک الزمانی" تھا۔ اور ان کا شمار بنی حنیفہ میں ہوتا ہے۔ لجیم بن صعب کے بیٹے عجل بن لجیم اور حنیفہ بن لجیم تھے۔ اور دو اور بھائی جن کی نسل نہیں چلی، عجل کی اولاد، ربیعہ، ضبیعہ، سعد اور کعب ہیں۔ کعب و ضبیعہ کی تعداد بہت کم ہے۔ ربیعہ کی نسل سے ابوالنجم الزاجز اور عدیل بن الفرج شاعر تھے، مشہور احمق عورت، "دغہ" بھی اسی کنبہ کی بیٹی تھی جو "جندب بن العنبر" کے حبالۂ نکاح میں آئی۔ اور اس کے بطن سے "عدی بن جندب" پیدا ہوا۔

سعد بن عجل کی نسل کا شمار کئی بیٹوں کی ذریّت میں ہوتا ہے۔ جن میں سے "اغلب الرّاجز" اور "فرات بن حیان" ہیں۔ آخر الذکر کو کچھ دنوں صحبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی حاصل ہوئی۔ "ابو دلف" جو حدِ اصفہان میں نازل ہوا تھا وہ بھی اسی کنبہ سے ہے۔ عجل کی اولاد تمام ہوئی۔

مُسلمہ کذاب کی نسل

حنیفہ بن لجیم کے فرزند۔ الدول بن حنیفہ، عدی بن حنیفہ، عامر بن حنیفہ اور عبد مناۃ بن حنیفہ تھے۔ عبد مناۃ کی ذریّت بہت کم ہے۔ عدی بن حنیفہ کے گھرانے میں مسلمۃ الکذاب، "مدعی نبوّت گذرا ہے۔ الدول کی نسل سے "بنو عفان" ہیں۔ "ہوزہ بن علی الحنفی" صاحب تاج اسی گھرانے میں سے تھا۔ حنیفہ کی اولاد کا ذکر ختم ہوا۔

عکابہ بن صعب کے دو بیٹے "قیس" اور "ثعلبہ" تھے، قیس بن عکابہ بہت کم تعداد رکھتا ہے اور ان کا شمار "بنی ذہل" میں ہوتا ہے۔ مگر ثعلبہ بن عکابہ "الحصن" کے لقب سے یاد کیا گیا ہے جس کے بارہ میں اعشیٰ شاعر

کہتا ہے۔

فما ضرہا اذ خالطت فی بیوتہم

اگر ذہل کے گھرانوں میں بنی الحصن بھی شریک ہو گئے

بنی الحصن ما کان اختلاف القبائل

تو اس سے کچھ نقصان نہیں ہوا اور قبائل میں اختلاف نہیں ہوا

ابن جریر کی نسل

ثعلبہ کے فرزند حسب ذیل تھے۔ ذہل بن ثعلبہ، شیبان بن ثعلبہ، قیس تیم اللہ، أنید اور ضنہ، یمن والوں سے مل گیا اس لئے اس کا شمار بنی غدرہ میں ہوتا ہے۔ أنید، بنی شیبان کے زمرہ میں ہے۔ تیم اللہ بن ثعلبہ کی نسل "اللہازم" کے نام سے موسوم ہے اور وہ لوگ بنی عجل کے حلیف ہیں۔ تیم اللہ کے بیٹے مالک، حرث، عامر، ہلال، ذہل، زمان اور عاطمہ ہیں ان لوگوں کو احلاف کے لقب سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ لیکن اس سے مالک حرث اور عامر کے گھرانے مستثنیٰ ہیں۔ اوّل الذکر کے احلاف سے موسوم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے آخر الذکر تین گھرانوں کے بالمقابل مخالفت کرلی تھی، قیس بن ثعلبہ کے بیٹے ضبیعہ، تیم اور سعد تھے۔ نسل کا شمار ضبیعہ ہی کے گھر میں ہے۔ اعشیٰ شاعر، میمون بن قیس اور ربیعۃ الجحدری جو "تحلاق اللمم" کے دن بکر بن وائل کے گھرانے کا شہسوار تھا، یہ سب لوگ اسی نسل سے ہیں۔ اور مرۃ بن عباد، حرث بن عباد اور جریر بن عباد جس کی جانب "جریری" محدث منسوب ہے۔ یہ بھی بنو ضبیعہ سے سلسلۂ نسب رکھتے ہیں۔ تیم بن قیس اور سعد بن قیس۔ یہ دونوں "خرقتان" کہے جاتے ہیں۔

ذہل بن ثعلبہ بن عکابہ کے بیٹے شیبان اور عامر تھے۔ عامر کی نسل

"دخم" کہلاتی ہے۔ شیبان کا ایک بیٹا "سدوس" تھا۔ جس کی نسل میں خاندان کا شمار چلتا ہے۔ اور باقی اولادیں حسب ذیل تھیں۔

عمرو، مازن، علیا، مالک، عامر اور زید مناۃ، علیاء بن شیبان کی اولاد بہت کم ہے۔ عمرو بن شیبان کی نسل سے "قعقاع" بن شور" ہے جس کے بارہ میں ایک شاعر کا قول ہے۔

وکنت جلیس قعقاع بن شور ولا یشقی بقعقاع جلیس

میں قعقاع بن شور کا ہمنشین تھا جس کا کوئی ہم صحبت کم بخت نہیں ہوتا۔

"دغفل بن حنظلہ" مشہور نسب داں اسی خاندان سے ہے۔ سدوس بن شیبان۔ "رواثہ آکل المرار" کی وجہ سے مشہور ہے۔ اس کے دس لڑکے تھے جن میں ایک لڑکے (حارث بن سدوس) کے اکیس[۲۱] بیٹے تھے۔ شاعر کہتا ہے۔

فلو شاء ربی کان ایرا بیکم طویلاً کایر الحارث بن سدوس

شیبان بن ثعلبہ بن عکابہ بن صعب کی اولاد ذہل، تیم، ثعلبہ اور عوف ہیں۔ عوف کی نسل نہیں چلی۔ ثعلبہ کی نسل مصقلہ بن ہبیرۃ الشیبانی ہے۔ تیم بن شیبان کی نسل میں سخاوت اور سرداری تھی۔ الاصمعان بنی تیم ہی سے ہیں۔ جاہلیت میں "یوم الاصمعین" مشہور ہے۔ ذہل بن شیبان کا فرزند مرہ بن ذہل ہے جس کی نسل میں گھرانے کا شمار اور خاندانی شرف رہا۔

اور ذہل کے باقی فرزند حسب ذیل ہیں:۔

ربیعہ بن ذہل، حرث اور محلم (جن کی ماں رقاش تھیں)، عبد غنم، عوف، صبیح اور شیبان (جن کی ماں "الورثہ"، بنی یشکر کی لڑکی تھی۔ اور یہ لوگ اسی کی جانب منسوب ہو کر "بنو الورثہ" کہلاتے ہیں) اور عمرو، جن کی ماں "جندر"

ملک یمن کی ایک جنگ میں گرفتار ہو کر آئی ہوئی لونڈی تھی. چنانچہ اس کی نسل کے لوگ "بنی جندرہ" کے نام سے مشہور اور قلیل تعداد کے لوگ ہیں .

بنی شیبان میں سے جو لوگ مشہور اشراف ہیں وہ حسب ذیل ہیں .

عوف بن محلم بن ذہل جس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ "لاحر بوادی عوف" ضحاک بن قیس الشاری . البطین بن زید الشاری ، سنان ، اور قعنب جو دونوں خارجی ہیں ، ہانی بن مسعود صاحب جنگ ذی قار ، اور اس کا بھائی قیس بن مسعود بھی کلیب کا قاتل جساس سوید بن سلم الشاری ، اور مثنیٰ بن حارثہ فاتح ملک عراق دعجم ، مثنیٰ کی وفات کے بعد ان کی بیوی "سلمیٰ" سے حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ نے نکاح کیا تھا . جس نے قادب کے باشندوں کو دیکھ کر کہا تھا " القوم اقران اولی مثنی الھم "، اس پر سعد نے غضب ناک ہو کے اسکی آنکھ پر تھپیڑ مارا تھا . اور حوفزان بن شریک اور مطر بن شریک جس کی اولاد ہیں ، معن بن زائدہ . اور یزید بن مزید تھے . یہ بھی اشراف بنی شیبان سے ہے .

قبیلۂ بکر بن وائل کا سردار قیس بن مسعود اور اس کا بیٹا بسطام بن قیس ، یہ بھی شرفائے بنی شیبان کے زمرہ میں داخل ہیں اور "بنو الشقیقہ" بھی انھیں کے سلسلہ میں تھے جو اپنی ماں کی جانب منسوب ہیں حالانکہ وہ یشکر کی اولاد ہیں . اور یہ سب لوگ ذہل بن شیبان کی جانب راجع ہوتے ہیں . نزار کا نسب نامہ تمام ہوا .

انساب اہل یمن

علمائے نسب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ "یمن" قحطان کی اولاد سے ہے . جس کا نسب اسی

کتاب کے گذشتہ حصہ میں بیان ہو چکا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ قحطان کا فرزند یعرب بن قحطان تھا اور یعرب کا بیٹا "یشجب" اور یشجب کا فرزند "سبا" تھا۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ "سبا" کا نام "عامر" تھا۔ سبا کے بیٹے تھے، حمیر، کہلان، عمرو، الاشعر، انمار، عاملہ اور مُر۔

عمرو بن سبا کی نسل حسب ذیل ہے۔

عدی بن عمرو جس کے دو بیٹے لخم اور جذام تھے، لخم کی اولاد میں "حدس بن نجم" ہے جس کی نسل میں بہت سے قبیلے ہیں۔ اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ نہیں "بنو نجم" اراشتہ بن مُراد بن طانجہ بن الیاس کی نسل سے ہیں۔ اس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ اراشتہ ملک یمن کو چلا آیا اور جذام کے گھرانے میں شامل ہو گیا۔

لخم کی نسل میں "غنم بن لخم" کے قبائل بکثرت ہیں مگر کچھ لوگ کہتے ہیں کہ نہیں وہ قبیلۂ "مضر" سے تعلق رکھتے ہیں۔ بنو الدار بن ہانی جو "داریون" کے نام سے بھی مشہور ہیں، لخم کی نسل سے ہیں۔ جذام کے دو بیٹے حرام اور جشم تھے۔ حرام بن جزام کے فرزند یہ ہیں۔

غطفان اور مالک، غطفان کی نسل میں نضلہ، بنو احنف، بنو الضبیب، بنو ہدالہ، بنو نفاثہ، بنو ضلیع، بنو عائذہ، بنو شبرہ، بنو عبداللہ، بنو الخضراء، بنو سلیم، بنو بحالہ، بنو غنم اور بنو الفاکہہ کے قبائل ہیں۔

بعض لوگوں کا بیان ہے کہ غطفان بن حرام، قیس عیلان کی نسل سے ہے مگر وہ ملک یمن میں آرہا۔ اور وہیں اسکی نسل پھیل گئی۔

مالک بن جذام کی اولاد میں سعد بن مالک اور وائل بن مالک تھے۔ بنو سعد بن مالک کے بکثرت بطون ہیں جن میں سے بنو عوف، بنو عائذہ، بنو فہیرہ،

بنو صبحہ، بنو الاخنس اور بنو حیّ وغیرہ ہیں۔ اسی طرح وائل بن مالک کی اولاد میں بھی بکثرت بطون ہیں۔ جشم بن جذام کی اولاد میں صرف پانچ بطن شمار کئے جاتے ہیں منجملہ ان کے ایک بطن حطمہ ہے۔ قبیلہ "مضر" کے نساب بیان کرتے ہیں کہ نہیں یہ لوگ اسد بن خزیمہ کی نسل سے ہیں۔

الاشعر بن سبا کی اولاد اشعریین یعنی ابی موسیٰ الاشعری کا گھرانا ہے۔ انمار بن سبا کے کئی لڑکے تھے۔ مگر وہ خثعم اور بجیلہ کے حلیف بن گئے اور قبیلہ "مضر" کے نسب داں یہ کہتے ہیں کہ خثعم اور بجیلہ، دونوں "انمار بن نزار" کے لڑکے تھے جنھیں "انمار بن سبا" نے ان کے باپ کے ہمنام ہونے کی وجہ سے اپنی جانب منسوب کر لیا۔ اور کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ نہیں وہ دونوں ازد بن الغوث کے بھائی عمرو بن الغوث کے بیٹے ہیں۔ اور "بجیلہ" عورت ہے۔ "بجیلہ" کے بطون میں سے "قسر" خالد القسری کا جدّ اعلیٰ اور "بنو احمس" سہل بن معید کا گھرانا ہے، اُن کے بطون زیادہ مشہور نہیں ہیں۔

آل عاملہ بن سبا

یمن کے قبائل عاملہ بن سبا کی اولاد میں ہیں جن کی تعداد قلیل ہے۔ "مضر" کے نساب بیان کرتے ہیں کہ نہیں وہ لوگ قاسط بن وائل کی اولاد سے ہیں۔ چنانچہ "اعشیٰ" کا قول ہے،

اعامل حتے متے تذھبین	الی غیر والدک، الاکرم
اے عامل تم کب تک اپنے صاحب عزت	باپ کو چھوڑ کر اوروں کی طرف جاؤ گے
ووالدکم قاسط فارجعوا	الی النسب الاتلد الاقدم
تمھارا باپ قاسط ہے اسلئے تم اپنے	پرانے اور قدیم نسب کی طرف واپس جاؤ

آل حمیر بن سبا

اس کے بیٹے مالک، عامر، عمرو، سعد، اور وائلہ تھے۔" عامر بن حمیر" کی اولاد میں تمام یحضب کا قبیلہ ہے۔ یعنی عامر کا بیٹا تھا وہمان اور وہمان کا بیٹا تھا " یحضب"۔
سعد بن حمیر کے بیٹے " بہلیف" اور " اسلم" ہیں۔ عمرو بن حمیر کا فرزند " حرث بن حمیر" ہے جس کی نسل سے " آل ذی رعین" ہے۔ مالک بن حمیر کی اولاد " قضاعہ بن مالک" ہے جس کے قبائل میں " کلیب بن وبرہ" کا قبیلہ اور بطون میں بنو عدی بن جناب اور بنو علیم بن جناب وغیرہ ہیں جن کا ذکر " زہیر" نے کیا ہے۔ بنو عبید بھی منجملہ انہیں کے ہیں۔ اعشیٰ کہتا ہے۔

بنو الشہر الحرام فلست منہم   ولست من الکرام بنی العبید

میں ماہ حرام کی اولاد سے نہیں ہوں اور نہ میں بنی العبید کی نسل سے ہوں جو ذی عزت ہیں
رفیدہ، مصاد، بنو القین، سلیح، تنوخ، جرم بن ریان، راسب بن جرم بہراء، بلی، مہرہ، ہندہ، سعد ندیم (ندیم ایک حبشی غلام تھا جس کو سعد نے گود میں لے لیا تھا، اسی لئے اسکی جانب منسوب ہوا) ضنہ بن سعد، سلامان بن سعد، جہینہ اور نہد، یہ سب بھی انہیں کے بطون سے ہیں۔
تبابعہ جن میں سے ذوالکلاع، ذونواس، ذواصبح (جن کی طرف اصبحی گھوڑے منسوب ہیں) ذوجدن، ذوناتش، ذویزن جوش اور اشحول اور بہت سے بطون ہیں۔ یہ بھی قبیلۂ قضاعہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ وائلہ بن حمیر کا بیٹا " سکاسک بن وائلہ" تھا اور حمیر کے گھرانے کا شمار سکاسک ہی کی نسل سے ہے۔

حاتم طائی کی نسل

اس کے ایک ہی بیٹا زید نامی تھا۔ زید کے دو فرزند مالک اور اُدو تھے۔ "اُدو" کے دو بیٹے "طیّ بن اُدو" اور "الغوث بن اُدو" تھے۔ "طیّ" کی نسل سے بنو بنہان بن عمرو، بنو ثعل بن عمرو اور حاتم طائی ہیں۔ وجرم بن عمرو اور بنو سنبس بھی اسی نسل سے ہیں۔

ایک شاعر کا قول ہے۔ "فصبحہا، القانص السنبسی" اور بنو تیم بن ثعلبہ کے بارے میں امرآو القیس کہتا ہے۔ "بنو تیم مصابیح الظلام" اگرچہ قبیلۂ "طیّ" کے "افخاذ" بکثرت ہیں لیکن عام نسب طیّ ہی کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ جو جدّ اعلیٰ ہے۔

حضرت عمار بن یاسر کی نسل

مالک بن زید بن کہلان کی اولاد حسب ذیل تھی۔ یحابر بن مالک، اور وہ "مراد" ہے مرتع بن مالک، فرن بن مالک، اور خیار بن مالک، مرتع بن مالک کا بیٹا "ثور" نامی تھا جس کی اولاد میں "کندہ اور یزید" دو بیٹے ہیں۔ "یزید کا بیٹا صدار تھا اور کندہ کے فرزند تجبب اور "السکون" دو تھے۔ خیار بن مالک کا فرزند "ربیعہ"، اور اس کا بیٹا، "اوسلہ"، بن ربیعہ یہ لوگ ہمدان کہلاتے ہیں۔ جن میں سے "سبیع" ابی اسحٰق السبیعی کا جدّ اعلیٰ ہے۔ اور "وداعہ مسروق بن الاجدع کا کنبہ ہے۔ یحابر بن مالک کا بیٹا "مذحج" تھا۔ مذحج کے فرزند مراد، سعد العشیرہ، خالد اور عنس تھے۔ عنس عمار بن یاسر اور اسود عنسی کا جدا علیٰ ہے۔ آخر الذکر نے ملک یمن میں نبوّت کا دعویٰ کیا تھا۔

"سعد العشیرہ بن مذحج"، کی اولاد میں حسب ذیل لڑکے تھے۔

جعفی بن سعد، جنب بن سعد الحکم، عائذ اللہ، عبداللہ، اللبو، خارجہ اسد، عمرو، صعب اور جمل۔

جعفی کے دو بیٹے مران اور حریم تھے۔ جن کے بارہ میں لبید شاعر نے کہا ہے۔

ولقد نأت یوم النخیل وقبلہ　　مران من ایامنا و حریم

صعب کی نسل سے "زبید بن الصعب" عمرو بن معدیکرب زبیدی کا جدّ اعلیٰ اور "أود بن صعب" ہیں۔ خارجہ کی اولاد میں صرف ایک بیٹا، حدیلہ نامی تھا جو بنی طے کے کنبہ میں شمار ہوتا ہے عمرو بن سعد خولان بن عمرو کا باپ ہے۔ حکم کی نسل میں وہ لوگ ہیں جن کی بابت کہا گیا ہے کہ "جاؤ حکم" یعنی حکم آتے۔ جنب کے بارہ میں مہلہل شاعر کہتا ہے۔

انکحہا فقدہا الاراقم فی　　جنب وکان الحیاء من آدم

"جمل" کی نسل سے "ہند بن عمرو الجملی" ہیں۔ جو حضرت علیؓ کے ہمراہ تھے۔ اور قتل کئے گئے۔ اس کے قاتل نے کہا ہے۔ "قاتل علیا و ہندا الجملی"۔ مراد بن مذحج کی اولاد میں "انعم بن مراد" اور یحابر بن مراد ہیں۔ اس خاندان کا بت "یغوث"، تھا جو مقام "جرش" میں نصب تھا۔

امام نخعی کا نسب

خالد بن مذحج کا بیٹا "علہ بن خالد" اور علہ کا فرزند عمر تھا جس کے دو بیٹے کعب اور "جسر" تھے۔ "جسر" ابو النخع کا باپ ہے جو "ابراہیم نخعی" کا جدّ اعلیٰ تھا۔ اور کعب کی نسل سے "بنو النار"، "بنو الحماس" (نجاشی شاعر کا گھرانا) اور بنو قنان کے بطون ہیں۔ قرن بن مالک بن زید بن کہلان کے بیٹے کا نام "بنت الغوث" تھا۔ جس کی اولاد "ازد" ہے۔ اور ازد کی نسل میں مازن، عمرو، دوس

نصر، مالک، قدار، الہنو، میدعان، زہرہ، عامر اور عبد اللہ ہیں۔

آل غسّان

بنو مازن غسّان کہلاتے ہیں جن کی وجہ تسمیہ ایک چشمہ موسومہ غسّان ہے جس کی طرف بوجہ سکونت یہ لوگ منسوب ہیں۔

"بنو حفنہ جو خاص شاہی کنبہ ہے اور آل العنقاء، آل المحرق، تنوخ اور کعب جبلہ بن الایہم کا جد اعلیٰ۔ یہ سب قبیلۂ غسّان کے گھرانے کہے جاتے ہیں"۔

مشہور ہے کہ "مازن" غسّان کے بادشاہوں کے ارباب ہیں۔ حمیر ارباب عرب ہیں۔ کندہ بادشاہوں کے مقابلے میں بغاوت کرتے ہیں۔ مذحج نیزہ بازی کے بانی کار ہیں۔ ہمدان گھوڑوں کے پرکھنے والے اور انکی پرورش پر حریص ہیں اور ازد شیر مرد لوگ ہیں۔

حضرت ابوھریرہ رضؓ کا نسب

میدعان کی نسل سے "سلامان" ہے اور "زہران" کی نسل سے دوس بن عدنان حضرت ابی ہریرہ رضؓ کا گھرانا۔ اور جزیمہ بن مالک بن فہم بن غنم بن دوس ملکۂ "زباء" کا شوہر ہے۔ جس کا لقب جذیمۃ الابرش تھا۔ جہضم بن مالک جہاضم کا جد اعلیٰ جن میں سے "جریر بن حازم" فقیہ گذرا ہے سلیمہ بن مالک ابی حمزہ خارجی کا جدّ اعلیٰ بنو ہنیاۃ بن مالک عقبہ بن مسلم کا گھرانا اور معن بن مالک مسعود بن عمرو کا جدّ اعلیٰ یہ سب بھی زہران ہی کی نسل سے ہیں اور ایک بطن "یحمد" نامی جن میں سے خلیل بن احمد علم عروض کا بانی گذرا ہے۔ وہ بھی مذکورۂ بالا قبیلہ سے متعلق تھا۔ خلیل بن احمد جس فخذ سے ہے اس کو "فراہید" کہا جاتا ہے۔ مثلاً فلاں فرہودی اور

الغطاریف، بنویشکر اور الجدرہ بھی "زہران" ہی کی نسل سے ہیں۔

انصار قبیلہ کے جدِ اعلیٰ

عامر بن الازد کی نسل سے بنو لہب بن عامر القافہ ہیں۔ اور عامر بھی اسی نسل سے ہیں۔

عبداللہ بن ازد کی اولاد بکثرت اور حسب ذیل ہے۔ القابل ازد العتیک (المہلب بن ابی صفرہ کا گھرانا) بارق بن عوف، شہران بن بارق، طاحیہ بن سود، ہداد، عمرو بن عامر، مزیقیا جن کی اولاد سے انصار ہیں۔ یعنی اوس اور خزرج کے قبائل جو حارثہ بن ثعلبہ الغنقار بن عمرو بن عامر کے بیٹے تھے۔ عمران بن عامر، خزاعہ جو عمرو بن اولاد سے تھا اور جس کا ایک بطن بنو قمیر کے نام سے مشہور ہے۔ یہ قبیصہ بن ذویب کا جدِ اعلیٰ اور عبداللہ بن مالک کا بھی جدِ اعلیٰ ہے۔ بنو خلیل، بنی کرز القافہ کا گھرانا، بنو المصطلق، کعب، ملیح، عدی، سعد، اسلم اور جشم۔ اہل یمن کا نسب نامہ ختم ہوا۔

اوس و خزرج

اوس اور خزرج یہ دونوں حارثہ بن ثعلبہ بن عمرو بن عامر بن حارثہ بن امرئی القیس بن ثعلبہ بن مازن، بن عبداللہ بن الازد بن الغوث بن مالک بن یزید بن کہلان بن سبا کے بیٹے ہیں۔ ان کی ماں "قیلہ" تھی جس کی جانب یہ دونوں منسوب ہوتے اور یہ دونوں گھرانے انصار رسول اللہ کے ہیں۔ خزرج بن حارثہ کے پانچ بیٹے تھے۔ جشم اور عوف۔ یہ دونوں خرطوم کے لقب سے ملقب تھے۔ اور کہا جاتا تھا کہ اگر تم کو عزت سے خوشی ہوتی ہو تو جشم کی پیروی کرو"۔

مابقی لڑکوں کے نام یہ ہیں:۔

حرث بن خزرج، عمرو بن خزرج، اور کعب بن خزرج، جشم بن الخزرج کی نسل سے بنو تزید ہیں۔ جن کی اولاد میں قبیلۂ "سلمہ" اور اس کے بطون ہیں۔ اور بنو بیاضہ بھی جشم ہی کی نسل سے ہیں۔ عوف بن الخزرج کی اولاد میں بنو الحبلی عبداللہ بن ابی بن سلول کا گھرانا ہے۔ اور انھیں میں قواقل بھی شمار ہوتے ہیں۔

جاہلیت کے زمانہ میں اگر کوئی شخص یثرب میں جاکر پناہ لیتا تھا تو اسکی نسبت کہا جاتا تھا۔ "قَوقِل ثم قدامنت" بنو سالم بھی اسی نسل سے ہیں۔

عمرو بن الخزرج کی اولاد میں بنو النجار ہیں۔ بنجار کا اصلی نام تیم اللات بن ثعلبہ تھا۔ نجار کی وجہ تسمیہ یہ ہوئی کہ اس نے ایک شخص کا سر بسولے سے چھیل ڈالا تھا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ اس کا ختنہ بسولے سے کیا گیا تھا کعب بن الخزرج کی نسل سے بنی ساعدہ کے بطون ہیں جو حضرت سعد رضؓ بن عبادہ رضؓ کا گھرانا تھا۔

اوس بن حارثہ کے نسب کی بابت بیان کیا جاتا ہے کہ اس کا محض ایک بیٹا "مالک" نامی تھا۔ اسی کی نسل سے اُوس کے تمام قبائل اور بطون متفرع ہوتے۔ مالک بن اوس کا بیٹا عمرو بن مالک تھا۔ جس کی نسل میں النبیت، عبدالاشہل، اور بنو ظفر ہیں۔ ظفر کا نام کعب بن الخزرج تھا۔ گویا اوس کے گھرانے میں یہ ایک بطن خزرج کا ہمنام ہوا۔ بنو الحارثہ ابن الحرث بن الخزرج بھی اسی کنبہ سے ہیں۔ اور یہ سب اوس کے "بنیت" کہلاتے ہیں۔

عوف بن مالک کی نسل سے بنو عمرو بن عوف "قبا" کے باشندے

لحجی اور مرۃ بن مالک یعنی "الجعادرہ"، جن کو اوس اللہ کہا جاتا تھا، سالم بن مالک جو بنو واقف کہلاتے ہیں۔ السلم بن مالک "سعد بن خیثمہ" کا گھرانہ اور عبداللہ بن مالک یعنی بنو خطمہ ہیں۔ انساب کا بیان ختم ہو گیا۔

ماں بیٹے کی شادی اور انکی نسل

"برّہ" یہ مُر کی بیٹی اور تمیم مُر کی بہن، خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر اس کا شوہر تھا۔ جس کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے کنانہ بن خزیمہ نے اُسے اپنی زوجیت میں لے لیا اور "برّہ" کے بطن سے کنانہ کے تمام بیٹے ماسوا "عبداللہ بن مناۃ کنانہ" کے تولد ہوئے۔ النضر بن کنانہ اسی کے بطن سے تھا۔ قبیلۂ قضاعہ کی ایک عورت "ناجیہ" جرم بن ربان کی بیٹی پہلے "سامتہ" "بن لوی" کے پاس تھی اور اس کے بطن سے "غالب بن سامہ" پیدا ہوئے۔ پھر جب وہ ہلاک ہو گیا تو اُس کے فرزند حرث بن سامہ نے "ناجیہ" کو اپنے تحت میں رکھا۔ بنی مازن بن صعصعہ کے گھرانے کی ایک عورت "واقدہ" نامی "عبدمناف" کی بیوی تھی۔ جس کے بطن سے نوفل اور ابا عمرو دو بیٹے پیدا ہوئے جب عبدمناف نے وفات پائی تو اسی "واقدہ" کو بنی ہاشم بن عبدمناف نے اپنے تحت میں رکھا اور اس کے بطن سے دو لڑکیاں "خالدہ" اور "ضعیفہ" ہاشم کے صلب سے ہوئیں۔

"آمنہ" ابان بن کلیب کی بیٹی، امیہ بن عبدشمس کی زوجیت میں تھی، اس کے بطن سے اعیاض متولد ہوئے۔ اُمیتہ کے انتقال کے بعد اس کے بیٹے ابو عمرو بن امیہ نے "آمنہ" کو اپنے تحت میں لے لیا۔ جس کے صلب سے اس کے ایک بیٹا "ابو معیط" پیدا ہوا۔

"ملیکہ" سنان بن ابی حارثہ المری کی بیٹی اور ہرم بن سنان کی بہن زبان بن سیار ابن عمرو الفزاری کے تحت میں تھی۔ جسے اس کے بعد اس کے بیٹے منظور بن زبان نے اپنے تخت میں رکھا اور اس کے بطن سے ایک لڑکی "خولہ" بنت منظور اور ایک لڑکا "ہاشم" بن منظور پیدا ہوا۔ خولہ بنت منظور حضرت حسنؓ بن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حبالۂ نکاح میں آئیں اور "حسن بن الحسن" انھیں کے بطن سے تولد ہوئے۔ حضرت حسنؓ کی شہادت کے بعد "خولہ" سے جناب محمد بن طلحہ بن عبیداللہ نے عقد کیا اور اُن کے صلب سے بھی ایک بیٹے "ابراہیم بن محمد" کی ماں ہوئی۔ جن کا لقب "اعرج" تھا۔

ایک انصاری عورت جو اساف بن زید بن اساف کی بیوی تھی اساف نے اس سے اپنے باپ زید بن اساف کے مرنے کے بعد نکاح کر لیا تھا۔

بنی فہم کے خاندان کی ایک عورت جو نفیل بن عبدالعزیٰ حضرت عمر ابن الخطابؓ کے جدِّ امجد کے تحت میں تھی اس سے "عمرو بن نفیل" نے اپنے باپ کی رحلت کے بعد شادی کر لی اور اس کے بطن سے "زید" پیدا ہوئے۔ جن کی ماں خطّاب کی ماں بھی تھی۔ یہ زید سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کے باپ ہیں۔"

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ

ہمارے سردار محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی، بن غالب، بن فہر، بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان ہیں۔ عدنان کے بعد

سلسلۂ نسب میں علمائے نسب کا اختلاف ہے جس کا بیان ہم نے "کتاب النسب" میں کر دیا ہے۔

عبد المطلب کا نام عامر اور اُن کے باپ ہاشم کا عمر تھا۔ وہ ہاشم اس لئے مشہور ہوئے کہ "ثرید" بنا کر لوگوں کو کھلایا کرتے تھے۔ عبد مناف کا نام "مغیرہ" اور "قصی" کا نام "زید" تھا، قصی کو "مجمع" بھی کہتے تھے، جسکی علت یہ تھی کہ انھوں نے قریش کے قبائل کو ایک جاکر کے "مکہ" میں مقیم کیا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد اور چچا اور پھوپھیاں، عبد المطلب کی صلبی اولاد ہیں۔ دس فرزند نرینہ اور چھ بیٹیاں تھیں جن کے نام حسب ذیل ہیں۔

عبداللہ، یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پدر بزرگوار تھے زبیر بن عبد المطلب، ابوطالب بن عبد المطلب، جن کا نام عبد مناف تھا۔ عباس بن عبد المطلب، ضرار بن عبد المطلب، حمزہؓ بن عبد المطلب، مقوم بن عبد المطلب، ابولہب بن عبد المطلب، جن کا نام عبد العزی تھا۔ حارث بن عبد المطلب اور غیداق بن عبد المطلب جن کا نام حجل تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھیاں حسب ذیل ہیں۔

عاتکہ۔ امیمہ، بیضاء جو اُم حکیم کہلاتی ہیں، بَرّہ اور صفیہ اور اَرْوی۔

عبد المطلب کے یہ لڑکے اور لڑکیاں مختلف بیبیوں کے بطن سے تھے جن کے نام یہ تھے۔

"فاطمہ" یہ عمر بن عائذ بن عمران بن مخذوم کی بیٹی تھیں۔ اُن کے بطن سے عبداللہ، رسول پاکؐ کے والد اور زبیر اور ابو طالب آپ کے چچا تھے۔ عاتکہ امیمہ، بیضاء اور برّہ آپؐ کی پھوپھیاں پیدا ہوتیں تھیں۔ "نتیلہ" کلیب بن

مالک بن جناب کی بیٹی اور "نمر بن قاسط" کے گھرانے سے تعلق رکھنے کی وجہ سے نمیریہ کہلاتی تھیں۔ اُن کے بطن سے دو بیٹے عباسؓ ، اور ضرار متولّد ہوئے۔

"ہالہ" وہب بن عبد مناف بن زہرہ کی بیٹی، ان کے بطن سے حمزہؓ بیٹے اور بی بی صفیہؓ ایک بیٹی تھیں۔

بنٰی "قبیلۂ خزاعہ کی عورت تھیں ان کے بطن سے صرف ایک لڑکا ، ب تھا۔ "صفیہؓ" بنت جندب، بنی عامر بن عصعصہ کے گھرانے کی لڑکی تھیں۔ اُن سے عبدالمطلب کی دو اولادیں ہیں۔ اوّل "حارث"، فرزند نرینہ دوم "اُرد" بیٹی۔

ایک دوسری قبیلۂ خزاعہ کی عورت جن کا نام یاد نہیں رہا۔ مگر مجھ کو بعد میں معلوم ہوا کہ اُن کا نام "ممتنعہ" بنت عمرو" تھا۔ ان کے بطن سے صرف ایک فرزند "غیداق" تھے۔

رسول کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا دادھیال و ننھیال

رسول پاکؐ کے والد حضرت عبداللہ کو سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے اور کوئی اولاد نہیں ہوئی ان کے ماموں مدینہ میں رہتے تھے۔ جناب عبداللہ اپنے ماموں سے ملنے کے لئے مدینہ گئے، جہاں عین عالم جوانی میں وفات پائی۔ زبیر بن عبدالمطلب قریش کے نامور لوگوں میں شمار ہوتے ہیں۔ جاہلیّت کے زمانہ میں بھی وہ بڑے دلیر اور جوانمرد مشہور تھے اور شاعر تھے[۱]

[۱] تینوں بھائیوں میں عبداللہ چھوٹے اور زبیر بڑے تھے۔ عبدالمطلب کے انتقال کے بعد زبیر ہی والد کے جانشین اور وصی ہوئے (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

زبیری کا شعر ہے۔

ولو لا الحمس لم تلبث رجال ثبات العزۃ حتی یموتوا

اگر حمس نہ ہوتا تو جوانمرد لوگ تادم مرگ معزز لوگوں کی طرح جنگ میں ثابت قدم نہ رہتے

حمس سے "کنانہ" اور "قریش" کے قبائل مراد ہیں۔ زبیر اپنی کنیت "اباطاہر" کرتے تھے۔ اُن کی اولاد سے حضرت عبداللہ بن زبیر بن عبدالمطلب نے زمانۂ اسلام پایا اور مشرف باسلام ہوئے۔ اُم حکیم یہ ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کو بیاہی گئیں۔ زبیر بن عبدالمطلب کے بیٹوں کی کوئی نسل نہیں چلی۔

جناب ابو طالب

ابو طالب بن عبدالمطلب کے بیٹے علیؓ، جعفرؓ، عقیلؓ اور طالب اور بیٹیاں اُم ہانیؓ جن کا

(گذشتہ سے پیوستہ) انھوں نے ابو طالب سے قبل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش کی تھی اور حضور کو جھلاتے وقت یہ لوری بڑے پیار سے گاتے تھے۔ محمد بن عبداللہ لمشت العمر فی عز فرع اسمر (اصابہ ج ۲ ص ۳۰۸) زبیر کے انتقال کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کم از کم ۱۶ اور زیادہ سے زیادہ ۲۵ سال تھی۔ حضور اکرمؐ اپنے چچا زبیر کی شفقت اور محبت سے حد درجہ متاثر تھے۔ اُن کے انتقال کے بعد انھیں برابر یاد کرتے ان کے سلوک کا ذکر کرتے۔ غالباً یہی وجہ تھی کہ جناب زبیر کے بھائیوں اور بیٹیوں کے ساتھ حضور اکرمؐ نے ہمیشہ صلہ رحمی کی اور خیبر کی جائداد سے انھیں وافر حصہ دیا۔ زبیر کی بیوی کا بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہت احترام کرتے تھے اور انھیں ماں کہہ کر پکارتے تھے۔

(نسب قریش ص ۳۴۴، اصابہ ج ۴ ص ۳۴۸)۔

بہر حال مورخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ زبیر کے بعد ابو طالب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پرورش کی۔ اگرچہ حضور کی عمر ۱۶ سال سے متجاوز تھی لیکن مشہور روایت یہ ہے کہ عبدالمطلب کے بعد ابو طالب نے ہی پرورش کی۔ (حاشیہ ۱ بر صفحہ آئندہ)

عبیداللہ بن العباس کے دو بیٹے حسن اور حسین، اسماء بنت عبداللہ بن العباس کے بطن سے پیدا ہوئے۔ عبیداللہ بن العباس کی ایک بی بی "عائشہ الحارثیہ" تھیں ان کے بطن سے ملک یمن میں دو فرزند پیدا ہوئے تھے۔ جب کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیانؓ نے بسر بن ارحاۃ کو عبیداللہ کی جگہ ملک یمن کا عامل مقرر کر کے روانہ کیا تو عبیداللہ وہاں سے بھاگ گئے۔ اور "بسر" نے ان کے دونوں بیٹوں کو گرفتار کرا کے قتل کر ڈالا۔ جن کی ماں نے اپنے بچوں کے غم میں کہا ہے۔

یا من احسن یا بنی الذین ہما
کالدُّرتین تشظی عنہما الصدفؔ

حضرت معبدؓ بن عباس رضی اللہ عنہ

حضرت عثمانؓ کے عہدِ خلافت میں ممالک افریقہ پر فوج کشی کرنے کے لئے گئے تھے وہیں شہید ہوئے۔ؔ ان کی ایک لونڈی حمل سے تھی وہ گرفتار کر لی گئی۔ اس کے بطن سے ایک لڑکی پیدا ہوئی اور پیدا ہونے کے بعد وہ "ریم الحمیری" سے بیاہی گئی معبد کے بیٹے عبداللہ بن معبد تھے جن کے فرزند عباس تھے۔ انہوں نے ابوالعباس کے قیام کے زمانہ میں ایک شخص کو مدینہ کا سردار بنایا۔ جس نے ریم الحمیری کی بیوی کو چھین لیا۔ عباس کے کوئی اولاد نہ تھی۔ حارث بن العباس کی نسل بیشک خوب بڑی جن میں سے "السری بن عبداللہ، ملک یمامہ" کے والی تھے۔

ؔ۱ اس کے جواب میں حضرت علی کے عامل جابر بن قدامہ نے بسر کے بھتیجوں اور عزیزوں کو زندہ آگ میں جلوا دیا۔ (مسعودی ۳/۳۱)

ؔ۲ مستند اور متواتر روایت یہ ہے کہ معبد بہت دنوں تک زندہ رہے اور عہد مرتضوی میں مکہ کی گورنری پر فائز تھے۔

حضرت قثم بن العباسؓ سمرقند میں مقتول ہوئے

حضرت قثم بن عباس رضی اللہ عنہ

ابو صالح معنسرؒ کا قول ہے کہ میں نے ایک ماں کے بیٹوں کی قبریں کبھی اس قدر دور دراز فاصلوں پر نہیں دیکھی ہیں جیسی ام الفضل کے بطن سے پیدا ہونے والے عباسؓ کے بیٹوں کی ہیں۔ "فضل" شام میں مرے۔ عبداللہ نے طائف میں انتقال کیا، عبیداللہ نے مدینہ میں وفات پائی۔ قثم سمرقند کی خاک میں مدفون ہوتے ہیں اور معبد افریقہ میں قتل کیے گئے۔[1]

عبداللہ بن عباسؓ کی کنیت ابو العباس

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

تھی۔ انہوں نے ستر برس کی عمر پائی اور طائف میں عالمِ فانی سے رحلت کی۔ ان کی وفات کا زمانہ فتنہ ابن الزبیرؓ کا زمانہ تھا۔ اور وہ نابینا ہوگئے تھے۔ ان کے جنازہ کی نماز، محمد بن الحنفیہ، نے پڑھی تھی۔ اور ان پر چار بار تکبیر کہی۔ پھر ان کی قبر پر ایک خیمہ نصب کیا۔[2]

واقدی نے بیان کیا ہے کہ ابن عباسؓ نے ۶۸ھ میں بمقام طائف وفات پائی۔ اس وقت ان کی عمر بہتر سال تھی۔ وہ اپنی داڑھی کو زرد رنگا کرتے تھے۔ ان کی اولاد میں علیؓ، عباسؓ، محمدؒ، فضلؓ اور عبدالرحمٰنؒ اور عبداللہؓ چھ بیٹے اور "لبابہ" ایک بیٹی، جملہ سات اولادیں "زرعہ بنت شرح" کے بطن سے تھیں جو بنی کندہ کے گھرانے کی لڑکی تھی۔ اور ایک لڑکی "اسماء" لونڈی کے بطن

[1] حضرت قثم بن عباس عہد مرتضوی میں مدینہ کے گورنر تھے۔

[2] آپ عہد مرتضوی میں حضرت ابو موسیٰ کی معزولی کے بعد کوفہ کی گورنری پر مامور ہوئے۔

سے تھی۔ عبداللہ، محمد اور افضل لاولد تھے۔

علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

علی بن عبداللہ بن عباسؓ اعلیٰ درجہ

کے عبادت گذار، بُردبار اور کثیر الصلوٰۃ تھے۔ ہر شبانہ روز میں ایک ہزار رکعتیں ادا کیا کرتے تھے۔ اُن کی کنیت "ابو محمد" تھی۔ سنہ ۱۱۷ھ میں بمقام "الشراۃ" اسّی برس کی عمر پاکر عالمِ فانی سے رحلت کی،

واقدی رح نے بیان کیا ہے کہ وہ علی رضؓ کے شہید ہونیکی رات میں پیدا ہوئے تھے۔ اور سنہ ۱۱۸ھ میں وفات پائی۔

"کلبی" نے بیان کیا ہے کہ خلیفہ ولید بن عبدالملک اموی نے بسبب کسی زبان درازی کے علی بن عبداللہ کو سات سو کوڑے لگوائے تھے پھر ان کا قصّہ بیان کیا ہے۔

علی بن عبداللہ کی اولاد حسب ذیل تھی۔

محمد بن علی جن کی ماں عالیہ بنت عبداللہ بن العباس تھیں، عالیہ کی ماں کا نام "عائشہ بنت عبدالمدان الحارثی تھا۔ داؤد اور عیسیٰ ایک اُمّ ولد کے بطن سے۔ سلیمان اور صالح ایک اُمّ ولد سے جن کا نام "معدیٰ" تھا۔ اسمٰعیل اور عبدالصمد ایک اُمّ ولد سے، یعقوب ایک اُمّ ولد سے، عبداللہ اور عبیداللہ، ان دونوں کی ماں، "ام عبداللہ، عبداللہ بن جعفر کی بیٹی تھیں جن کی ماں کا نام "لیلیٰ بنت مسعود بن خالد النہشلی" تھا اور امینہ، ام عیسیٰ اور لبابہ، تین لڑکیاں مختلف امہات اولاد کے بطن سے تھیں۔

محمد بن علی نہایت حسین اور وجیہ و معزز شخص تھے۔ ان کی عمر اپنے باپ سے صرف چودہ سال کم تھی۔ علی سیاہ خضاب کیا کرتے تھے۔ اور محمد سُرخ

خضاب کرتے۔ اس لیے جو شخص ان دونوں باپ بیٹوں سے ناواقف تھا۔ وہ محمد کو علی یعنی بیٹے کو باپ تصوّر کرتا تھا۔ انھوں نے ۱۲۵ھ میں وفات پائی۔ جس سال میں "مہدی" پیدا ہوتے تھے۔

اور ایک قول کے موافق انھوں نے ۱۲۵ھ میں بمقام "شراۃ" جو ملک شام کا ایک شہر ہے ساٹھ برس کی عمر میں دارِفانی سے رحلت کی۔ بنوعبّاس کے خلفاء انھیں کی نسل سے ہیں۔ جن کا ذکر مع محمد بن علی کے بھائیوں کے حالات کے ہم خلفائے بنوامیہ کے حالات بیان کرنے کے بعد کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ضرار بن عبدالمطلب

ضرار بن عبدالمطلب ظہورِ اسلام سے پہلے ہی مر گئے تھے۔ ان کی کوئی اولاد نہ تھی اور وہ شعر کہا کرتے تھے۔

حضرت حمزہ رضؓ بن عبدالمطلب

حضرت حمزہ رضؓ بن عبدالمطلب کی کنیت "اباعمارہ" تھی وہ اسداللہ اور اسدرسول صلّی اللہ علیہ وسلّم مشہور تھے۔ انھوں نے جنگِ بدر کے دن "شیبہ بن ربیعہ"، طعینہ بن عدی اور سباع خزاعی" کو قتل کیا تھا۔ جنگِ اُحد کے دن وہ شہید ہوگئے۔ طعینہ کے غلام "وحشی" نے انھیں شہید کیا۔ وہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دودھ شریکی بھائی تھے۔ اور ابی سلمہ بن عبدالاسد المخزومی بھی ان کے رضاعی بھائی تھے۔ کہ ان تینوں کو مکّہ کی ایک عورت "ثوبیہ" نامی نے دودھ پلایا تھا۔

حمزہ کے ایک بیٹے عمارہ نامی تھے جن کی ماں بنی نجار کے گھرانے کی تھی۔ "عمارہ" نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔ حمزہ رضؓ کے ایک بیٹی اُمِ ابیہا رضؓ تھیں جن کی ماں "زینب" بنت عمیس" قبیلہ خثعم" کی عورت تھی۔ یہ لڑکی عمرو بن ابی

سلمۃ المخزومی کے عقد نکاح میں آئی۔

مقوم بن عبد المطلب

مقوم بن عبد المطلب نے عہد اسلام نہیں پایا۔ نہ اُن کے کوئی اولاد نرینہ تھی۔ ایک بیٹی "ہندہ" نامی تھی وہ عبد اللہ بن مسروح، بنی سعد بن بکر بن ہوازن کے بھائی کے ساتھ بیاہی گئی۔

ابو لہب بن عبد المطلب

اس کا نام عبد العزیٰ اور کنیت "ابا عتبہ" تھی۔ وہ احول تھا چونکہ نہایت حسین وجمیل تھا اس لئے "ابو لہب" کے نام سے مشہور ہوا چیچک کے مرض میں مبتلا ہو کر شہر "مکہ" میں وفات پائی۔ اُس نے "غزال الکعبہ" کو چرا لیا تھا جو سونے کا بنا تھا۔

ابو لہب کے اولاد میں تین بیٹے عتبہ، عتیبہ اور معتب، اور چند لڑکیاں تھیں جن کی ماں "اُمِّ جمیل بنت حرب" ابی سفیان بن حرب کی بہن اور معاویہ رضؓ کی پھوپھی تھی۔ اور جو "حمالۃ الحطب" کے لقب سے ملقب تھی۔ عتبہ بن ابی لہب کو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی صاحبزادی حضرت رقیہ رضؓ کے ساتھ منسوب کیا تھا۔ مگر ابو لہب نے اپنے بیٹے کو حکم دیا کہ وہ بی بی رقیہ رضؓ کو طلاق دے دے اور اس نے ایسا ہی کیا۔ جناب سرور کائنات صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس کے حق میں بد دعا کی اور فرمایا۔ کہ "اے خدا! تو اپنے کتوں میں سے ایک کتا مسلّط فرما"۔ چنانچہ کسی سفر میں اُسے شیر نے پھاڑ کھایا۔

عتبہ کی کنیت ابو واسع تھی اور اس کی اولاد بکثرت تھی۔ جس میں بیٹے اور بیٹیاں سب ہیں۔ منجملہ اسکی اولاد کے ایک شخص ابراہیم بن ابی خداش بن عتبہ "مکہ" کا حاکم تھا۔ اور فضل بن عباس بن عتبہ شاعر بھی انھیں میں

سے ہے۔ جس کا قول ہے۔

وانا الاخضر من یعرفنی   اخضر الجلدة فی بیت العرب

میں وہ سبز رنگ ہوں کہ جو شخص مجھکو جانتا ہے اسے معلوم ہے کہ میں اہل عرب کے گھرانے میں سبز کھال والا ہوں

ابو محمد بیان کرتے ہیں کہ خضرۃ (سبزی) سیاہی کو کہتے ہیں اور شاعر کی مراد گندم گوں رنگت سے ہے۔ فضل گانے والا تھا۔ اُس کا ایک قصہ لوگوں سے ہم صحبت رہنے میں مشہور ہے اور ہم اسکو "کتاب" "عیون الاخبار" میں ذکر کر چکے ہیں

معتب مشرف باسلام ہو کر جنگ "حنین" میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ اور اُن کی اولاد بھی بکثرت تھی۔ عتیبہ کی شادی "اُمّ کلثوم" رسول پاک کی دوسری بیٹی سے ہوتی تھی مگر اس نے اُن کو قبل خلوت کے طلاق دے دی۔

حارث بن عبد المطلب

حارث بن عبد المطلب کی اولاد میں سب سے بڑے تھے اور اپنے باپ کے ساتھ چاہِ زمزم کے کھودنے میں شریک رہے اور اسی کے ساتھ وہ اپنی کنیت کیا کرتے تھے۔

حارث کے بیٹے حسب ذیل تھے۔ ابوسفیان رض، مغیرہ رض، نوفل رض، اروی رض ربیعہ رض اور عبد شمس رض۔

ابوسفیان بن حارث ہاشمی

ابوسفیان بن حارث ہاشمی رسول پاک کے رضاعی بھائی تھے۔ ان کو کچھ دنوں حلیمہ رض نے دودھ پلایا تھا۔ ابتداء میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت الفت کرتے تھے۔ مگر جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم رسالت کے ساتھ مبعوث ہوئے تو دشمنی پر آمادہ ہو کر آپ کی ہجو کرنے لگے۔ بعد

ازاں جس سال شہر مکہ فتح ہوا ہے مشرف باسلام ہوئے جنگِ حنین میں موجود تھے اور پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں کہا۔ کہ "میں امید کرتا ہوں کہ یہ "حمزہ رضؓ" کے جانشین ثابت ہونگے"۔

یہ بھی فرمایا ہے۔ "ابوسفیانؓ نوجوانانِ جنت کا سردار ہے" وہ مدینہ میں راہیٔ عالمِ بقا ہوئے۔ سبب وفات یہ تھا کہ ان کے سر میں ایک مسّا تھا جس کو حجام نے مقامِ منیٰ میں سر مونڈتے وقت کاٹ دیا۔ ابوسفیانؓ نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ تم لوگ مجھ پر گریہ وزاری نہ کرنا۔ کیونکہ میں جب سے اسلام لایا ہوں کسی گناہ میں نہیں مبتلا ہوا۔ وہ ۲۰ھ میں فوت ہوئے اور مدینہ کے قبرستان بقیع میں مدفون ہوئے ان کی کوئی اولاد یادگار نہیں تھی۔

نوفل بن حارث ہاشمیؓ

نوفل بن حارث ان لوگوں میں ہیں جو بنی ہاشم میں سے مسلمان ہوئے۔ سب سے زیادہ معمر تھے۔ وہ حمزہ رضؓ، عباسؓ اور اپنے دیگر تمام بھائیوں سے عمر میں بڑے تھے۔ بدر کے دن وہ گرفتار کر لئے گئے تھے۔ مگر عباسؓ نے فدیہ ادا کر کے انھیں رہا کرا دیا۔ پھر وہ اسلام لاکر غزوۂ خندق کے دوران ہجرت کر کے مدینہ چلے آئے۔ اُن کی اولاد بہت زیادہ ہے۔ جن میں سے ایک عبداللہ بن حارث ہیں۔ جن کا لقب ببنہ تھا۔ وہ بہرا تھا۔ اس نے اشعث کے ساتھ خروج کیا مگر جب اشعث کو شکست ملی تو وہ عمان کو بھاگ گیا۔ اور وہیں وفات پائی۔

عبداللہ بن حارثؓ

عبدشمس بن الحارث کا نام رسول پاکؐ نے عبداللہ رکھا تھا۔ وہ زرد بخار میں مبتلا ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہی راہیٔ عالمِ بقا ہوئے۔ اور حضور

انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ان کے قمیص ہی میں کفن دے کر دفن فرمایا۔ ان کی اولاد ملک شام میں سکونت رکھتی ہے جو بوجہ اپنی قلت کے "المونہ" کہلاتی ہے۔ کیونکہ وہ قریب تین سے زیادہ نہیں۔

نوفل بن حارث ہاشمی رضؓ

نوفل بن حارث کی اولاد میں سے "مغیرہ" ہیں۔ جو عہد خلافت عثمان رضؓ میں مدینہ کے قاضی تھے۔ وہ جنگ صفین میں حضرت علی رضؓ کے ساتھ شریک تھے۔ اور علی رضؓ نے ان کو وصیت کی تھی کہ وہ "امامہ بنت ابی العاص رضؓ" سے ان کے بعد نکاح کر لیں۔ سیدہ امامہ کی ماں بی بی زینب رضؓ رسول پاک کی بیٹی تھیں۔ حضرت علی رضؓ نے کہا کہ مجھ کو یہ خوف ہے کہ کہیں امامہ رضؓ کی خواستگاری معاویہ رضؓ نہ کریں، چنانچہ مغیرہ رضؓ نے امامہ کے ساتھ علی رضؓ کی شہادت کے بعد نکاح کر لیا۔ اور انھیں بی بی کے بطن سے اُن کے فرزند یحییٰ پیدا ہوئے۔ جن کے نام سے وہ اپنی کنیت کیا کرتے تھے۔

امامہ کے علاوہ اور بیبیوں کے بطن سے ان کے حسب ذیل اولادیں تھیں۔

عبد الملک، عبد الواحد، سعید اور عبد الرحمٰن وغیرہ وغیرہ۔

ربیعہ بن حارث ہاشمی رضؓ

ربیعہ بن حارث بن عبد المطلب کو صحبتِ نبوی حاصل ہوئی۔ ان کے بارے میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ "نعم الرجل" ربیعہ لو قصر من شعرہ وشمر من ثوبہ"۔ یعنی ربیعہ بہت اچھا آدمی ہے اگر اسی کے ساتھ وہ اپنے بالوں کو کٹوا ڈالے اور اپنے لباس کے دامنوں کو سمیٹ لے یعنی کم کر دے۔

ربیعہ تجارت کے کاروبار میں حضرت عثمانؓ کے شریک تھے۔ ربیعہ کے بہت سے لڑکے اور لڑکیاں تھیں کہ منجملہ اُن کے ایک عباس بن ربیعہ بہت عالی رتبہ تھے۔ حضرت عثمانؓ نے انھیں بصرہ میں ایک مکان جاگیر میں دیا تھا اور ایک لاکھ درہم بھی نقد دیئے تھے۔ وہ جنگِ صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ شریک ہوئے تھے۔ اور اسی میدان میں مقتول ہوئے ہیں[۱] ابی الاغر تمیمی کے قصہ میں ان کا ذکر ہے۔ اُن کی بیوی اُمِ فراس حسان بن ثابت کی بیٹی تھیں۔ جن کے بطن سے کئی اولادیں ہوئیں۔ اور ان کی نسل بکثرت ہے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کا ذکر ختم ہوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھیوں کے حالات

عاتکہ بنت عبدالمطلب ابی امیہ بن المغیرہ المخزومی کے حبالۂ نکاح میں تھیں۔ امیمہ بنت عبدالمطلب جحش بن رئاب الاسدی کے ساتھ منسوب تھیں۔ بیضاء بنت عبدالمطلب کی شادی کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس کے ساتھ ہوئی تھی۔ برہ بنت عبدالمطلب عبدالاسد بن ہلال المخزومی کے عقد نکاح میں تھیں اور انھیں کے بطن سے ابا سلمہ بن عبدالاسد پیدا ہوئے تھے۔ جن کے پاس بی بی اُمّ سلمہؓ قبل پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں تھیں اور عبدالاسد

---

[۱] ربیعہ کے دوسرے لڑکے عبدالمطلب بن ربیعہ تھے۔ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچیرے بھائی تھے۔ بنو امیہ سے ان کے تعلقات بہت خوشگوار تھے۔ چنانچہ یہ اپنے بال بچوں سمیت یزید بن معاویہ کے پاس دمشق میں رہتے تھے۔ اور یزید کو اپنا وصی اور وارث بنا لیا تھا۔ (اصابہ فی تمیز الصحابہ ۳/۴۳۰۔ تاریخ ابن کثیر ۸/۲۴۴۔ استیعاب ۳/۴۲۳ج)۔

کے بعد برہ ابورہم بن عبدالعزی کے پاس رہیں جو عامر بن لوی کے خاندان سے تھا۔ اور اُن کے صلب سے ایک بیٹا "ابا سبرۃ بن ابی رہم" نامی ان کے بطن سے پیدا ہوا۔

حضرت صفیہ رضؓ بنت عبدالمطلب کا نکاح ابوسفیان بن حرب کے بھائی حارث بن حرب بن امیہ کے ساتھ ہوا تھا۔ جن کی وفات کے بعد وہ عوام بن خویلد کے نکاح میں آئیں اور وہ حضرت زبیر بن العوام رضؓ کی ماں ہیں۔ اروی بنت عبدالمطلب "عمیر بن عبد بن قصی بن کلاب کی بیوی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھیوں میں سے۔ بجز بی بی "صفیہ رضؓ کے جو حضرت زبیر رضؓ کی والدہ تھیں اور کوئی بھی مشرف باسلام نہیں ہوئیں۔ ہاں "اروی" کے بارہ میں اختلاف رائے ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ وہ بھی مسلمان ہوگئی تھیں۔ "صفیہ" حضرت عمر رضؓ کے عہد خلافت میں فوت ہوئیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کا نام "آمنہ" تھا جو وہب بن عبد مناف، بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ کی بیٹی تھیں یہ بات نہیں معلوم ہوسکی کہ آیا بی بی آمنہ کے کوئی بھائی بھی تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ماموں ہوتا یا نہیں۔ مگر "بنو زہرہ" اپنے تئیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ماموں قرار دیتے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ "بی بی آمنہ رضؓ اسی گھرانے کی لڑکی تھیں[1]۔

---

[1] اسی نسبت سے حضرت سعد بن ابی وقاص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دادیاں

ابو محمد بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ کی ماں "فاطمہ" بنت عمر بن عائذ بن عمران بن مخزوم تھیں۔ عبدالمطلب بن ہاشم رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد کی والدہ کا نام "سلمیٰ" تھا۔ وہ "عمرو" کی بیٹی تھیں اور "بنی النجار" کے گھرانے سے اور ان کی ماں بھی حتیٰ کہ نانی بھی اسی گھرانے کی لڑکیاں تھیں۔ قبل اس کے ہاشم بن عبد مناف نے "سلمیٰ" کے ساتھ نکاح کیا۔ وہ "احیحہ بن الجلاح" کے پاس تھیں اور ان کے بطن سے "عمرو بن احیحہ" پیدا ہوا تھا۔ جو عبدالمطلب کا ماں جایا بھائی ہے۔

ہاشم بن عبد مناف کی ماں "عاتکہ" مرہ بن ہلال بن فالج بن ذکوان کی بیٹی تھیں "جو بنی سلیم" کا گھرانا ہے۔ ابوالیقصان نے ذکر کیا ہے کہ عبد مناف کی ماں "حبیٰ" خلیل کی بیٹی اور قبیلۂ خزاعہ کی لڑکی تھیں، خانۂ کعبہ کی کنجی "خلیل الخزاعی" کے پاس رہتی تھی۔ پھر قصی بن کلاب نے وہ کنجی اس سے لے لی۔ قصی بن کلاب کی ماں "فاطمہ بنت سعد" "ازوالسراۃ" کے گھرانے کی تھی کلاب کی ماں کا نام "نعیم" تھا۔ وہ سریر بن ثعلبہ بن مالک بن کنانہ کی بیٹی تھیں۔ "مرہ" کی والدہ "وحشیہ" شیبان بن محارب بن فہر کی لڑکی تھیں۔ کعب کی ماں "سلمیٰ" محارب بن فہر کی بیٹی تھیں۔ لوئی کی ماں "وحشیہ" مدلج بن مرہ بن عبد مناۃ کی لڑکی تھیں۔ اور عبد مناۃ کنانہ کا فرزند ہے۔ غالب کی ماں "سلمیٰ" سعد بن ہذیل بن مدرکہ کی بیٹی تھیں۔ فہر کی والدہ "جندلہ" حارث الجرہمی کی لڑکی تھیں مالک کی ماں "ہند" عدوان بن عمرو کی بیٹی قیس عیلان کے گھرانے سے تھی۔ نضر کی ماں "برہ" بنت مر ہے یعنی "تمیم بن مرہ" کی بہن جو ابتداءً نضر

کے باپ، کنانہ کے عقد نکاح میں تھیں۔ اُن کی وفات کے بعد نضر نے "برہ" کو اپنے تحت میں رکھا۔ اس طرح پر تمیم کا گھرانا، قبیلۂ قریش کے ماموں کا کنبہ شمار ہو سکتا ہے۔ اور یہ کہنا بالکل بجا ہو گا کہ قریش "نضر"

آمنہ بنت وہب کی والدہ کا نام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نانیاں

"برہ" بنت عبد العزیٰ بن عثمان بن عبد الدار تھا اور "برہ" کی ماں — اُمّ حبیب" بنت اسد عبد العزیٰ بن قصی بن کلاب تھیں۔ اُمّ حبیب کی والدہ تھیں "برہ" عوف بن عبید بن عویج، بن عدی بن کعب، بن لوئی کی بیٹی۔ "برہ" بنت عوف کی ماں "قلابہ" حارث بن لحیان بن ہذیل کی لڑکی تھیں اور "قلابہ" کی والدہ کا نام "ہند" تھا۔ یہ یربوع کی بیٹی اور قبیلۂ ثقف سے تھیں۔

"وہب" جو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نانا تھے ان کی ماں تھیں "عاتکہ" بنت الاوقص بن مرہ بن ہلال بن فالج بن ذکوان بن سلیم۔ اور عبد مناف وہب کے والد کی ماں کا نام "زہرہ" تھا۔ جن کی جانب عبد مناف کی اولاد منسوب ہوتی ہے۔ "زہرہ" کے باپ کا نام معلوم نہیں بلکہ ذکر اذکار میں وہ خود ہی باپ کے قائم مقام ہیں۔ زہرہ بن کلاب بن قصی بن کلاب کا بھائی ہے اور اُن کی ماں کا نام "فاطمہ" تھا۔ جو قبیلۂ ازو السراۃ کی لڑکی تھیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی سعد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیاں

بن بکر بن ہوازن کے گھرانے میں دودھ پیا تھا، اُن کی دائی کا نام "حلیمہ" تھا جو ابی ذوئب کی بیٹی تھیں ابی ذوئب کا اصلی نام عبد اللہ بن حارث ہے۔

اور وہ سعد بن بکر کے کنبہ سے تھا۔ "حلیمہ کا وہ لڑکا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دودھ شریک بھائی تھا۔ "بلبانہ" ہے۔ حارث بن عبدالعزیٰ سعد بن ابی بکر کی نسل ہے۔ ان کی ہمشیر بھائی اور ہمشیرہ بہنیں حسب ذیل ہیں۔

عبداللہ بن حارث اور انیسہ بنت الحارث اور جدامہ بنت الحارث جو شیماء تھی اور ان کا یہ لقب ان کے نام پر غالب آ گیا تھا۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم بنی سعد میں پانچ سال تک رہے جس کے بعد وہ اپنی ماں کے پاس واپس آ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ "میں تمام اہل عرب میں سب سے زیادہ فصیح ہوں۔ میرا مبدأ قریش ہے اور میں نے بنی سعد بن بکر کے یہاں پرورش پائی ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیاں

آپ کی سب سے پہلی بیوی حضرت "خدیجہ بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی" تھیں اُن کی ماں کا نام "فاطمہ" تھا جو "زائدہ بن الاصم" کی بیٹی اور بنی عامر کے گھرانے کی لڑکی تھیں۔ فاطمہ کی ماں "ہالہ" بنت عبد مناف بنی الحارث بن معیص کے گھرانے سے تھیں۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد بجز ابراہیم کے جو حضرت "ماریۃ القبطیہ" کے بطن سے تھے بی بی خدیجہ رض کے بطن سے پیدا ہوئیں۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رض

پہلے حضرت خدیجہ رض کا نکاح "عتیق بن عائذ المخزومی" سے ہوا تھا اس کے صلب سے ان کی ایک لڑکی پیدا ہوتی۔ عتیق کے بعد "ابو ہالہ" نباش بن زرارۃ الاسدی تمیمی نے جو بنی حبیب بن جروہ کے گھرانے سے تھا خدیجہ رض کے ساتھ

نکاح کیا۔ اور وہ جاہلیت ہی کے زمانہ میں مکہ میں مر گیا اس کے صلب سے حضرت خدیجہ رضؓ کو "ہند" نامی لڑکا پیدا ہوا تھا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بی بی خدیجہ رضؓ سے نکاح کیا۔ اور ان کی موجودگی میں کوئی دوسری شادی نہیں کی۔ ان کے لڑکے "ہند بن ابی ہالہ" کی پرورش بھی آپ ہی نے فرمائی جو آپ کے پروردہ تھے اور کہا کرتے تھے کہ میں ماں، باپ، بھائی اور بہنوں سب کے لحاظ سے تمام لوگوں میں معزز ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے باپ ہیں۔ خدیجہ رضؓ میری ماں ہیں۔ فاطمہ رضؓ میری بہن ہیں۔ اور قاسم رضؓ میرا بھائی ہے۔ "ہند" جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردہ تھے ان کے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اور اس کا نام بھی انھوں نے ہند رکھا وہ طاعون جارف کے زمانہ میں فوت ہو گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بی بی خدیجہ رضؓ سے پچیس سال کی عمر میں نکاح کیا تھا اور ان کے مرتے دم تک انھیں کے ساتھ رہے جو چوبیس ۲۴ سال اور چند ماہ کی مدت تھی۔

حضرت خدیجہ رضؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابی طالب کی وفات کے تیسرے دن رحلت کی۔

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا

سودہ رضؓ بنت زمعہ، ان کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بی بی خدیجہ رضؓ کے انتقال کے بعد نکاح کیا۔ یہ پہلے سکران بن عمرو کو بیاہی ہوئی تھیں جو ملک حبش کو منجملہ اور مسلمانوں کے ہجرت کر گئے تھے۔ انہوں نے وفات پائی اور کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔ اس لئے رسول علیہ السلام نے ان کی بیوی "سودہ رضؓ" کے ساتھ نکاح کر لیا۔

حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ عنہا

یہی ایک کنواری عورت تھیں جن کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے عقد کیا ہے۔ یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں۔ ان کے ساتھ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے عقد کیا ہے تو ان کی عمر صرف چھ سال کی تھی اور جب ان کی عمر نو برس کی ہوئی تو خلوت فرمائی۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کو مدینہ میں آئے ہوئے چھ ماہ ہو چکے تھے۔ جس وقت بی بی عائشہ رضؓ کی عمر اٹھارہ سال کی ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے عالمِ فانی سے رحلت فرمائی۔ بی بی عائشہ رضؓ کی کنیت "اُمِّ عبد اللہ" تھی۔

مجھ سے ابو الخطاب نے بروایت مالک بن سعید، اور مالک بن سعید نے بواسطہ اعمش ابراہیم اور ابراہیم نے بواسطہ اسود روایت کی ہے کہ اسود نے کہا۔ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو فرماتے سنا ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے مجھے اپنی زوجیت میں نو برس کی عمر میں لیا۔ اور اس سے مراد یہ تھی کہ اسی عمر میں زفاف کی نوبت آئی۔ اور میں اُن کے پاس نو برس رہی"۔

بی بی عائشہ رضؓ حضرت معاویہؓ کی خلافت تک زندہ رہیں اور انھوں نے ۵۸ھ میں تقریباً ستر سال کی عمر پاکر عالمِ فانی سے رحلت کی۔

وفات کے وقت ان سے دریافت کیا گیا کہ آیا آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی قبر کے قریب دفن کیا جائے؟" تو انھوں نے جواب دیا نہیں۔ میں نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلّم کے بعد بعض نئی باتیں کی ہیں۔ اس لئے مجھ کو میری بہنوں کے پاس دفن کرنا۔ چنانچہ وہ بقیع میں مدفون ہوئیں۔

(حاشیہ بر صفحہ آئندہ)

عبداللہ بن زبیر رضؓ ان کے وصی تھے۔ حضرت عائشہ رضؓ کے آزاد کردہ غلاموں میں سے ایک شخص علقمہ بن علقمہ رضؓ ہیں جن سے مالک ابن انس رضؓ روایت کیا کرتے تھے۔ علقمہ رضؓ معلّم تھے۔ وہ عربیت، نحو اور عروض پڑھایا کرتے۔ انہوں نے خلیفہ منصور عباسی کے ابتدائے عہد خلافت میں وفات پائی۔ اور "ابوالسائب رضؓ" بھی اُمّ المؤمنین عائشہ رضؓ کے موالی میں تھے۔ اُن سے بھی حدیثیں روایت کی گئی ہیں ان کا نام "عثمان رضؓ" تھا۔

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا

یہ عمر بن الخطاب رضؓ کی بیٹی تھیں۔ پہلے ان کا نکاح خنیس بن عبداللہ بن خدافۃ السہمی رضؓ کے ساتھ ہوا تھا جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلّم کی جانب سے قاصد بنا کر شاہ فارس کے پاس بھیجے گئے تھے۔ خنیس کے کوئی اولاد نہ تھی۔ ان کے بعد بی بی حفصہ رضؓ سے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم نے عقد کیا۔ یہ حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ کی حقیقی بہن یعنی ایک ہی ماں باپ سے تھیں۔ ان کی ماں کا نام "زینب" بنت مظعون تھا۔ بی بی حفصہ رضؓ نے بعہدِ خلافت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، مدینہ میں وفات پائی۔ (فضائل حضرت حفصہ رضؓ)

حضرت زینب رضی اللہ عنہا

یہ بنی عبد مناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ کے خاندان سے تھیں۔ پہلے ان کی شادی عبیدہ بن حارث رضؓ بن عبدالمطلب سے ہوئی تھی۔ پھر عبیدہ رضؓ کی وفات کے بعد ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے عقد کیا۔ ان کا لقب اُمّ المساکین تھا اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ

(صفحہ گذشتہ کا حاشیہ) ؎ دوسری روایت یوں ہے۔ میں نے اپنی جگہ عمر بن خطاب کو دیدی لہٰذا اب مجھے میری بہنوں کے پاس دفن کرنا۔

علیہ وسلّم کے سامنے ہی وفات پائی (فضائل حضرت زینبؓ)

حضرت زینبؓ بنت جحش

یہ قبیلۂ "اسد" سے تھیں اور بنی غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ کی نسل ہیں۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن تھیں یعنی امیمہ بنت عبد المطلب کی بیٹی۔ رسول پاک کی وفات کے بعد آپکی ازواج مطہرات میں سب سے پہلے انھیں کی وفات عہد خلافت حضرت عمر فاروقؓ میں ہوئی اور انھیں کو سب سے پہلے تابوت میں اٹھایا گیا۔ یہ نہایت خوش مزاج اور ملنسار بی بی تھیں۔

حضرت عمرؓ نے جنازہ کو دیکھ کر کہا، "محمل نشین کی حیا بہت ہی خوب ہے"۔ پہلے وہ زید بن حارثہ کو بیاہی ہوئی تھیں۔ یہ آیت کریمہ انھیں کے بارہ میں نازل ہوئی تھی۔ واذ تقول للذی انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ أمسك عليك زوجك۔ (فضائل حضرت زینب)

حضرت اُمّ حبیبہؓ بنت ابوسفیانؓ

اُن کا نام "رملہ" تھا، وہ ابی سفیانؓ بن حرب کی بیٹی تھیں[۱] اور عبد اللہ ابن جحش الاسدی کو بیاہی تھیں جو عیسوی مذہب اختیار کر کے سرزمین حبش میں فوت ہوگیا اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کر لیا۔ جس تخت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُٹھایا گیا تھا وہ بی بی اُمّ حبیبہؓ کے گھر میں تھا اور مدینہ میں اُن کے ایک

---

[۱] حضرت ام حبیبہؓ کے بھائی یزید بن ابوسفیان اور معاویہ بن ابوسفیان تھے۔ حضرت معاویہ تاریخ اسلام کی نامور شخصیت ہیں۔ حضرت معاویہ کو یہ رشتہ پر اتنا ناز تھا کہ آپ اپنے کو خالو المؤمنین مسلمانوں کا ماموں کہا کرتے تھے۔

مولیٰ کے پاس موجود ہے۔ یہ حضرت معاویہؓ کے عہد خلافت تک زندہ رہیں۔
(فضائل حضرت اُمِ حبیبہؓ)

حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا

یہ ابی امیہ بن المغیرہ کی بیٹی اور پہلے ابی سلمہ بن عبدالاسد کو بیاہی تھیں۔ جن کے صلب سے ایک لڑکا عمر بن ابی سلمہ اور ایک لڑکی زینب بنت ابی سلمہ پیدا ہوئیں۔ عمر بن ابی سلمہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردہ اور معرکۂ جمل کے دن حضرت علیؓ کے ساتھ تھے۔ حضرت علیؓ نے اُن کو بحرین کا حاکم مقرر کیا تھا۔ ان کی اولاد مدینہ میں ہے۔

اُمِّ سلمہؓ ابی جہل کی چچازاد بہن تھیں ان کا بھائی عبداللہ بن ابی اُمیہ تمام قریش میں سب سے بڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن تھا۔ پھر بعد میں وہ مشرف باسلام ہو کر "یوم الطائف" میں شریک ہوئے۔

اُمِّ سلمہؓ نے ۵۹ھ میں حضرت عائشہؓ کی وفات کے ایک سال چند روز بعد دارِ فانی سے رحلت کی۔ حسن بصریؒ کی ماں "خیرہ" اُنکی آزاد کردہ لونڈی تھیں۔ شیبہ بن نصاح بن سرجس بن یعقوبؒ ان کے غلام تھے۔ جو اپنے وقت میں فنِ قرأت میں تمام اہلِ مدینہ کے امام تسلیم کئے گئے تھے۔

ابو میمونہؓ بھی بی بی اُمِّ سلمہ کے مولیٰ تھے جن کے پاس نافع بن ابی نعیم نے قرأت کی تھی۔
(فضائل حضرت اُمِّ سلمہؓ)

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا

یہ حارث کی بیٹی تھیں جو عبداللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ کی

اولاد میں ہے۔ ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بمقام "سرف" نکاح کیا تھا۔ "سرف" مکّہ سے دس میل کے فاصلہ پر ہے۔ ان کی وفات بھی ۳۸ھ میں سرف ہی میں ہوئی اور وہیں دفن کی گئیں۔

قبل اس کے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں ان کی شادی ابی سبرہ بن ابی رہم عامری کے ساتھ ہوئی تھی۔ بی بی میمونہ رض کی ماں قبیلۂ جرش کی لڑکی تھیں جن کا نام ہند بنت عمرو تھا۔ ان کے کئی لڑکیاں دو مختلف شوہروں کے اصلاب سے پیدا ہوئیں۔ جو حسب ذیل ہیں۔

حارث بن حزن بن بجیر بن ہرم بن رویبہ بن عبداللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ جو اُن کے پہلے شوہر تھے۔ ان کے صلب سے حضرت میمونہ رض رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی، اور اُمّ الفضل لبابہ حضرت عباس رض بن عبدالمطلب کی بیوی ہیں۔ اور دوسرے شوہر عمیس کے صلب سے زینب بنت عمیس خثعمیہ حضرت حمزہ رض کی بیوی، سلمٰی بنت عمیس "شداد بن الہاد" کی بیوی اور اسماء بنت عمیس رض تین لڑکیاں ہوئیں۔

حضرت اسماء بنت عمیس رض پہلے حضرت جعفر بن ابی طالب رض کو بیاہی گئی تھیں۔ ان کے وفات پانے کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، نے اُن سے نکاح کر لیا۔ اور حضرت ابوبکر رض کی وفات کے بعد حضرت اسماء رض سے حضرت علی رض نے عقد کیا۔ اور اسماء کے بطن سے ان تینوں صاحبوں کی اولاد تھی۔

ہند بنت عمرو کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ روئے زمین پر سب سے زیادہ بزرگ عجوز جرشتیہ ہے جس کے داماد اعلیٰ درجہ کے لوگ تھے!

بی بی میمونہ کے مولیٰ یسار رض تھے۔ جن کے فرزند عطاؒ، سلیمانؒ، مسلم اور عبدالملکؒ سب علمائے فقہ ہیں۔ (فضائل حضرت میمونہ رض)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا

یہ حی بن اخطب النضیری کی بیٹی تھیں۔ اور خیبر کے ایک یہودی کو جس کا نام کنانہ تھا بیاہی گئی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حکم اس کا خون حلال کرکے اسکی گردن اُڑوا دی اور مجاہدین نے اس کا گھر بار اور مال ومتاع لوٹ لیا۔ اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صفیہ رضؓ سے عقد کر لیا۔ بی بی صفیہ رضؓ نے ۳۶ھ میں وفات پائی۔ (فضائل حضرت صفیہ رضؓ)

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا

حضرت جویریہ رضؓ کے باپ کا نام حارث تھا۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے "بنی المصطلق" پر چھاپہ مارا تھا۔ جو کہ مشہور خارتگر تھے اور ان کے چوپائے چشموں پر پانی پینے گئے تھے۔ اس چھاپہ میں منجملہ اور اموال غنیمت کے حضرت جویریہ رضؓ بھی دستیاب ہوئیں جن سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے عقد کر لیا۔ حضرت رضؓ کی وفات ۵۶ھ میں ہوئی۔ (فضائل حضرت جویریہ رضؓ)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مطلقہ بیبیاں

ایک عورت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیامِ شادی بھیج کر نکاح کیا پھر اسکو طلاق دے دی اور اس سے ہمبستری نہیں کی۔

ابوالیقظان کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرۃ سے نکاح کیا تھا جو "بنی القرطات" کے گھرانے میں تھی۔ اور یہ گھرانا ابی بکر بن کلاب کی نسل سے ہے۔ عمرہ کے باپ نے اس کے حالات بیان کرتے کرتے کہا کہ "مزید برین یہ امر ہے کہ وہ کبھی بیمار نہیں ہوتی"۔ یہ بات سنکر جناب سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "خدا کے نزدیک اس کو کچھ خوبی حاصل نہیں ہو

سکتی"۔ اور یہ کہہ کر اُسے طلاق دے دی۔

ایک اور عورت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا اور اس کے پاس جاکر اُسے طلاق دے دی۔ اُس سے ہمبستری نہیں فرمائی۔

ابو الیقظان کا بیان ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نعمان بن شراحیل الجونی کی بیٹی امیمہ سے نکاح کیا تھا مگر جب آپ اُس کے پاس تشریف لے گئے اور اُس سے کہا کہ اپنا نفس میرے لئے ہبہ کر تو اُس نے جواب دیا "کیا ایک ملکہ کسی عام بازاری شخص کو اپنا نفس ہبہ کر سکتی ہے"۔ یہ سُنکر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ بڑھا کر اُس کے جسم پر رکھنا چاہا تاکہ اُسے تسکین حاصل ہو۔ لیکن اُس نے اس حالت کو دیکھ کر کہا "میں تم سے خدا کی پناہ چاہتی ہوں"۔ یہ استماع کرنا تھا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے دستِ مبارک روک لیا۔ اور کہا۔ تو نے بہت بڑی پناہ چاہی ہے اور وہ تجھ کو حاصل ہوتی"۔ یہ فرما کر اس کا مہر دے دیا اور اُسے طلاق دے دی۔

کچھ لوگوں نے بیان کیا ہے کہ جس عورت نے رسول پاکؐ سے "اعوذ باللہ منک" کہا تھا وہ "ملیکتہ اللیثیہ" تھی اور بعض دوسرے لوگ اس کو فاطمہ بنت ضحاک بتاتے ہیں جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی بی بی زینب کی وفات کے بعد عقد کیا تھا۔

ایک اور عورت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیامِ عقد بھیجا تھا جس نے نامنظوری ظاہر کی۔

ابو الیقظان بیان کرتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی مرہ بن عوف بن سعد بن ذبیان کی ایک عورت کے لیئے اس کے باپ سے درخواست عقد کی اور اُس نے جواب میں کہا کہ اُسے "برص کا مرض ہے۔ حالانکہ وہ غلط

کہتا تھا مگر جب اپنے گھر واپس گیا تو بیٹی کے جسم میں سفید داغ موجود پایا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس عورت کا بیٹا "شیب بن البرصاء بن الحارث بن عوف المری" تھا۔ حرث بن عوف، قبائل عبس اور دبیان کے مابین "صاحب الحمالۃ" تھا۔

وہ عورت جس نے اپنا نفس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کر دیا حسب بیان ابوالیقظان اس کا نام "خولہ بنت حکیم السلمیٰ" ہے۔ اور ابوالیقظان کے علاوہ اور لوگوں نے اس کا نام "اُمّ شریک الازدیہ" بیان کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد

بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں کئی بچے پیدا ہوئے۔ ایک صاحبزادے "قاسمؓ" جن کے نام کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی کنیت فرمایا کرتے تھے۔ دوسرے صاحبزادگان "طاہرؓ اور طیبؓ"، اور چار بیٹیاں "فاطمہؓ، زینبؓ، رقیہؓ اور اُمّ کلثومؓ"۔ ان اولادوں کے علاوہ "ماریہ قبطیہ" کے بطن سے ایک صاحبزادے "ابراہیم" پیدا ہوئے تھے۔ حضرت "قاسمؓ" اور حضرت طیبؓ دونوں بہت کم عمری ہی میں بمقام مکہ فوت ہو گئے۔

سیدہ زینب رضی اللہ عنہا

مجاہدؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت قاسمؓ صرف سات راتیں زندہ رہے اس کے بعد عالم فانی سے رحلت کی۔ بی بی زینبؓ پہلے حضرت ابوالعاصؓ بن الربیع بن عبدالعزیٰ بن عبدشمس کو بیاہی گئی تھیں۔ (فضائل سیدہ زینبؓ)

حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ

آپ کا نام قاسم اور ایک قول کے موافق مقسم تھا۔

اور ان کی ماں "ہالہ" بنت خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بی بی خدیجہ رضؓ کی بہن تھیں اس طرح پر ابوالعاص رضؓ بن الربیع زینب رضؓ کے خالہ زاد بھائی بھی تھے اور اُن کے شوہر بھی۔ ان دونوں کا عقد اس وقت ہوا تھا جب کہ وہ مشرک تھے۔ قریش والوں نے اُن سے بہت کہا کہ تم زینب رضؓ کو طلاق دے دو ہم تمھارا نکاح سعید بن ابوالعاص کی بیٹی سے کر دیں گے مگر انھوں نے انکار کیا اور حضرت زینب رضؓ کو طلاق نہیں دی۔

ابوالعاص بدر کے دن گرفتار ہو گئے تھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر احسان کر کے انھیں رہا کر دیا اور فدیہ بھی نہیں لیا۔ زینب رضؓ پہلے طائف کو چلی گئیں اور پھر اس کے بعد مدینہ میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آگئیں۔ اُن کے وارد مدینہ ہو جانے کے بعد ابوالعاص بھی وہیں آکر مشرف باسلام ہو گئے۔ اور اُن کا اسلام بہت اچھا ہوا۔ زینب رضؓ نے ہجرت نبویؐ کے سات سال دو ماہ بعد مدینہ میں وفات پائی۔ اور اُن کے بعد ابوالعاص رضؓ نے سعید بن العاص کی بیٹی سے عقد کیا۔ انھوں نے وہیں مدینہ میں وفات پائی۔ اور زبیر بن العوامؓ کو اپنا وصی بنایا۔

حضرت ابوالعاص کی بی بی زینب رضؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کے بطن سے ایک لڑکی "امامہ رضؓ" نامی تھی جن سے مغیرہ بن نوفلؓ نے عقد کیا۔ اور اُن کے بطن سے مغیرہ کے ایک لڑکا یحییٰ نامی پیدا ہوا مگر اس نے کوئی اولاد یادگار نہیں چھوڑی۔ (فضائل امامہ بنت زینب رضؓ)

سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا

بی بی رقیہ رضی اللہ عنہا کا پہلا نکاح عتبہ بن ابی لہب کے ساتھ ہوا تھا۔ مگر اس کے باپ نے اُسے حکم دیا کہ "رقیہ" کو طلاق دیدے۔ چنانچہ اس نے قبل

اس کے کہ ہم بستری کی نوبت آتے بی بی رقیہ رضؓ کو طلاق دیدی اور اُس کے بعد اُن سے عثمان رضؓ ابن عفان نے مدینہ[1] میں عقد کر لیا۔

(فضائل سیدہ رقیہ رضؓ)

بی بی رقیہ رضؓ ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے سال دوسرے ماہ بیس یوم بعد مدینہ ہی میں راہی عالم بقا ہوئیں۔ اُن کے بطن سے عثمان رضؓ کے ایک لڑکا "عبداللہ" نامی پیدا ہوا تھا۔ لیکن وہ بھی چھ سال کی عمر میں فوت ہو گیا۔ ایک مرغ نے اس کی آنکھ میں منقار ماردی تھی جس کے صدمہ میں بیمار ہو کر رحلت کی۔

سیدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا

بی بی اُمّ کلثوم رضؓ کا نکاح بھی ابو لہب کے دوسرے بیٹے "عتیبہ" کے ساتھ ہوا تھا اور اس نے بھی اُن کو مباشرت سے قبل طلاق دے دی۔ پھر ان بیوی سے بھی عثمان رضی اللہ عنہ نے بی بی رقیہ رضؓ کے بعد عقد کیا۔ اُمّ کلثوم رضؓ نے ہجری نبوی کے آٹھ سال ایک ماہ دس یوم بعد اس دار فانی سے رحلت فرمائی۔ (فضائل اُمّ کلثوم رضؓ)

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا

بی بی فاطمہ رضؓ کا نکاح ہجرت کے ایک سال بعد مدینہ میں علی رضؓ ابن ابی طالب کے ساتھ ہوا۔ پھر نکاح کے ایک سال بعد زفاف کی نوبت آئی۔ بی بی فاطمہ رضؓ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صرف ایک سو نو ۱۰۹ دن تک زندہ رہیں۔ اس کے بعد وہ رحلت گرائے عالم بقا ہوئیں۔ اُن کے

[1] صحیح روایت یہ ہے کہ حضرت عثمان رضؓ نے سیدہ رقیہ رضؓ سے مکہ میں عقد کیا تھا اور ان کو ساتھ لے کر مکہ سے حبش کی ہجرت کی تھی۔

بطن سے حضرت علی رضؓ کے کئی لڑکے اور لڑکیاں پیدا ہوئیں جن کے نام حسب ذیل ہیں۔

تین صاحبزادے حسن رضؓ حسینؓ اور محسن رضؓ اور دو بیٹیاں ام کلثوم کبریٰ رضؓ اور زینب کبریٰ رضؓ۔ ان سب کا ذکر ہم اس مقام پر کریں گے جہاں حضرت علی رضؓ اور ان کی اولاد کا مفصل بیان کیا جائے گا۔ (فضائل سیدہ فاطمہ رضؓ)

حضرت ابراہیم بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابراہیم بن ماریہ قبطیہ رضؓ مدینہ منورہ میں ۸ھ میں پیدا ہوئے اور صرف ایک سال دس مہینے آٹھ دن زندہ رہ کر دار فانی سے رحلت کر گئے ان کی ماں "ماریہ رضؓ" مقوقس حاکم مصر کی جانب سے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بطور ہدیہ کے آئی تھیں۔

(فضائل حضرت ماریہ قبطیہ رضؓ)

مجھ سے محمد بن زیاد الزیادی نے کہا کہ ان سے سفیان بن عینیہ نے بذریعہ بشر بن مہاجر الغنوی کے اور بشیر بن مہاجر نے بواسطہ عبداللہ بن بریدہ بن الخصیب کے جو اپنے باپ بریدہ کی سند پر بیان کرتے تھے روایت کی ہے کہ حاکم قبط نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو دو لونڈیاں جو حقیقی بہنیں تھیں اور ایک خچر تحفہ میں ارسال کیا تھا، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اس خچر پر سوار ہوا کرتے تھے اور دو لونڈیوں میں سے ایک اپنے پاس رکھی جس کے بطن سے حضرت ابراہیم رضؓ متولد ہوئے اور دوسری لونڈی حسان بن ثابت انصاری رضؓ کو ہبہ کر دی، اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت حسان رضؓ کو جو لونڈی دی گئی تھی اس کا نام "شیرین رضؓ" تھا اور عبدالرحمن بن حسان رضؓ اسی کے بطن سے پیدا ہوئے ہیں۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت ماریہؓ حضور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی امّ ولد تھیں اور انھوں نے وصالِ نبویؐ کے پانچ سال بعد وفات پائی۔

غلامانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

زید بن حارثہؓ اور ان کی بیوی اُمّ ایمنؓ

ان کی بابت مجھ سے زید بن اخزم طائی نے بواسطۂ عبداللہ بن داؤد بیان کیا کہ میں نے سُنا ہے کہ اُمّ ایمنؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ترکۂ پدری سے میراث میں ملی تھیں اُن کا اصلی نام "برکہؓ" تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو آزاد کر کے مکّہ میں "عبید خزرجی" سے بیاہ دیا۔ جس کی صلب سے ایمن پیدا ہوئے۔ اس کے بعد بی بی خدیجہؓ نے زید بن حارثہؓ کو خرید لیا۔ جن کو حکیم بن حزامؓ نے ان کے واسطے بازار عکاظ سے چار سو درہموں پر خریدا تھا۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہؓ کو بی بی خدیجہؓ سے مانگ لیا۔ اور انھوں نے ہبہ کر دیا۔ یہ امر بعد نکاح کے ہوا تھا۔

جب بی بی خدیجہؓ نے زیدؓ کو رسول پاکؐ پر ہبہ کر دیا۔ تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو آزاد کر کے اُن کی شادی ام ایمنؓ سے کی جن کے بطن سے اسامہؓ بن زید پیدا ہوئے۔ اس طرح پر اسامہؓ اور ایمنؓ دونوں ماں جائے بھائی ہیں۔

ایمنؓ کے ایک بیٹا جبیر نامی تھا۔ بعض اصحاب اخبار کا قول ہے کہ وہ زید

بن حارثہ رضؓ بن شراحیل قبیلۂ کلب سے تھے۔ اتفاقاتِ زمانہ سے غلامی میں گرفتار ہو گئے۔ تاآں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو آزاد کر کے اپنا متبنّٰی بنا لیا۔ اس وقت وہ زیدؓ بن محمدؐ کے نام سے مشہور ہو گئے۔ پھر جب یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی کہ ادعوھم لآبائھم تو وہ زید بن حارثہ رضؓ پکارے جانے لگے۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کو جنگِ "موتہ" کے دن لشکرِ اسلام کا سردار بنایا تھا۔ جس میں وہ شہید ہوئے۔ جنگ موتہ ۸ھ میں ہوئی تھی۔

اُمِّ ایمنؓ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی داتی ان کی بیوی تھیں۔ جس وقت زید بن حارثہ رضؓ شہید ہوئے اس وقت ان کی عمر پچپن سال کی تھی۔ وہ پست قامت، گندم رنگ (گہرا گندمی)، تھے ان کی ناک کسی قدر پھیلی ہوئی تھی۔ وہ اپنی کنیت "ابُو اسامہ رضؓ" کرتے تھے۔ اُسامہ بن زید حارثہ رضؓ کے دو بیٹے تھے۔ محمد بن اُسامہ رضؓ اور حسن بن اُسامہ رضؓ۔ ان دونوں سے حدیث روایت کی گئی ہے۔ اور ابو غزیہ محمد بن موسٰی جو قبیلۂ بنی مازن بن النجار کا شخص تھا۔ اُسامہ رضؓ نے اُس کی ماؤں کی جانب سے بیٹا بنایا تھا۔

(فضائل حضرت زید رضؓ)

حضرت ابُو رافع رضی عنہُ اللہ

ابُو رافع رضؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے مولٰی کا نام باتفاقِ رائے تمام راویوں کے "اسلم" تھا۔ اُن کے قصّہ میں لوگوں نے اختلاف بیان کیا ہے۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ وہ حضرت عباس رضؓ بن عبد المطلب کے پاس تھے

اور انھوں نے ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیا تھا۔ پھر جس وقت حضرت عباس رضؓ اسلام سے مشرف ہوئے تو ابو رافع رضؓ نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ مژدہ سنایا اور حضور انور صؐ نے اُن کو اس کے صلہ میں آزاد فرماکر اپنی لونڈی "سلمیٰ" سے ان کا عقد کر دیا۔ جن کے بطن سے ابو عبداللہ بن ابی رافع رضؓ پیدا ہوئے اور وہ حضرت علی رضؓ کے تمام زمانہ خلافت میں اُن کے میر منشی رہے۔

اور چند دوسرے لوگ بیان کرتے ہیں کہ نہیں۔ ابو رافع سعید بن العاص اموی رضؓ کے مملوک تھے۔ مگر اس طرح پر کہ کلیتہً مملوک نہ تھے بلکہ ان کا ایک حصّہ کئی حصّوں میں سے سعیدؓ کی ملک تھا۔ سعید رضؓ نے ان کو بقدر اپنے حصّہ کے آزاد کر دیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے مالک سے ان کے بقیہ حصّہ کو خرید فرماکر آزادی دے دی اور اس طرح وہ کامل آزادی سے بہرہ ور ہوئے۔

حضرت ابو رافع رضؓ کے دو بیٹے تھے۔ ایک تو عبداللہ رضؓ جو علی رضؓ کے میر منشی تھے اور اُن سے حدیث کی روایت بھی کی گئی ہے اور دوسرے صاحبزادے عبداللہ نامی تھے جو شریف بھی تھے۔ جس وقت سعید بن العاص رضؓ حاکم مدینہ ہوئے تو انھوں نے عبداللہ کو بلوا کر اُن سے دریافت کیا، تم کس کے مولیٰ ہو؟ عبداللہ نے جواب دیا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مولیٰ ہوں"۔ سعیدؓ[1] نے اس بات پر ناخوش ہو کر ان کے سو کوڑے لگائے۔ پھر سعید رضؓ نے بھائی نے ان کی شفاعت کی۔ اس وقت انھیں چھوڑا۔

[1] سعید فتح مکّہ کے وقت کل سات سال کے تھے۔ اتنی کم عمری میں غلام کیسے خرید لیا؟ ان کا شمار صغار صحابہ میں ہے۔

چند دوسرے لوگوں کا بیان ہے کہ ابو رافع رضؓ سعید بن العاصؓ ہی کے غلام تھے. جو اُن کے ترکہ میں ان کے بیٹوں کو ملے. ان لڑکوں میں سے چند نے ان کو بقدر اپنے حصّہ کے زمانہ اسلام میں آزاد کردیا. اور بعض نے اپنے حصّہ بھر روک رکھا. ابو رافع رضؓ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے امداد کے طالب ہوئے. تاکہ جن لوگوں نے اُن کو آزادی نہیں دی ہے اُن سے آزادی دلوا دیں.

حضور انور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان لوگوں سے اس بارہ میں گفتگو فرمائی اور ان لوگوں نے اپنا حصّہ حضرت روحی فداہ کو ہبہ کردیا. اُس وقت جناب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ابو رافع رضؓ کو بالکل آزاد کر دیا.

حضرت سفینہ رضی اللہ عنہا

یہ بھی رسول پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم کے غلام تھے. یہ سیاہ فام اور اعراب کے مُوَلّد لوگوں میں شمار ہوتے تھے. ان کے نام میں لوگوں کا اختلاف ہے. کچھ لوگ "مہران" بیان کرتے ہیں اور کنیت ابو عبدالرحمٰن بتاتے ہیں. اور بعض لوگوں کا قول ہے کہ ان کا نام "ربا" تھا. رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کا نام "سفینہ" رکھا. اسکی وجہ یہ ہوئی کہ ایک سفر میں وہ موجود تھے اور ساتھیوں میں سے جو شخص خستہ یا درماندہ ہوتا اپنا سامان اور ڈھال تلوار ان پر لاد دیتا. یہاں تک کہ اُن کے پاس بہت سا بوجھ ہو گیا.

اسی اثنا میں رسول پاک ان کی طرف ہو کر گذرے اور آپ نے فرمایا.

"تم سفینہ ہو."

ان کے قصہ میں بھی لوگوں کا اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خرید کر آزاد کر دیا۔ اور چند دوسرے اشخاص کا بیان ہے کہ ان کو بی بی اُمِّ سلمہؓ نے خرید کر آزاد کیا تھا۔ اور شرط یہ تھی کہ وہ حیاتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت گذاری میں رہیں۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ

ان کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ یہ عرب کے سرداروں کی نسل سے ہیں۔ یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ وہ حمیر کی نسل سے تھے۔ لیکن اتفاقاتِ زمانہ کے باعث قیدِ غلامی میں اسیر ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو خرید کر آزاد کر دیا۔ وہ تا وصالِ نبویؐ برابر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راہگرائے عالم بقا ہونے کے بعد ملک شام کو چلے گئے۔ جہاں شہر حمص میں قیام اختیار کیا۔ حمص میں ان کا ایک دار الصدقہ ہے۔ انھوں نے ۵۴ھ عہد خلافت معاویہؓ میں وفات پائی۔

حضرت بشار رضی اللہ عنہ

اصل میں "نوبیہ" کے رہنے والے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بنی عبد بن ثعلبہ سے جنگ کرنے کے وقت مالِ غنیمت میں پایا۔ اور آزاد کر دیا تھا۔ عربی لوگ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں پر غارت لائے تھے انھوں نے بشارؓ کو شہید کر ڈالا۔ ان کے ہاتھ پیر کاٹ کر اُن کی آنکھوں اور زبان میں کانٹے چبھو چبھو کر بڑی تکلیفوں کے ساتھ مارا تھا۔ اس کے بعد ان کو اُونٹ پر لاد کر چھوڑ دیا اور اس کو مدینہ کی طرف ہنکایا جس نے ان کی لاش وہاں پہونچائی۔

حضرت شقران رضی اللہ عنہ

ان کا نام صالح رضؓ تھا مشہور ہے کہ ان کے باپ انھیں عدی کہا کرتے تھے۔ ان کے قصہ میں اختلاف کیا گیا ہے۔

بعضوں کا بیان ہے کہ وہ پہلے عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے مملوک تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے خرید کرا نھیں آزادی عطا کی تھی۔

مجھ سے زید بن اخزم نے کہا ہے کہ انھوں نے عبداللہ بن داؤد سے سُنا تھا کہ "شقران" رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو میراث پدر میں ملے تھے۔

حضرت ابو کبشہ رضی اللہ عنہ

ان کا نام سلیم رضؓ تھا اور "دوس" کے مولدین میں تھے۔ ایک قول کے اعتبار سے یہ مکہ کے مولد تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خرید فرما کر آزاد کیا تھا۔ انھوں نے حضرت عمرو بن الخطاب رضؓ کے خلیفہ بنائے جانے کے پہلے ہی دن میں وفات پائی۔

حضرت ابو ضمیرہ رضی اللہ عنہ

یہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدا کی طرف سے فئی میں ملے تھے۔ اور خاص عربی نسل سے تھے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آزاد فرما کر ان کے واسطے ایک وصیت نامہ تحریر فرما دیا تھا جو اُن کی اولاد کے ہاتھوں میں رہا۔ اس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اہلبیت کے لئے وصیت کی تھی۔ ان کے بیٹوں میں سے حسین بن عبداللہ بن ضمیرہ رضؓ وہ وصیت نامہ لے کر خلیفہ مہدی

عباسی کے پاس گئے تھے۔ مہدی نے وہ تحریر ادب سے آنکھوں سے لگا کر ان کو تین سو دینار عطا کئے۔

حضرت مدعم رضی اللہ عنہ

یہ رفاعہ بن زید الجذامی کے غلام تھے۔ اس نے انھیں رسول پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم پر ہبہ کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انھیں کے بارہ میں فرمایا تھا کہ "اس نے جنگ حنین کے دن جو مشملہ مال غنیمت میں سے خیانت کر کے لیا تھا اسکی سزا میں وہ دوزخ میں جلایا جائے گا۔

حضرت ابُو موہبۃ رضی اللہ عنہ

یہ مزنیہ کے مولدوں میں سے تھے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انھیں خرید کر آزاد کر دیا۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم انھیں کو بقیع کی طرف لے گئے تھے اور فرمایا تھا کہ میں ان لوگوں کے لئے طلب مغفرت پر مامور ہوا ہوں۔

حضرت البنیہ رضی اللہ عنہ

یہ سراۃ کے مُولدوں میں سے تھے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو خرید فرما کر آزاد کیا۔

حضرت فضالہ رضی اللہ عنہ

یہ بھی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مولیٰ تھے۔ اور انھوں نے ملک شام میں سکونت اختیار کی تھی۔

رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سواری کے جانور

جنگِ اُحد کے دن جناب

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جس گھوڑے پر سوار تھے اس کا نام "السکب" تھا۔ اور ابی بردہ بن تیار کے گھوڑے کا نام "ملاوح" تھا۔ جزیمہ بن ثابت کی گواہی سے سرور عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ایک اعرابی سے جو گھوڑا خرید فرمایا اس کو "مرتجز" کہتے تھے۔ آپ کے ماباقی گھوڑوں کے نام "لزاز"، "اللحیف اور الورد" تھے "مقوقس حاکم مصر نے سرکار دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں جو خچر ھدیۃً ارسال کیا تھا، اس کا نام "دُلدُل" تھا۔ اور وہ حضرت معاویہؓ کے عہد تک موجود رہا۔ ایک گدھا "یعفور" نامی بھی حضور انور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس تھا۔ تین اونٹنیاں، جن کے نام "قصواء" "جدعاء اور غضباء تھے۔ آپ کی سواری کے لئے مخصوص تھیں اور آپ کے اونٹوں کا وہ گلہ جس پر عیینہ بن حصن نے چراگاہ میں چھاپہ مارا تھا اس کے اندر شمار میں ۲۰ بیس اونٹ تھے۔

حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے حالاتِ زندگی

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عام الفیل میں تولد ہوئے تھے۔ عام الفیل اور عام الفجار کے مابین بیس سال کا فرق تھا۔ آپ کی والدہ نے آپ کو قبیلہ بنی سعد بن بکر کی ایک دایہ کے سپرد کیا۔ اور آپ ان کے پاس پانچ سال تک رہے، اس کے بعد وہ آپ کو ہمراہ لے کر مکّہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہوئیں جہاں اُن کے ماموں رہا کرتے تھے۔ منزل "ابواء" میں پہونچ کر مادر مہربان نے بھی دنیا سے رحلت کی۔ جس سے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم چھ سال کی عمر میں سایۂ شفقت مادری سے بھی محروم ہو گئے۔ اُمّ ایمن آپ کی دائی جو اس سفر میں آپ کے ہمراہ تھیں آپ کو وہاں

سے مکہ میں واپس لے آئیں۔

جب آپ کی عمر ۸ سال دو ماہ کی ہوئی تو آپ کے دادا، عبد المطلب جو سرپرست اور کفیل پرورش تھے انھوں نے بھی دار فانی سے رحلت کی، اور آپ اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ کاروانِ تجارت میں شریک ہو کر بارہ برس کی عمر میں ملک شام کو گئے تھے جب سن شریف بیس۲۰ سال کا تھا اس وقت جنگِ فجار میں شرکت فرمائی۔

حضرت خدیجہؓ سے عقد

پچیس سال کی عمر ہوئی تو بی بی خدیجہؓ بنت خویلد کا مال تجارت لے کر دوبارہ ملک شام کا سفر کیا۔ جہاں سے واپس آنے کے دو ماہ اور کچھ دنوں بعد بی بی خدیجہؓ سے نکاح کیا۔

جب آپ کی عمر پینتیس سال کی تھی تو "کعبہ" کی تعمیر از سر نو ہوئی اور قریش آپ کے فیصلہ پر راضی ہو کر حجرِ اسود کے نصب کرنے میں کشت و خون سے بچ گئے۔

وحی الٰہی کا نزول

عمر شریف کے چالیس۴۰ سال کامل ہونے پر آپ مبعوث برسالت ہوئے اور وحی الٰہی نازل ہوئی۔ یعنی تعمیرِ خانۂ کعبہ کے پانچ سال بعد سے آپ کی رسالت کی ابتداء ہوئی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث برسالت ہونے کے بیس۲۰ دن بعد اہل قریش نے یہ خواب دیکھا کہ ان پر آسمان کے تارے ٹوٹ رہے ہیں۔

اُنتالیس سال آٹھ ماہ کچھ دن کی عمر مبارک ہوئی تو آپ کے پرورش کرنے والے اور مہربان چچا ابو طالب نے رحلت کی جن کی وفات کے تین دن

بعد بی بی خدیجہ رضؓ نے داعی اجل کو لبیک کہی۔ ان دو بڑے ظاہری مددگاروں کے دنیا سے گذر جانے کے تین ماہ بعد آپ مشرکین کی سختیوں سے تنگ آکر زید بن حارثہ رضؓ کو ہمراہ لے کر طائف کو چلے گئے۔ اور وہاں ایک مہینہ آپ مقیم رہے۔ پھر وہاں سے مطعم بن عدی کی پناہ میں مکہ کو دوبارہ واپس آگئے۔

واقعہ معراج

اس واقعہ کے ایک سال چھ ماہ بعد آپ کو معراج ہوئی اور شب کے وقت آپ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک تشریف لے گئے۔

ہجرت و جہاد کا حکم

اس کے بعد آپ کو خدا کی جانب سے ہجرت کا حکم ہوا اور آپ جہاد فرض کیا گیا۔ آپ نے اپنے اصحاب کو بھی ہجرت کا حکم دیا جو وقتاً فوقتاً مکہ سے نکل کر روانہ ہوتے رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع ابو بکر رضؓ اور ان کے غلام عامر بن فہیرہ رضؓ اور عبداللہ بن ارقم دہلی کے (ایک روایت میں اریقط ہے) مکہ سے نکلے۔ آپ کے پاس بہت سے لوگوں کی امانتیں رکھی تھیں ان کے ادا کرنے کے لئے آپ حضرت علی رضؓ کو اپنا جانشین بنا گئے تھے۔ جن کو پہونچا کر وہ بھی آپ سے جا ملے۔

جس وقت آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی ہے آپ کی عمر ترپن سال کی تھی۔ حسب بیان ابو الیفضان رضؓ حضرت حسان بن ثابت انصاری رضؓ نے اسی بارہ میں کہا ہے۔

ثوی فی قریش بضع عشرۃ حجۃً ۔۔۔ یذکر لو یلقی حبیبا مواتیا

ولیعرض فی اہل المواسم نفسہ ۔۔۔ فلم یر من یودی ولم یر داعیا

فلما اتانا واطمأنت بہ النوی ۔۔۔ فاصبح مسرورًا بطبعۃ راضیا

محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ پہلا شعر "صرمہ" بن انس الانصاری کا ہے۔

مدینہ میں تشریف آوری

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوشنبہ کے دن ربیع الاوّل کی دسویں تاریخ کو مدینہ میں داخل ہوئے اسی لئے تاریخ کا شمار ربیع الاوّل سے ہوا کرتا تھا جو بعد میں محرم سے قرار پایا۔ کیونکہ یہ سال کا پہلا مہینہ ہے۔

پہلے آپ مقام "قبا" میں کلثوم بن الہدم رض کے یہاں مقیم ہوئے جو بنی عمرو بن عوف الاوسی کے خاندان سے تھے۔ کلثوم کا انتقال ہوگیا تو آپ سعد بن خیثمہ الاوسیؓ کے پاس جا رہے[1]۔ غرضکہ آپ نے ایک مہینہ چار دن تک قیام فرمایا۔ یہاں تک کہ اقامت گزینوں یعنی بستی میں رہنے والوں کی نماز پوری پوری تکمیل کو پہونچی۔ تکمیلِ نماز کے بعد پانچ ماہ گذرنے پر آپ نے مہاجرین و انصار کے مابین برادری یعنی بھائی چارہ کا رشتہ مستحکم کیا۔ چھ ماہ گذرنے پر "غزوۂ دوان" میں پیش قدمی کی۔ اس کے ایک ماہ تین دن بعد قریش کے قافلۂ تجارت کے مقابلہ میں تشریف لے گئے۔ بعدہٗ "کرز" کی طلب میں فوج کشی کی اور بیس دن کے بعد "بدر" تک پہونچے۔ لیکن نوبت جنگ نہیں آئی اور "قبلہ" کا رخ کعبہ کی طرف قرار پایا۔ اس کے بعد "بدر کبری" کی جنگ ہوئی۔

جنگِ بدر

ابوالیقظان بیان کرتے ہیں کہ "بدر" قبیلہ غفار کا جو ابوذر رض کے خاندان کا مورث اعلیٰ ہے۔ ایک شخص تھا اور وہ کنواں

[1] مشہور روایت کے مطابق آپ حضرت ابوایوب انصاری رض کے یہاں مقیم ہوئے یہی وجہ ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری رض کو میزبان رسول کہا جاتا ہے۔

اسی کی جانب منسوب ہے۔ اس کا شخص کا تعلق جس بطن سے تھا اسکو "بنو النار" کہا کرتے تھے۔ مگر شعبیؒ کہتے ہیں کہ "بدر" ایک کنواں ہے جس کے مالک کا یہی نام تھا اور شعبی نے اس کا نسب نہیں بیان کیا ہے۔

اس جنگ میں مشرکین مکہ کی تعداد نو سو پچاس آدمی تھی اور مسلمانوں کا شمار تین سو دس سے چند کس زیادہ تھا۔ ایک ایک اونٹ پر انصار رضی کے کئی کئی شخص باری باری چڑھتے اُترتے سفر کرتے تھے۔ انصار کی تعداد دو سو ستر اشخاص تھی۔ باقی متفرق طور پر ہر قبیلے کے لوگ تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی چادر اسلام کا پرچم

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا پرچم اس جنگ میں سفید تھا۔ اور آپ کی فوج کا نشان سیاہ رنگ کا تھا جس کا پھریرا اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ایک چادر سے بنایا گیا تھا۔ یہ نشانِ فوج حضرت علیؓ کے ہاتھ میں تھا۔ اور لوائے مبارک مصعب بن عمیرؓ اٹھاتے ہوئے تھے مشرکینِ قریش کا کوئی قبیلہ ایسا نہیں تھا جس میں سے کچھ لوگ اس جنگ میں شریک نہ ہوتے ہوں۔ صرف بنی عدی بن کعب اس سے مستثنی تھے۔ ان کے گھرانے کا کوئی شخص نہ تھا بنی زہرہ میں سے کچھ لوگ شریکِ جنگ ہونے چلے تھے لیکن اخنس بن شریق الثقفی جو اُن کا حلیف تھا اس نے انھیں واپس ہونے کے لئے سمجھایا اور مانع شرکت ہوا۔ اس لئے وہ بھی پلٹ گئے۔ اور اُن میں سے ایک شخص بھی بدر میں نہیں آیا۔ اس کا نام اخنس اس لئے رکھا گیا کہ اس نے بدر کے دن بنی زہرہ کو شرکتِ جنگ سے روک کر فوج مشرکین سے علیحدہ کر دیا تھا۔ اگرچہ وہ قبیلہ ثقیف کا آدمی ہے۔ لیکن اس کا شمار

بنی زھرہ میں کیا جاتا ہے۔ یہ اسلام نہیں لایا تھا۔ ابو الیقظان کا بیان ہے کہ عثمان البتی جو بصرہ میں فقیہ تھے وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں میں سے تھے۔

وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جو بدر میں شریک نہ ہو سکے

حضرت عثمان

بن عفان رضؓ بوجہ نگرانی اپنی بی بی رقیہ رضؓ کے جو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی تھیں شریکِ جنگ نہ ہو سکے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے مالِ غنیمت میں ان کا حصہ سب کے برابر لگایا۔

حضرت عثمانؓ نے یہ حالت مشاہدہ کرتے ہوئے کہا۔ "اور میرا ثواب یا رسول اللہ؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اور تیرا ثواب بھی برابر ہے۔

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضؓ ملک شام کو گئے تھے جو شریکِ بدر نہیں ہو سکے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے میدانِ جنگ سے واپس آنے کے بعد مدینہ منورہ میں واپس پہونچے۔ اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے بارہ میں گفتگو کی۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا حصہ بھی مالِ غنیمت میں سے دیا۔ اور انھوں نے بھی کہا۔" مگر یا رسول اللہ! میرا ثواب شرکت جہاد بھی ملے گا یا نہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا۔" وہ بھی ملیگا؟"

سعید بن زیدؓ بن عمرو بن نفیل بھی ملک شام میں تھے اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدینہ واپسی کے بعد وہاں پہونچے۔ ان کو بھی مالِ غنیمت کا حصہ ملا۔ اور ثواب کے بارہ میں وہی گفتگو ہوتی جو اوروں سے ہوتی تھی۔

ابو لبابہ اور حرث بن حاطب دو انصاریؓ صحابی شرکت جنگ کے لئے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے تھے مگر آپ نے اُن کو واپسی مدینہ کا حکم دیا۔ ابو لبابہؓ کو مدینہ کا حاکم بنایا اور ان دونوں صاحبوں کے واسطے مالِ غنیمت کا وہی حصہ نکالا جو اصحابِ بدر کے لئے نکالا گیا تھا۔

جنگِ بدر میں کفّار قریش کو کھلانے والے

حضرت عباس بن عبدالمطلب (جو بعد میں مسلمان ہو گئے) عتبہ بن ربیعہ، حرث بن عامر بن نوفل طعیمہ بن عدی البخاری بن ہشام اور حکیم بن ہشام کی مائیں، نضر بن حارث بن کلدہ، ابو جہل بن ہشام، اُمیّہ بن خلف، منبہ اور نبیہ حجاج کے دونوں بیٹے اور سہل بن عمرو۔ میدانِ بدر میں یہ لوگ کفّارِ قریش کے کھانے کا انتظام کرتے تھے۔

جنگِ بدر میں کتنے کافر قتل و اسیر ہوئے

واقعہ بدر میں پچاس آدمی مقتول اور چالیس شخص اسیر ہوئے۔ اسیرانِ جنگ میں حسب ذیل اشخاص تھے۔ عباس بن عبدالمطلب ہاشمی جن کو ابو الیسر کعب بن عمرو نے گرفتار کیا تھا اور عقیل بن ابی طالب ہاشمی، مگر یہ دونوں شخص مجبوراً شریکِ جنگ ہوئے تھے۔ نوفل بن حارث بن عبدالمطلب ہاشمی، عقبہ بن ابی معیط اموی اور نضر بن الحرث بن کلدہ بھی اسیروں کی جماعت میں تھے۔ مگر ان دونوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقامِ صفراء میں قتل کر دیا تھا۔

حضرت عباسؓ کا ایمان

ابن مبارک نے شعبہ سے انھوں نے ابی بشر سے اور ابی بشر نے سعید بن جبیر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر

کے واقعہ میں تین قیدیوں کو محبوس رکھ کر قتل کر دیا تھا۔ عقبہ بن ابی معیط، طعمیہ بن عدی، اور نضر بن حارث بن کلدہ، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباس رضؓ سے فرمایا کہ اپنے اور بھتیجوں کی طرف سے فدیہ دو۔ یعنی عقیل رضؓ اور نوفل رضؓ کی طرف سے اور اپنے حلیف کی طرف سے بھی کیوں کہ تم مالدار ہو۔"

عباس رضؓ نے کہا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تو مسلمان تھا مگر ان لوگوں نے مجھ کو زبردستی پکڑ لیا۔ اور لاکر شریک جنگ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں تمھارے اسلام سے بخوبی واقف ہوں۔ اگر تمہارا کہنا صحیح ہے تو خدائے پاک تمھیں اس کا نیک بدلہ دے گا۔ مگر ظاہری برتاؤ آپ کا تو ہمارے خلاف مقابلہ میں آنا تھا۔ حضرت عباس رضؓ نے کہا۔ میرے پاس مال بالکل نہیں فدیہ کہاں سے دوں، رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ مال کہاں ہے جو آپ نے چلتے وقت اپنی بیوی اُمّ الفضل رضؓ کے پاس مکہ میں رکھا تھا۔ اور اس وقت تم دونوں کے پاس اور کوئی نہیں تھا کہ اگر اس سفر میں مجھ پر کوئی آفت آئے تو اس مال سے میرے بیٹے فضل کا حصہ اس قدر ہے اور عبداللہ کا اس قدر۔

عباس رضؓ نے یہ سُنکر کہا۔" اس خدا کی قسم جس نے تم کو سچائی کے ساتھ نبی بناکر بھیجا ہے۔ اس بات سے بجز اُمّ الفضل کے اور کوئی دوسرا شخص ہرگز واقف نہیں تھا۔ میں بلاشبہ آپ کو رسول اللہ سمجھتا ہوں۔"

یہ کہہ کر اپنی طرف سے سو اوقیہ اور دوسروں کی طرف سے فی کس چالیس اوقیہ فدیہ ادا کیا۔

ابن اسحٰق نے یوں ہی بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ حضرت عباس رضؓ

نے کہا،" تم نے مجھ کو اپنے فدیہ ادا کرنے کے لئے اور لوگوں سے روپیہ مانگنے پر مجبور کر دیا۔ پھر عباس رضؓ مشرف باسلام ہو گئے[1]۔ اور انھوں نے عقیل رضؓ کو بھی حکم دیا کہ وہ بھی مسلمان ہو جائیں۔ اسیران بدر میں سے صرف یہی دو شخص اسلام لائے۔ باقی کوئی شخص مسلمان نہیں ہوا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کس کس کو قتل کیا؟

جنگ میں حضرت علی ابن ابی طالب رضؓ نے حسب ذیل اشخاص کو قتل کیا تھا۔

عاص بن سعید بن العاص، ولید بن عتبہ بن ربیعہ، عامر بن عبد اللہ جو قریش کا حلیف اور بنی انمار بن بغیض کی نسل سے تھا۔ نوفل بن خویلد عوام بن خویلد کا بھائی اور اس بات میں اختلاف ہے کہ طعیمہ بن عدی کو بھی علی رضؓ نے قتل کیا تھا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اسکو حضرت حمزہ رضؓ نے قتل کیا اور کچھ لوگوں کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اسیر رکھ کر قتل فرمایا۔

حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے ماموں عاص بن ہشام بن المغیرہ کو قتل کیا۔

حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضؓ نے شیبہ ابن ربیعہ، اور اسود بن عبد الاسد بن ہلال المخزومی کو قتل کیا تھا۔

حضرت عبیدہ رضؓ بن الحارث بن المطلب (یہ عبد مناف کے بیٹے ہیں نہ کہ ہاشم کے)، نے عتبہ بن ربیعہ کو اور حضرت زبیر رضؓ بن العوام نے عبیدہ بن

---

[1] لیکن مشہور روایت کے مطابق حضرت عباس رضؓ فتح مکہ سے دو روز قبل مسلمان ہوئے تھے۔

ابوجہل کا قاتل کون؟

حضرت عمرو بن الجموح انصاری رضؓ نے ابوجہل ابن ہشام کو اس طرح مارا تھا کہ اس کے پیر پر تلوار مار کر اُسے کاٹ ڈالا۔ پھر حضرت عبداللہ نے جھپٹ کر اس کا کام تمام کر دیا۔

حضرت عمّار بن یاسر رضؓ نے علی بن امیہ بن خلف کو قتل کیا تھا۔ دوسرے مشرکین جو میدانِ "بدر" میں قتل ہوئے مگر ان کے قاتلوں کا نام نہیں معلوم ہوا۔ وہ سب انصار رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تلواروں سے مارے گئے تھے۔

کتنے مسلمان شہید ہوئے

"بدر" کی جنگ میں چودہ مسلمان شہید ہوئے۔ جن میں حضرت عبیدہ بن الحارث بن المطلب رضؓ، عتبہ کے قاتل حضرت مہجع، حضرت عمر رضؓ کے مولیٰ حضرت ذوالنعالین رضؓ، عمیر ابن ابی وقاص رضؓ، سعد رضؓ کے بھائی حضرت غافل بن البکیر رضؓ جن کو غافل اور عاقل دونوں کہتے تھے۔ اور حضرت صفوان رضؓ بن البیضاء وغیرہ تھے۔ یہ لوگ مہاجرین ہیں اور ان کے علاوہ جو لوگ شہید ہوئے وہ سب انصار میں سے تھے۔

سیّدہ رقیہ رضی اللہ عنہا کی رحلت

جنگِ بدر ماہِ رمضان ۲ھ میں ۱۷ تاریخ کو ہوئی تھی۔ اس سے فارغ ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں واپس تشریف لائے۔ آپ کی صاحبزادی بی بی رقیہ رضؓ کا انتقال ہوا۔ جن کی وفات کے سترہ دن بعد حضرت علی رضؓ نے بی بی فاطمہ رضؓ سے زفاف کیا۔

حضرت عثمان رضؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری صاحبزادی

بی بی ام کلثوم رضؓ کے ساتھ عقد کیا اور بی بی فاطمہ رضؓ کے نکاح سے ساڑھے پانچ ماہ بعد ان سے زفاف کیا۔ اس کے بعد دو ماہ گذرنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بی بی حفصہ رضؓ سے عقد کیا۔ اور ان کے عقد سے بیس ۳۰ دن بعد زینب رضؓ بنت خزیمہ سے نکاح فرمایا۔ جن کے بیاہ کے آنے کے پانچویں دن حضرت حسن رضؓ بن علی رضؓ تولد ہوتے۔ یہ بعض روایتوں میں مذکور ہے۔ اور اگر یہ بات صحیح ہے تو وفات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت حضرت حسن رضؓ کی عمر سات سال تھی۔ ابن اسحٰق کی روایت میں اُس حساب سے کہ میں شمار کرتا ہوں یہ بات مذکور ہے کہ حضرت حسن رضؓ ۶ھ میں جنگ خیبر کے بعد تولد ہوتے اور اُن کی ولادت سے دس ماہ بائیس دن بعد حضرت حسین رضؓ کی ولادت ہوئی۔ حضرت حسن رضؓ کو اُن کی والدہ ماجدہ بی بی فاطمہ رضؓ نے ایام حمل میں ہی دودھ پلایا۔ اور بعد ولادت حضرت حسین رضؓ کے دونوں کو ایک ساتھ دودھ پلاتی رہیں۔

غزوۂ اُحد

ابن اسحاق کا بیان ہے کہ غزوۂ اُحد ۳ھ میں واقع ہوا تھا۔ جس وقت اہل قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کرنے کے لئے آتے۔ آپ بھی مسلمانوں کو ساتھ لے کر اُن سے مقابلہ کرنے کے لئے مدینہ سے باہر نکلے مگر بنی حارثہ کے گھروں تک آکر باقی دن اور شب کو استراحت کے لئے وہاں ٹھہر گئے۔ پھر دوسرے دن صبح کو ایک ہزار آدمیوں کی جماعت کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ تھوڑی راہ طے کرنے کے بعد عبداللہ بن ابی سلول نے ایک تہائی لشکر اسلام کا توڑ کیا اور ان لوگوں نے کہا، "واللہ ہم یہ نہیں سمجھتے کہ کس چیز کے لئے اپنی جانیں دیں۔" بنو حارثہ اور بنو سلمہ کے لوگوں نے بھی واپسی کا قصد کر لیا

تھا، مگر خدائے پاک نے انھیں اس لغزش سے محفوظ رکھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے چلے تو ایک گھوڑے نے اپنی دم کو جنبش دی اور اسکی دُم ایک تلوار کے پرتلے پر پڑی جس کی وجہ سے وہ تلوار برہنہ ہوگئی۔ یہ صورت حال ملاحظہ فرماکر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار کے مالک سے جو فال اور شگون کا قائل تھا کہا۔

"تمھاری تلوار کا شگون بیکار نہ ہوگا کیونکہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ آج تلواریں میانوں سے باہر نکلیں گی۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فوجی لباس میں

جنگِ اُحد کے دن قریش کی تعداد تین ہزار تھی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف سات سو آدمیوں کو لے کر ان کے مقابلہ پر آئے تھے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن دو زرہوں کو زیب بدن فرمایا تھا۔ اور ایک تلوار لے کر اسکو ہلانے کے بعد فرمایا کہ:

"اس تلوار کو کون شخص لیتا ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ اُسے اس کا حق ادا کرنا ہوگا۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ "میں"، مگر آپ نے ان کی طرف توجہ نہ دی۔ پھر حضرت زبیر رضؓ نے کہا کہ "میں" آپ نے ان سے بھی روگردانی فرمائی۔ آخر یہ دونوں صاحب اپنے دلوں میں نادم ہو کر رہ گئے۔ اس کے بعد حضرت ابو دجانہ سماک بن خرشہ رضؓ نے کھڑے ہو کر وہ تلوار مانگی اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں عطا فرمائی۔

جنگِ اُحد کے دن تیراندازوں پر حضرت عبداللہ بن جبیر رضؓ خوات بن

بن جبیرؓ صاحب ذات النحیسین کے بھائی تھے اور اس جماعت کے ہاتھوں مشرکین پر اس وقت تک بڑی آفت ٹوٹتی رہی جب تک کہ تیر اندازوں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کی کیونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اپنی جگہ پر جمے رہنے کا حکم دیا تھا۔ حالانکہ وہ لوگ مالِ غنیمت لوٹنے پر جھک پڑے۔ اور اپنے فرائض کی انجام دہی سے غافل ہو گئے۔ جس کی وجہ سے مسلمانوں کو صدمہ پہونچا اور ان میں سے بہت سے لوگوں نے ہزیمت اٹھائی۔

شہدائے اُحد

جو مسلمان جنگِ اُحد میں شہید ہوئے ان کی تعداد ۷۵ نفر ہے۔ جن میں سے حضرت حمزہ ابن عبد المطلبؓ، حضرت عبد اللہ بن حجشؓ، حضرت مصعب بن عمیرؓ اور حضرت شماتلؓ بن عثمان بن الشرید، چار شخص مہاجر تھے باقی اکثر انصار تھے۔

کُشتگانِ مشرک

مشرک لوگ اس جنگ میں حسب ذیل قتل ہوئے۔

حضرت علیؓ طلحہ بن ابی طلحہ بن عثمان بن عبد الدار کو مبارز طلب فرما کر قتل کیا۔ یہ مشرکین کا علم بردار تھا اور آپ نے ابو حکم بن الاخنس بن شریق الثقفی بنی زہرہ کے حلیف کو اور ابو امیہ بن ابی حذیفہ بن المغیرہ کو بھی قتل کیا۔

حضرت حمزہؓ نے عثمان بن ابی طلحہ اور سباع بن عبد العزیٰ کو قتل کیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے ابو سعد بن ابو طلحہ کو قتل کیا۔ حضرت عاصمؓ نے مسافع بن طلحہ، کلاب بن طلحہ، جلاس بن طلحہ اور حارث بن طلحہ

کو قتل کیا۔

یہ بعض مورخین کا قول ہے مگر ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ جلاس اور حرث کو قزمان نے قتل کیا تھا جو بنی ظفر کا حلیف تھا۔ اور اسی قزمان نے جنگِ اُحد کے دن ارطاۃ بن شرحبیل بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار اور اس کے ایک حبشی غلام عنوات نامی، قاسط بن شریح بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار، ہشام بن ابی اُمیہ ابن المغیرہ، ولید بن العاص بن ہشام، خالد بن الاعلم، عبیدہ بن جابر، اور رہیبہ بن مالک بن المضرب کو قتل کیا۔

یہ قزمان منافق تھا۔ اور اسی کا قول تھا کہ "واللہ اگر میں جنگِ اُحد میں لڑوں تو میری قوم پر حیف ہے"۔ اس کو ایک کاری زخم لگا تھا جس کی اذیت سے اس نے خودکشی کر لی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کے بارہ میں فرمایا ہے کہ "اللہ پاک اس دین کو فاجر آدمی کے ہاتھوں مدد پہونچاتا ہے"۔

حضرت عبد اللہ بن عوف رضؓ نے اسید بن ابی طلحہ کو قتل کیا۔ اس میدان میں بنی عبد الدار کے دس آدمی اور ان کا ایک آزاد کردہ غلام قتل ہوا۔ اس گھرانے سے بجز حضرت مصعب بن عمیر رضؓ کے اور کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ تھا۔ وہ بھی اُحد ہی کے دن شہید ہو گئے۔ اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نشان بردار تھے۔

بیان کیا گیا ہے کہ آیۂ کریمہ "ان شر الدواب عند اللہ الصم البکم الذین لا یعقلون"۔ انھیں عبد الدار کے بارہ میں نازل ہوئی ہے۔

جنگ خندق و خیبر

واقعۂ خندق ۴؁ھ میں، واقعۂ بنی المصطلق اور واقعۂ بنی لحیان شعبان ۵؁ھ میں اور جنگ خیبر ۶؁ھ میں واقع ہوئی۔ خیبر والوں کو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے چودہ پندرہ روز تک محاصرہ میں رکھا تھا۔ اسی سال حضرت جعفر بن ابی طالبؓ نجاشی کے پاس سے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں آئے۔ اسی سال میں فدک والوں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے اپنے پھلوں کی نصف پیداوار پر صلح کر لی۔ اور یہ باغ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ذات خاص کے لئے تھا۔ کیونکہ آپ نے اس پر مسلمانوں کو عمل نہیں دیا تھا۔

بیعتِ رضوان

نیز اسی سال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عمرہ کے ارادہ سے تشریف لے گئے مگر مشرکین نے آپ کو عمرہ ادا کرنے سے روکا۔ آپ سترّ اونٹ قربانی کے لئے اپنے ساتھ لے گئے تھے مشرکین نے ان کو بھی قربانی کے دم تک جانے نہ دیا۔ اس بات کو دیکھ کر مسلمانوں نے جن کی تعداد سات سو تھی درخت کے نیچے سرورِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ہاتھوں پر لڑنے مرنے کی بیعت کی جس کا نام بیعت الرضوان ہوا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا مقام بلند

مجھ سے زید بن اخزم نے بذریعۂ ابوداود قرہ بن خالد سے روایت کی ہے کہ قتادہؓ نے بیان کیا کہ انھوں نے کہا: میں نے سعید بن المسیب سے دریافت کیا کہ بیعت رضوان میں کس قدر آدمی تھے تو انھوں نے کہا پندرہ سو۔ قتادہؓ نے کہا ہے کہ میں نے کہا جابر بن عبداللہ

نے مجھ سے یہ بیان کیا ہے کہ وہ چودہ سو آدمی تھے۔ یہ سنکر سعید بن المسیب رضؓ نے کہا کہ خدا اُن پر رحمت کرے، اُن ہی نے تو مجھ سے بیان کیا تھا کہ وہ لوگ چودہ سو تھے۔ شاید انھیں وہم ہو گیا۔"

اس بیعت میں جس شخص نے سب سے پہلے بیعت کی وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ تھے۔ یہ بیعت حضرت عثمان رضؓ کی وجہ سے ہوئی۔ اس کی صورت یہ ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں مکہ میں مشرکین کے پاس یہ پیام دیکر بھیجا تھا کہ "میں کچھ جنگ کی نیت سے نہیں آیا ہوں مگر قریش والوں نے حضرت عثمان رضؓ کو اپنے یہاں گرفتار کر رکھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر ملی کہ عثمان رضؓ قتل ہو گئے۔ لہٰذا آپ نے اپنے ساتھ کے لوگوں کو بیعت کے لئے بلایا تاکہ ان سے مقابلہ کرنے پر آمادہ ہوں۔ پھر آپ کو اطلاع ملی کہ حضرت عثمان رضؓ کی بابت جو اطلاع ملی تھی وہ غلط تھی۔

جنگِ موتہ

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بسر کردگی زید بن حارثہ رضؓ ۸ھ میں روانہ کیا اور حکم دیا کہ اگر زید بن حارثہ اس جنگ میں کام آئیں تو لشکر کی سرداری پر جعفر بن ابی طالب رضؓ مامور ہوں اور جعفر بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ رضؓ کو سردار فوج بنایا جائے۔ یہ لشکر تین ہزار آدمیوں کا تھا۔

اس جنگ میں زید بن حارثہ رضؓ، جعفر رضؓ اور عبداللہ بن رواحہ رضؓ تینوں سردار باری باری مقرر ہوئے اور یہ سب شہید ہو گئے جن کے بعد خالد بن ولید رضؓ سردارِ لشکر بنائے گئے۔ جنھوں نے فوجِ اسلام کو دشمنوں کے حملہ سے محفوظ رکھا۔

★

سیّدہ اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا کی رحلت

۸ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ایک صاحبزادے ابراہیم ماریہ قبطیہ رضؓ کے بطن سے پیدا ہوئے۔ اور نجاشی شاہ حبش اور اُمّ کلثوم رضؓ حضور انور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی صاحبزادی نے دنیا سے رحلت کی۔

فتح مکّہ

اسی سال ماہ رمضان میں خداوند پاک نے آپ کو شہر مکّہ پر فتح عطا کی جہاں آپنے پندرہ راتوں تک قصر کی نماز پڑھتے ہوئے قیام فرمایا۔ پھر ماہِ شوال میں آپ "حنین" کو تشریف لے گئے اور مکّہ پر عتاب بن اُسید رضؓ اموی کو اپنا قائم مقام بنا گئے، لوگوں کے ساتھ باوجودیکہ مشرک تھے حج ادا فرمایا۔

جنگِ حنین

نصف شوال میں بمقام "حنین" آپ نے "ہوازن" کی جماعت سے مقابلہ کیا۔ جن کو خداوند کریم نے ہزیمت دی اور ان کا مال ومتاع اور ان کی عورتیں رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلّم کو مالِ غنیمت میں ہاتھ آئیں۔ حنین کے دن مسلمانوں کے شکست اُٹھانے کے بعد جو لوگ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ثابت قدم رہے وہ حسب ذیل تھے۔

حضرت علی بن ابی طالب رضؓ، عباس بن عبدالمطلب رضؓ جنھوں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے خچر کی دوام تھام لی تھی۔ حضرت ابوسفیان بن الحارث بن عبدالمطلب رضؓ اور ان کے بیٹے حضرت فضل بن عباس رضؓ اور حضرت ایمن بن عبید رضؓ جو اُمِّ ایمن رضؓ رسول پاک کی لونڈی اور کھلائی کے بیٹے ہیں، مگر ایمن رضؓ اس دن شہید ہو گئے اور حضرت ربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب رضؓ اور

حضرت اُسامہ بن زید ابن حارثہ رضؓ بھی ثابت قدم رہے۔ حضرت عباس رضؓ بن عبدالمطلب رضؓ نے اس دن یہ اشعار تصنیف کئے تھے۔

نصرنا رسول اللّٰہ فی الحرب سبعۃ

وقد فر من قد فر منہم فاقشعوا،

ہم لوگوں نے جو تعداد میں سات شخص تھے جنگ میں رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی مدد کی اور جو لوگ بھاگ نکلے وہ ابر کی طرح ہوا سے پارہ پارہ ہو گئے۔

وثامننا لاقی الحمام بسیفہ

بما مسہ فی اللّٰہ لا یتوجع

ہم لوگوں میں سے آٹھویں شخص نے اپنی تلوار سے لڑکر جان دی اور خدا کی راہ میں اُسکو جو تکلیف پہونچی وہ قابلِ رنج نہیں۔

یعنی ایمن بن عبیدہ رضؓ جو شہید ہوتے تھے۔ بعدہٗ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم حنین سے طائف کو تشریف لے گئے اور ایک ماہ تک محاصرہ کئے رہے۔ پھر اُس کو بلا فتح کئے چھوڑ کر واپس چلے آتے اور ماہ ذی قعدہ میں مقام "جعرانہ" سے عمرہ کی نیّت کر کے اس کو بجالانے کے بعد مدینہ منورہ میں واپس آ گئے۔

جنگ تبوک

مدینہ منورہ میں حضور انور صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے رجب ۹ھ تک قیام فرمانے کے بعد سرزمینِ روم پر لشکر کشی کی اور "تبوک" تک بڑھتے چلے گئے۔ جہاں ٹھہر کر ایک مسجد کی بنیاد ڈالی جو وہاں آج تک قائم ہے۔ اس سفر میں خدائے پاک نے آپ کو "دومۃ الجندل" پر فتح عطا فرمائی۔ جس کے فتح کرنے

کے واسطے آپ نے حضرت خالد بن ولید رضؓ کو لشکر دے کر روانہ کیا تھا۔ خالدؓ الیدرہ والی، دومۃ الجندل کو گرفتار کر لائے۔ جس نے جزیہ ادا کرنے کی شرط پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح کر لی۔ اور اس امر سے فارغ ہو کر آپ مدینہ کو لوٹ آئے جہاں ۹ھ کے موسم حج آنے تک قیام کیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ امیرِ حج

زمانۂ حج میں حضرت ابوبکرؓ کو امیرِ حج بنا کر حاجیوں کو اُن کے ساتھ روانہ کر دیا جنھوں نے لوگوں کو ارکانِ حج ادا کرائے۔ زمانۂ اسلام میں یہ پہلا حج تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سورہ توبہ " براءۃ عن المشرکین نازل ہوئی جس کا نزول حضرت ابوبکرؓ کی روانگی کے بعد ہوا تھا۔ آپ نے وہ سورۃ علی ابن ابی طالبؓ کو دے کر انھیں بھی روانہ کیا۔ اور حکم دیا کہ" جس وقت ابوبکرؓ حج سے فارغ ہو جائیں تو تم یہ سورۃ لوگوں کو سُنا دینا ان سے فراغت پا کر حضرت علیؓ اور حضرت ابوبکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔

شاہانِ عالم کو دعوتِ اسلام

ہجرت کا دسواں سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ ہی میں گذارا۔ اس سال میں آپ کے پاس عرب کے ہر ایک گوشہ سے وفود آئے اور آپ نے شاہانِ روئے زمین کو دعوتِ اسلام کے خطوط روانہ کیے۔ فوج در فوج لوگ مشرف باسلام ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آیت " اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ " نازل ہوئی جس سے آپ سمجھ گئے کہ یہ خبر رحلت دی گئی ہے۔

حُجۃُ الوداع

چنانچہ جب موسمِ حج آیا۔ آپ ماہ ذی الحجہ سے پانچ روز پیشتر بعزمِ حج مدینہ سے روانہ ہوتے۔ اور لوگوں کے ساتھ حج ادا فرمایا۔ جس کے بعد مدینہ واپس آتے اور سنہ ۱۰ھ کے ماہ ذی الحجہ کے باقی حصہ تک وہیں قیام فرما ہے۔

حُضُور صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ رحلت

سنہ ۱۱ھ کا ماہِ محرم اور ماہِ صفر ماہِ ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ تک وہیں گذار دیئے۔ جس کے بعد خداوند پاک نے آپ کو اپنے پاس بلالیا۔

حضور اطہر صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا دن دوشنبہ کا دن تھا اور اس دن تک آپ کو مدینہ میں قیام فرما ہوتے پورے دس سال ہو چکے تھے۔ وفات کے وقت عمر شریف ترسیٹھ سال کی تھی۔

یومِ دوشنبہ

بیان کیا جاتا ہے کہ آپ دوشنبہ کے دن پیدا ہوتے، دوشنبہ کے دن مبعوث برسالت ہوئے دوشنبہ ہی کے دن مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اور دوشنبہ ہی کے دن اس عالمِ فانی سے رحلت فرمائی۔

آپ بدھ کی رات کو بی بی عائشہ رضؓ کے حجرہ میں مدفون کیے گئے جس میں آپ کی روح نے جسم سے مفارقت کی تھی۔ آپ کی قبر میں حضرت عباس بن عبدالمطلب رضؓ اور حضرت علی ابن ابی طالب رضؓ اور حضرت فضل بن عباس بن عبدالمطلب تین شخص قبر میں اُترے تھے۔

اور ایک قول میں ہے کہ حضرت قثم بن عباس رضؓ بھی چوتھے آدمی تھے جو قبر نبوی میں اُترے تھے۔ نیز ہنوز ہر سے نے یہ کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلّم کے ماموں ہیں ہم میں سے بھی ایک شخص کو قبر میں اترنے دیا جائے۔ چنانچہ عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ کو قبر میں اُترنے دیا گیا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ حضرت اُسامہ بن زید رضؓ داخلِ قبر ہوتے تھے۔ اور حضرت مغیرہ بن شعبہ نے یہ کہا کہ میں ان لوگوں سے زیادہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے قریب العہد ہوں اور یہ اس طرح ہوا کہ انھوں نے اپنی انگوٹھی قبر مبارک میں گرادی تھی جو آخر میں اُتر کر نکالی۔

لحد مُبارک

مجھ سے زید بن احسزم نے بروایت عثمان بن فرقد نے بیان کیا کہ انھوں نے جعفر بن محمد کو اپنے باپ سے یہ روایت کرتے سُنا تھا کہ شخص نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی قبر میں لحد بنائی وہ ابو طلحہ رضؓ تھے۔ اور جس نے آپ کے نیچے قطیفہ ڈالا اس کا نام "شقران" ہے۔

جعفر کہتے ہیں کہ مجھے ابن ابی رافع رضؓ نے خبر دی ہے کہ میں نے "شقران" کو یہ کہتے سُنا: "واللہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نیچے قبر میں چادر میں نے ہی ڈالی تھی"۔

امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

ابو بکر صدیق رضؓ کا نام عبد اللہ اور ان کے باپ قحافہ کا نام عثمان تھا۔ زمانۂ جاہلیت میں ابو بکر رضؓ کا نام عبد الکعبہ رکھا گیا تھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو عبد اللہ کے نام سے موسوم کیا، ان کا لقب عتیق ہے جس کی وجہ ان کی خوبصورتی بتائی جاتی ہے۔

اور ایک قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا۔" انت عتیق من النار" یعنی تم آتشِ دوزخ سے آزاد ہو، اس لئے اُن کا لقب عتیق ہو گیا۔

اُن کے صدیق ہونے کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شبا شب مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ (قصۂ معراج) جانے کی خبر تصدیق کی تھی۔ اس لحاظ سے ان کا نسب نامہ حسب ذیل ہے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا نسب نامہ

عبد اللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب، بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ، ابو بکر رضؓ کی نسبت "تیم قریش" کی جانب جاتی ہے۔ اس لحاظ سے ان کو "تیمی" کہا جاتا ہے۔ خاندانی شمار کے لحاظ

سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مثل ہیں کیونکہ وہ اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد "مرہ بن کعب" تک پہونچ کر ایک ہو جاتے ہیں اور ان دونوں صاحبوں کے اور مرہ کے درمیان چھ پشتیں ہوتی ہیں۔

حضرت ابو بکر رضی عنہ اللہ کے والدین

بیان کیا گیا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ کے والد ابو قحافہ رضؓ فتح مکہ کے دن مشرف باسلام ہوئے تھے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے گئے۔ ان کا نام "ثغامتہ" تھا۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا کہ ان کا نام تبدیل کر دیں۔

ابو قحافہ رضؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔ وہ مدینہ کو آئے اور وہیں قیام اختیار کیا۔ یہاں تک کہ اپنے بیٹے ابو بکرؓ کی خلافت کا پورا زمانہ دیکھا۔ ابو بکرؓ اپنے باپ سے پہلے دنیا سے رحلت کر گئے۔ اور ابو قحافہؓ ان کے ترکہ میں چھٹے حصہ کے وارث ہوئے جسے انھوں نے اپنے پوتوں پر مسترد کر دیا۔

ابو قحافہ رضؓ نے سنہ ۱۴ھ عہد خلافت عمرؓ میں وفات پائی۔ وفات کے دن ان کی عمر ۹۷ ستانوے سال کی تھی۔ ابو بکرؓ کی ماں سلمیٰ صخر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم کی بیٹی اور ابی قحافہ رضؓ کی چچا زاد بہن تھیں۔ اُن کی کنیت اُمُّ الخیر تھی۔

ابو قحافہ رضؓ کی اولاد میں ابو بکر رضؓ ایک بیٹے اور اُمّ فروہ، اور قریبہ دو بیٹیاں جملہ تین اولادیں تھیں۔ اُمّ فروہ کی شادی پہلے ایک قبیلہ ازد کے شخص سے ہوئی تھی جس کے صلب سے اُن کے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ اس کے بعد ان سے تمیم داری نے شادی کی اور تمیم داری کے بعد وہ اشعث بن

قیس کے عقد میں آئیں۔ قریبہ کا نکاح حضرت سعد بن عبادہ رضؓ سے ہوا تھا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا اسلام

ابن اسحٰق کا بیان ہے، کہ حضرت ابوبکر رضؓ پہلے وہ شخص ہیں جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کے اصحاب میں سے علی رضؓ نو برس کی عمر میں ایمان لائے۔ ان کے بعد زید بن حارثہ رضؓ اور ان کے بعد حضرت ابوبکر بن قحافہ رضؓ۔ اس کے بعد ایک جماعت لوگوں کی مشرف با سلام ہوئی جن میں عثمان رضؓ، زبیر بن العوام رضؓ، عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ، سعد بن ابی وقاص رضؓ اور طلحہ بن عبد اللہ رضؓ بھی شامل تھے۔

ابوالخطاب نے بیان کیا ہے کہ انھوں نے نوح بن قیس سے بذریعہ سلیمان ابو فاطمہ، معاذہ بنت عبداللہ الغدویہ سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا کہ میں نے علی بن ابی طالب رضؓ کو منبر نبوی پر استادہ ہو کر یہ کہتے ہوئے سُنا ہے کہ "میں صدیق اکبر ہوں، میں ابوبکر سے قبل ایمان لایا اور اُن کے مسلمان ہونے سے پہلے ہی داخلِ دائرۂ اسلام ہوا ہوں۔

ابوالخطاب نے ابوداؤد سے اور ابوداؤد نے شعبہ بن سلمہ بن کھُیل سے روایت کی ہے کہ شعبہ نے کہا کہ "میں نے حبۃ العرنی سے سنا ہے کہ اُس نے علی رضؓ کو یہ کہتے سُنا تھا:" میں پہلا شخص ہوں جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز ادا کی اور انھیں ابوالخطاب نے چند دوسرے راویوں کی سند پر ابا نضرہ سے روایت کی ہے کہ "ابوبکر رضؓ نے اپنے خلافت کے وقت کہا تھا کہ اور اس کا مجھ سے زیادہ کون حقدار ہے۔ کیا میں پہلا وہ شخص نہیں ہوں جو اسلام لایا تھا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حلیہ

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان کا حلیہ حسب ذیل بیان کیا ہے،

وہ سفید رنگ، لاغر اندام، ہلکے رخسارے اور کسی قدر کوزہ پست تھے۔ ان کا تہبند پیڑو سے لٹک پڑا کرتا تھا۔ جس کو سنبھالتے رہتے تھے۔ آنکھیں کسی قدر اندر کو گھسی ہوئی تھیں۔ پیشانی کشادہ و بلند تھی۔ چہرہ پر گوشت نہ تھا۔ ہاتھوں کی انگلیاں بالوں سے عاری تھیں اور یہ بھی فرمایا ہے کہ وہ مہندی اور وسمہ سے خضاب فرمایا کرتے تھے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت

جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی۔ اسی دن حضرت ابوبکرؓ سے سقیفہ بنی ساعدہ بن کعب بن الخزرج میں بیعت کر لی گئی لیکن عام بیعت اس کے دوسرے دن یوم شنبہ کو واقع ہوئی۔ ان کے عہد خلافت کے آغاز ہوتے ہی باستثنائے چند اور قبائل تمام عرب زکوٰۃ دینے پر اسلام سے برگشتہ ہوئے۔ ابوبکرؓ نے ان سے جہاد کیا یہاں تک کہ وہ راہ راست پر آ گئے۔ انھوں نے ۱۱ھ میں عمر بن الخطابؓ کو امیرِ حج بنا کر روانہ کیا۔ جنھوں نے یہ فریضہ مسلمانوں کو ادا کرایا۔

مرتدین کی سرکوبی

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے "یمامہ" کو فتح کر کے "مسلمہ کذاب" مدعیٔ نبوت کو قتل کیا اور مقام "صنعاء" میں اسود بن کعب العنسی نے ادعائے نبوت کیا تھا اُسے بھی ٹھکانے لگایا۔

شام پر فوج کشی

پھر حضرت ابو بکر رضؓ نے ۱۲ھ میں فریضہ حج ادا کیا اور مدینہ منورہ میں بازگشت کی۔ اور ملک شام پر فوج کشی کی تیاریاں کر دیں "اجنادین" کا واقعہ ۱۳ھ کے ماہِ جمادی الاولیٰ میں گذرا تھا۔

امیر المومنینؓ کی رحلت

جس مرض میں حضرت ابو بکرؓ نے رحلت فرمائی اس کی تعیین میں مؤرخین کا اختلاف ہے۔ اور ایسے ہی یومِ وفات میں بھی اختلاف رائے ہے

ابو الیقظان، سلام بن ابی مطیع سے روایت کرتے ہیں کہ ان کو زہر دیا گیا۔ جس کی وجہ سے انھوں نے یوم دوشنبہ آخر سال سیزدہم ہجری میں انتقال کیا۔

ابو الیقظان کے سوا اور لوگوں کا بیان ہے کہ نہیں اُن کے وفات کا باعث یہ امر ہوا کہ انھوں نے ایک دن سرد دن میں غسل کر لیا تھا جس کی وجہ سے انہیں بخار آگیا۔ اور پندرہ روز تپ میں مبتلا رہ کر اس عالمِ فانی سے رحلت کی۔ ان کے دورانِ علالت میں حضرت عمرؓ لوگوں کو نماز پڑھایا کرتے تھے۔

حضرت ابو بکرؓ کی تمام مدتِ خلافت دو سال تین ماہ اور نو دن تھی۔ انہوں نے قبل از وفات وصیت کی تھی کہ اُن کو اُن کی بیوی حضرت اسماء بنت عمیس غسل دیں۔ جب وہ رحلت کر گئے تو اسی پلنگ پر ان کا جنازہ اٹھایا گیا جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم استراحت فرمایا کرتے تھے۔ اور جو بی بی عائشہؓ کے پاس تھا۔ اُس پلنگ کی پٹیاں ساج کی تھیں اور وہ کھجور کی پتیوں کی رسیوں سے بنا ہوا تھا۔ یہ سریر بی بی عائشہؓ کے میراث میں فروخت ہوا تھا اور اسکو حضرت معاویہ رضؓ کے موالی میں سے ایک شخص

نے چار ہزار درہموں پر خرید کر لوگوں کے استعمال کے لئے وقف کر دیا تھا۔

ابو محمدؒ نے بیان کیا ہے کہ وہ سریر مدینہ میں تھا۔ حضرت ابو بکرؓ کے جنازہ کی نماز حضرت عمر ابن الخطابؓ نے پڑھائی۔ اور ان کی قبر میں حضرات عمرؓ، طلحہؓ، عثمانؓ اور عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ اُترے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجرۂ بی بی عائشہؓ میں دفن کئے گئے۔

امیر المؤمنینؓ کی وصیت

انھوں نے رحلت کے وقت اپنی صاحبزادی حضرت عائشہؓ سے کہا تھا کہ بیٹی! تم دیکھو ابو بکر کے مال میں جب سے ہم امر خلافت پر مقرر ہوئے ہیں کس قدر زیادتی ہوئی ہے، جو کچھ زیادہ ہو اُسے مسلمانوں کو واپس دے دینا کیونکہ خدائے واحد کی قسم ہے ہم نے ان کے مال میں سے صرف اسی قدر لیا ہے جو اُن کے سادہ غذاؤں میں سے کھالیا یا موٹے جھوٹے کپڑے پہن لئے ہیں۔

بی بی عائشہؓ نے دیکھا تو ایک کجاوہ باندھنے کی رسّی اور ایک پرانی چادر جن کی قیمت پانچ کھوٹے درہموں تک بھی نہ پہونچے گی صرف یہ دو چیزیں نکلیں اور وہ ایک شخص کے ہاتھوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دی گئیں۔

حضرت عمرؓ ان کو دیکھ رہے تھے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے ان سے کہا۔

"امیر المومنینؓ! کیا یہ چیزیں حضرت ابو بکرؓ کی اولاد سے صدب کر لی جائیں گی۔

حضرت عمرؓ نے جواب دیا: "نہیں! ربّ کعبہ ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا کہ حضرت ابوبکرؓ تو اپنی حیات میں ان چیزوں کے رکھنے کے گنہ گار نہ بنے ہوں اور میں اُن کی وفات کے بعد اس کا باران پر لاد دوں۔ خدا ابوبکر پر رحم کرے۔ اُنہوں نے اپنے بعد والوں کے لئے ایک سخت آزمائش چھوڑی ہے۔

حضرت ابوبکر رضی عنہ اللہ کا سنِ وصال

مؤرخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کی عمر تریسٹھ ۶۳ کی تھی اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ان سے بمقدار ان کی خلافت کے برسوں کی عمر میں زائد تھے۔

انس بن مالکؓ سے بذریعہ عبدالعزیز بن صہیب، عبدالوارث بن سعید اور محمد بن زیاد سے مروی ہے کہ جس وقت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مدینہ کو تشریف لائے تو ابوبکرؓ ان کے پیچھے سوار تھے اور وہ بڑھاپے کی وجہ سے شناخت کئے جاتے تھے۔ مگر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم جوان تھے اور آپ کو کوئی پہچانتا نہ تھا۔ جو شخص آتا وہ ابوبکرؓ سے ملتا۔ اور کہتا۔ ابوبکرؓ تمہارے آگے کون سوار ہے؟ حضرت ابوبکرؓ اسکو جواب دیتے: "یہ مجھ کو راستہ بتاتے ہیں۔" استفسار کرنے والا راہ نما سمجھ کر چپ ہو رہتا۔ اور حضرت ابوبکرؓ کی مراد یہ ہوتی کہ یہ "ہادی راہِ حق ہیں۔"

یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ ابوبکرؓ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے عمر میں بہت بڑے تھے۔ مگر مؤرخین کے نزدیک وہی مشہور ہے جو ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔

★

ابوبکرؓ کی اولاد اور ان کی نسل

عبداللہ بن ابی بکرؓ اور اسماء بنت ابی بکرؓ ایک بیوی قتیلہ نامی کے بطن سے ہیں جو بنی عامر بن لوئی کے خاندان سے تھیں۔

حضرت عبدالرحمٰنؓ اور حضرت عائشہؓ ان کی ماں حضرت "ام رومان" حرث بن الحویرث کی بیٹی قبیلۂ بنی فراس بن غنم بن کنانہ کی نسل سے تھیں۔

اُمّ رومان کے پہلے شوہر کا نام "حراث بن سخبرہ" تھا۔ ان کے صلب سے یہ ایک بیٹے "طفیل بن حارث کی ماں ہو چکی تھیں۔ طفیل کا باپ سراۃ آکر ابوبکرؓ کا حلیف اور اس کی بیوی بھی ہمراہ تھی۔ یعنی حضرت اُمّ رومان۔ پھر ابوالطفیل کا انتقال ہو گیا تو حضرت ابوبکرؓ نے اُمّ رومان سے عقد کر لیا۔ اس رشتہ سے طفیلؓ حضرت عائشہ صدیقہؓ رضی اللہ عنہا کے ماں جائے بھائی تھے۔

محمد بن ابی بکرؓ کی ماں اسماءؓ عمیس کی بیٹی تھیں اور اُمّ کلثومؓ بنت ابی بکر زید بن خارجۃ الانصاری کی بیٹی کے بطن سے پیدا ہوئی تھیں۔

عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ

عبداللہ ابن ابی بکرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگِ طائف میں شریک رہے تھے۔ اور وہاں ان کو ایک زخم لگا تھا۔ وہ اپنے باپ کے عہدِ خلافت تک بقیدِ حیات رہے اور اسی زمانہ میں رحلت کی۔ سات دینار ترکہ چھوڑا۔ ابوبکرؓ نے اس کو کثیر رقم تصور کیا تھا عبداللہ کے بیٹے کا نام اسمٰعیل تھا جو ہلاک ہو گئے اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی نسل نہیں چلی۔

★

سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ

ان کا لقب "ذات النطاقین"

تھا۔ وہ مکہ میں حضرت زبیر العوامؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی سے بیاہی گئیں اور ان کے صلب سے اُن کے کئی لڑکے پیدا ہوئے۔ زبیرؓ نے ان کو طلاق دیدی تھی اور یہ اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے ساتھ رہا کرتی تھیں چنانچہ جس وقت مکہ میں حجاج بن یوسف کے ہاتھوں حضرت عبداللہؓ قتل ہوئے یہ ان کے پاس موجود تھیں۔ انھوں نے پورے سو برس کی عمر پائی اور آخر میں نابینا ہو کر شہر مکہ میں رحلت فرمائی۔

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

اُمّ المومنین حضرت

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں تھیں اور ان کا قصہ ازواجِ رسولؐ کے ضمن میں بیان ہو چکا ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ

آپ جنگِ بدر میں مشرکین کے ساتھ

شریک ہوئے تھے۔ اس کے بعد وہ مشرف باسلام ہو گئے اور بہت اچھی طرح اسلام پر قائم ہوئے۔

انھوں نے ۵۳ھ میں مکہ کے قریب ایک پہاڑ کے پاس ناگہانی طور پر وفات پائی۔ اور حضرت عائشہؓ نے ان کی لاش حرم میں لاکر دفن کی۔ اور ان کی طرف سے ایک غلام آزاد کیا۔ یہ جنگِ جمل میں حضرت عائشہؓ کے ساتھ موجود تھے۔ ان کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔

حضرت عبدالرحمٰنؓ کی اولاد میں محمد، عبداللہ اور ابی حفصہ تین بچے

تھے۔ عبداللہ بن عبدالرحمٰن کے بیٹے "طلحہ" تھے جن کی ماں کا نام عائشہ بنت طلحہ بن عبیداللہ تھا اور عائشہ بنت طلحہ کی ماں اُمّ کلثوم بنت ابی بکر تھیں۔

طلحہ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نہایت فیاض شخص تھے۔ ان کے فرزند "محمد" مکّہ کے عامل تھے۔ طلحہ کی اولاد بکثرت ہے اور مدینہ کے قرب وجوار میں رہتی ہے۔ عائشہ بنت محمد بن طلحہ، سلیمان بن علی بن عبداللہ بن العباسؓ کو بیاہی گئی تھیں۔

محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ

اُن کے بیٹے عبداللہ بن محمدؒ کی اولاد کا نام ابوبکرؓ کی اولاد آل ابی عتیق کر کے مشہور ہے جس کی وجہ تسمیہ یہ ہوئی کہ ایک دن ابی بکرؓ کے کئی صاحب زادے باہم بیٹھ کر ایک دوسرے پر اپنی افضلیّت جتانے لگے۔ ایک نے کہا "میں صدّیق کا بیٹا ہوں"۔ دوسرے صاحب بولے۔ "میں ثانی اثنین کا فرزند ہوں"۔ تیسرے کہنے لگے۔ "میں صاحب غار کا لختِ جگر ہوں" اور محمد بن عبدالرحمٰن نے کہا۔ "میں ابن ابی عتیق ہوں"۔ بس یہی نام ان کی اولاد کی جانب منسوب ہوگیا اور آج تک چلا آتا ہے۔

محمّد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ

اپنی کنیت ابوالقاسم کرتے تھے۔ وہ قریش کے قبیلہ میں مشہور عبادت گزار لوگوں کے زمرہ میں شمار ہوتے تھے اور اُن لوگوں میں بھی شامل ہوتے تھے جنھوں نے حضرت عثمانؓ کو شہید کرنے میں باغیوں کی اعانت کی تھی۔ پھر علیؓ نے اُن کو حاکم مصر مقرر کردیا تھا۔

جن سے حضرت معاویہؓ کے دوست نے جنگ کر کے ان پر فتح پائی تھی اور انھیں قتل کر ڈالا۔[۱]

اہلبیت سے محمدؒ ابن ابی بکر رضی اللہ عنہ کا رشتہ

قاسم بن محمد یہ اُمّ ولد کے بطن سے تھے اور ملک حجاز میں ایک صاحب فضیلت فقیہ شمار ہوتے تھے۔

انھوں نے ۱۰۸ھ میں بمقام "قدید" وفات پائی۔ قاسم بن محمدؒ کے بیٹے عبدالرحمٰن بن القاسم اور ایک لڑکی "اُمّ فروہ" تھیں جن کا نکاح محمد بن علی بن الحسینؓ بن علیؓ ابی طالب کے ساتھ ہوا تھا۔

عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ

آپ قریش میں سب سے افضل تھے۔ آپ کی کنیت ابو محمد تھی آپ کی اولاد مدینہ میں ہے۔ جس کی تعداد کچھ زیادہ نہیں۔

اُمّ کلثومؓ بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا

آپ سے عمر ابن الخطابؓ نے عقد کرنا چاہا تھا اور اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پیام بھی دیا جنھوں نے منظور کر لیا تھا لیکن خود اُمّ کلثومؓ کو یہ نسبت پسند نہیں تھی۔ اس لئے انھوں نے

---

[۱] محمد بن ابی بکر ایک شخص کے مقروض تھے اس نے سخت تقاضا کیا تو انھوں نے حضرت عثمانؓ سے شکایت کی اور چاہا کہ حضرت عثمانؓ ان کے حق میں فیصلہ کریں لیکن حضرت عثمانؓ کا فیصلہ جب محمد کے خلاف ہوا تو وہ حضرت عثمانؓ کے خلاف ہو گئے یہاں تک کہ محاصرہ کے وقت یہ ان کے قتل میں شریک تھے۔ ان کی اس جارحانہ حرکت پر صحابہؓ ان سے سخت ناراض تھے۔ خود ان کی بہن ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ ان کو محمد کی بجائے مذمم کہا کرتی تھیں۔ اور حضرت حسن مجتبیٰ ان کو فاسق کہتے تھے۔ (طبقات ابن سعد جلد اوّل ص۲۷)

حضرت عمرؓ سے ایسا حیلہ کیا کہ وہ اپنی درخواست سے رُک گئے۔ اور اُس کے بعد حضرت طلحہ بن عبید اللہ نے اُن سے عقد کر لیا۔ جن کے صلب سے اُمِّ کلثوم کی دو اولادیں زکریا اور عائشہ پیدا ہوئیں۔ پھر طلحہ بن عبید اللہ شہید ہو گئے اور اُمِّ کلثوم سے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن ابی ربیعہ المخزومی نے عقد کر لیا۔

ابوبکر رضی اللہ عنہ اور اُن کی اولاد کے غلام

حضرت بلال رضی اللہ عنہ بن رباح جن کی ماں حمامہ نامی تھیں وہ بنی جمح کے ایک شخص کے مولد تھے جو مکہ میں رہتا تھا اور گرفتار ہو کر غلامی میں آ گئے تھے۔ ابوبکرؓ نے ان کو پانچ اوقیوں کے عوض میں خرید کر آزاد کر دیا۔ حضرت بلالؓ کو راہِ خدا میں کفار سخت تکلیف دیتے تھے۔ وہ بدر اور تمام غزوات میں حاضر رہے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ

آپ وہ پہلے شخص تھے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص موذن ہونے کا شرف حاصل تھا۔ رحلت نبویؐ کے بعد انھوں نے حضرت ابوبکرؓ سے ملک شام کو جانے کی اجازت چاہی اور رخصت پا کر وہیں جا کر قیام کیا۔ پھر تا دمِ مرگ وہیں رہے۔

انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اذان بالکل ہی نہیں کہی تھی۔ مگر جب حضرت عمرؓ ملک شام کو تشریف لے گئے اور یہ ان سے ملے تو حضرت عمرؓ نے اُن کو اذان کہنے کا حکم دیا۔ اور جس وقت انہوں نے اذان کہی تو حضرت عمرؓ اور تمام مسلمان زار و قطار رونے لگے۔ ان کا نام دیوان وظیفہ کے مد میں قبیلۂ خثعم کے شمار میں تحریر تھا۔ اور ملک شام

میں جس قدر حبشی تھے ان سبھوں کا زمرہ خثعم ہی کے چہرہ میں درج ہوا تھا۔ سیدنا بلال رضؓ نے ملک شام ہی میں وفات پائی۔

واقدیؒ نے بیان کیا ہے کہ بلال رضؓ مقام "سراۃ" کے مولد لوگوں میں سے تھے جو یمن اور طائف کے مابین واقع ہے۔ وہ اپنی کنیت ابوعبداللہ کرتے تھے، ان کے جسم کا رنگ گہرا گندمی تھا۔ لاغر اندام اور دراز قد تھے۔ پشت کسی قدر خم تھی۔ بال بہت کثرت سے تھے۔ رخساروں پر بال بہت کم تھے اور کھچڑی تھے۔ جن میں سفید بالوں کا حصّہ بڑھا ہوا تھا۔ وہ اپنے بالوں میں خضاب وغیرہ نہیں کرتے تھے۔ ان کی وفات ۲۰ھ میں بمقام دمشق ہوئی۔ اس وقت ان کی عمر ساٹھ سال سے چند سال زائد تھی۔

حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ

آپ بھی حضرت ابوبکر رضؓ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ عامر رضؓ طفیل بن حارث کی ملک میں تھے جو حضرت عائشہ رضؓ کی ماں اُمّ رومان رضؓ کے بطن سے تھے۔ چونکہ حضرت عامر رضؓ مسلمان ہو گئے تھے اور اس وجہ سے ان کو مشرکین سخت تکلیف دیتے تھے لہٰذا ابوبکر رضؓ نے انھیں خرید فرما کر آزادی دے دی تھی۔

بہت سے راویوں نے جن میں سے ایک راوی "ریاشی" بھی ہے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر رضؓ نے سات شخصوں کو آزاد کیا ہے جن سبھوں کو راہ خدا میں ایذا دی جاتی تھی۔ وہ لوگ حسب ذیل ہیں۔

بلال رضؓ، عامر بن فہیرہ رضؓ، ام عبنس، بنی عمرو بن موئل کی ایک لونڈی نہدیہ اور اسکی بیٹی،

عامر بن فہیرہ رضؓ ہجرت مدینہ کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلّم کے ہمراہ ان کی خدمت گذاری میں تھے۔ وہ جنگ بدر اور واقعۂ بیر معونہ میں حاضر رہے۔ اور اس آخری جنگ میں شہید ہو گئے۔

صفیہ بھی ابو بکرؓ کی لونڈیوں میں شامل تھیں جو محمد بن سیرینؒ کی والدہ ہیں۔

حضرت ابو نافع رضی اللہ عنہ

یہ بھی عبد الرحمٰن بن ابی بکرؓ کے غلام تھے اور عبد الرحمٰنؓ ان کی وجہ سے بہت مالدار تھے اور کہا کرتے تھے "ابی نافع کی قسمت سے یہ سب ہے"۔ ابو نافع بصرہ میں قیام کرتے تھے جہاں ان کا ایک مشہور گھر تھا۔ اور مفرغ الحمیری نے انھیں کے بارہ میں کہا ہے۔

سقے اللہ ارضاً لی ودارًا ترکتہا ۔۔۔ الیٰ جنب داری معقل بن یسار

ابو نافع جار لہا و ابن برثن ۔۔۔ فیالک جاری فرلۃ" وضعار

"ابن برثن" بنی ضبیعہ کے غلام تھے۔ ابو نافع سے لوگوں نے کہا کہ شاعر نے تمھاری ہجو کی ہے۔ انھوں نے جواب دیا "اگر اس نے ہجو کی ہے تو کیا اس سے میں مر جاؤں گا یا میرا بیٹا طلحہ فوت ہو جائے گا۔ لوگوں نے کہا۔ نہیں۔ ابو نافع بولے پھر کیا پرواہ ہے۔

مرہ بن ابی عثمان

عبد الرحمٰن بن ابی بکرؓ کے غلام تھے۔ حضرت عائشہؓ نے زیاد بن ابی سفیان کو ان کی سفارش لکھ دی تھی۔ زیاد امّ المومنینؓ کی تحریر سے بہت مسرور ہوئے اور مرہ کی بے حد خاطر داری کر کے علاقہ بصرہ میں نہر مرہ ان کی جاگیر میں دے دی۔ وہ نہر انہی کی جانب منسوب ہے اور بصرہ میں ان کی اولاد موجود ہے۔

سلیمان بن بلال رضی اللہ عنہ

قاسم بن محمد کے غلاموں میں سے تھے۔ وہ بربری اور بہت ہی خوبصورت آدمی تھے۔ ان کو وصول خراجِ مدینہ کی خدمت دی گئی تھی۔ حدیث بھی اُن سے روایت کی گئی ہے۔ اُنھوں نے ۱۷۲ھ میں عہد خلافت مروان میں بمقام مدینہ وفات پائی۔

حضرۃ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

شجرۂ نسب

عمرؓ بن الخطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن قرط بن رباح بن عبداللہ بن زراح بن عدی بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ، مگر عمرؓ عدی کی جانب منسوب ہونے کی وجہ سے "عدوی" کہلاتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ

خطاب بن نفیل قریش کے سر برآوردہ لوگوں میں سے۔ حضرت عمرؓ کی ماں قبیلۂ فہم کی لڑکی تھیں اور پہلے نفیل کے پاس تھیں۔ نفیل کی رحلت کے بعد عمرو بن نفیل نے ان سے شادی کر لی۔ جن کے صلب سے وہ ایک لڑکے زید بن عمرو نفیل کی ماں بنیں۔

حضرت عمرؓ کے بھائی زید رضی اللہ عنہ

زید کی ماں اُم الخطاب تھیں، یہ زید سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کے والد ہیں۔ سعید بن زیدؓ عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔ یعنی جن دس افراد کو جیتے جی جنتی ہونے کی بشارت زبانِ نبویؐ سے مل چکی تھی۔

غرضکہ خطاب کے دو بیٹے تھے۔ زیدؓ اور عمرؓ۔ حضرت زید بن خطابؓ کی ماں اسماء خاندان بنی اسد بن خزیمہ کی لڑکی تھیں۔ زیدؓ عمرؓ سے

قبل مشرف باسلام ہوئے تھے۔ وہ جنگ بدر میں شریک تھے۔ اس لڑائی میں ان کے اور حضرت عمرؓ کے ساجھے میں ایک زرہ مشترک تھی جس کے پہننے کے لئے ان میں سے ہر ایک شخص یہی کہتا تھا کہ "واللہ اس کو تمھارے سوا اور کوئی نہ پہنے گا"۔ اس کے بعد وہ جنگ احد میں شریک ہوئے جس کے اندر وہ تنہا چار شخصوں کے مقابلہ پر ثابت قدم رہے۔ بھاگنے والوں کے ساتھ بھاگے نہیں۔ ان کو ۱۲ھ میں مسلمہ کذاب کی جنگ میں بھی شرکت کا اتفاق ہوا تھا۔ مگر اس میں یہ شہید ہو گئے۔ ان کے قاتل کا نام ابو مریم الحنفی بیان کیا گیا ہے۔ اور ایک قول ہے کہ ان کو ابو مریم کے بھائی "سلمہ" نے قتل کیا تھا۔ حضرت زیدؓ اپنی کنیت ابو عبد الرحمٰن کرتے تھے۔

عبد الرحمٰن بن زید رضی اللہ عنہ

حضرت زیدؓ کے بیٹے عبد الرحمٰنؓ تھے جن کی ماں ابی لبابہ انصاری کی بیٹی تھیں۔ اور زیدؓ کی صاحبزادی کا نام "اسماء" تھا جن کی شادی حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کے ساتھ ہوئی تھی۔ مگر حضرت عبید اللہؓ اپنی بیوی کی حیات ہی میں شہید ہو گئے[۱]۔ عبد الرحمٰن بن زید کے دو بیٹے عبد الحمید بن عبد الرحمٰن (جو لنگڑے تھے) اور عبد اللہ بن عبد الرحمٰن تھے۔ جن کی ماں فاطمہؓ بنت عمرؓ تھیں۔

[۱] حضرت عبد اللہ بڑے مجاہد اور جوشیلے تھے۔ انھوں نے اپنے والد حضرت عمر فاروقؓ کے قاتلوں کو قتل کر ڈالا تھا۔ چنانچہ حضرت علی مرتضےٰؓ نے فتویٰ دیا کہ قصاص میں عبید اللہ کو قتل کیا جائے۔ یہ بات طول پکڑ گئی تو حضرت عثمان رضؓ نے قصاص کی رقم اپنی جیب سے دیکر حضرت عبید اللہ کی جان بچائی۔ پھر عہد مرتضوی میں ان کی تلاش ہوئی تاکہ ان سے قصاص لیا جائے تو یہ بھاگ کر امیر معاویہؓ کے پاس دمشق چلے گئے اور جنگ صفین میں حضرت معاویہؓ کے ساتھ حضرت علیؓ کی مخالفت میں اٹھے یہاں تک شہید ہو گئے۔

عبدالحمید، عمرؓ بن عبدالعزیز خلیفہ دمشق کے عہد میں ان کی طرف سے ایک ملک کے عامل (گورنر) مقرر ہوئے تھے۔ عبدالحمید کی اولاد حسب ذیل تھی۔

ابراہیم، عبدالملک، عبدالجبیر، عمر، زید، عبدالعزیز اور محمد، سات فرزند نرینہ، ابراہیم بن عبدالحمید کے بیٹے، اسحٰق خطابی کے لقب سے مشہور تھے۔ جن کی اولاد شہر بصرہ میں نہایت مقتدا اور معزز رہے۔ اور عبدالحمید کے باقی ماندہ بیٹے صوبوں کے والی مقرر تھے۔

حضرت عمر رضی عنہ اللہ کی کنیت

حضرت عمر بن الخطاب رضی عنہ اللہ اپنی کنیت ابوحفص کرتے تھے۔ ان کی ماں ختمہ ہشام بن المغیرہ المخزومی کی بیٹی تھیں، چونکہ انھوں نے بالاعلان اسلام قبول کیا تھا اور بلند آواز سے لوگوں کو اپنے مسلمان ہونے کی اطلاع دی تھی، حالانکہ ان سے قبل لوگ اپنے اسلام کو مخفی رکھتے تھے اس لئے ان کو "فاروق" کہا جاتا تھا کیونکہ انھوں نے حق و باطل کے مابین امتیاز قائم کیا تھا۔ جس دن حضرت عمرؓ اسلام لاتے ہیں شہر مکہ میں مسلمانوں کی تعداد اُنتالیس ۳۹ مرد و عورت تھی جو اُن کے مشرف باسلام ہونے سے پورے چالیس ۴۰ شخص ہو گئے۔

حضرت ابن مسعودؓ کا بیان ہے کہ جس وقت سے حضرت عمرؓ مشرف باسلام ہوتے ہم لوگ برابر معزز رہے اور کفار سے ذرا بھی نہیں دبے۔

حضرت عمر رضی عنہ اللہ کا سراپا

اہل سیر نے حضرت عمرؓ کی رنگت میں اختلاف کیا ہے۔ بعض اہل حجاز کا قول ہے کہ وہ سفید چٹے رنگت کے دراز قد چھریرے

شخص تھے جن کے چہرہ پر سُرخی غالب تھی۔

اور اہل کوفہ روایت کرتے ہیں کہ نہیں وہ گہری گندمی رنگت کے تھے۔ اور داڑھی میں مہندی کا خضاب کیا کرتے تھے۔ ایک دوسری روایت میں ذکر ہے کہ عمرؓ دونوں ہاتھوں سے یکساں کام کرتے تھے اور یہ روایت معتبر ہے۔ چند راویوں کے ذریعہ سے بواسطۂ سماک بن حرب مروی ہے کہ حضرت عمرؓ جس وقت راستہ میں چلتے تو اُن کے پیروں کے گٹے آپس میں رگڑ کھا جایا کرتے تھے اور وہ اس قدر بلند و بالا تھے کہ وہ سوار معلوم ہوتے اور دوسرے لوگ پیادہ چلنے والے نظر آتے یا ایسا معلوم ہوتا کہ وہ "سدوس" کے لوگوں میں سے ہیں۔

عہدِ خلافت

حضرت ابُوبکر صدیق رضی عنہ اللہ نے اُن کو ولی عہد مقرر کیا تھا۔ چنانچہ وہ حضرت ابوبکرؓ کے بعد خلیفۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے۔ ان کی خلافت کے دو ہی برسوں میں خدائے کریم نے اُن کو بیت المقدس پر فتح بخشی، دمشق پر قبضہ دیا۔ دمشق کا شہر حضرت خالدؓ کے ہاتھوں صلح سے فتح ہوا تھا، ان کے علاوہ میان، دشتِ میان، ابوقباد اور یرموک کی لڑائیاں بھی سر ہوئیں۔ اہواز اور اس کے اضلاع میں حضرت ابی موسیٰ اشعریؓ کے ہاتھوں "جابیہ" کی لڑائی فتح ہوئی۔

سنہ ۱۹ھ میں زیر سپہ سالاری حضرت سعد بن ابی وقاصؓ لشکرِ اسلام نے "جلولاء" کی لڑائی جیتی۔ اسی سال حضرت معاویہؓ ابن ابی سفیان کی سپہ سالاری میں "قیساریہ" کی لڑائی میں مسلمانوں کو فتح و نصرت حاصل ہوئی۔

اس کے بعد ۲۰ھ میں "باب العیون" کا واقعہ ہوا۔ اس جنگ میں لشکر اسلام کے سردار حضرت عمرو بن العاص رض تھے۔ ایک ضلع "ارجان" ۲۲ھ میں فتح ہوا۔ اس فوج کشی کی سپہ سالاری حضرت مغیرہ بن شعبہ رض کے ہاتھوں ہوئی۔

۲۱ھ میں نہاوند کی جنگ ہوئی جس کے سپہ سالار حضرت نعمان بن مقرن المزنی تھے۔ ۲۳ھ میں اصطخر کا پہلا معرکہ اور ہمدان کی جنگ واقع ہوئی۔ طاعون عمواس کی عالمگیر تباہی ۱۸ھ میں واقع ہوئی تھی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت

حضرت عمر رض نے پے در پے دس سال مسلمانوں کے ساتھ حج کئے۔ دسویں حج سے فارغ ہوکر جب وہ اپنے صدر مقام اور عہد خلافت یعنی مدینہ واپس آئے تو حضرت مغیرہ بن شعبہ رض کے مجوسی غلام "فیروز ابو لولو" نے اُن کو شہید کر ڈالا۔ حضرت عمر رض کی شہادت چھبیس ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ھ کو واقع ہوئی۔

واقدی نے بیان کیا ہے کہ جس دن ابو لولو نے حضرت عمر رض پر خنجر سے وار کیا ہے اس دن سے ماہ ذی الحجہ کے تمام ہونے میں سات دن باقی رہ گئے تھے۔ اور وہ چہار شنبہ کا دن تھا۔ تین دن تک حضرت عمر رض زخم کی تکلیف میں مبتلا رہے۔ پھر چار دن ماہ ذی الحجہ کے ختم ہونے میں باقی رہ گئے تو آپ نے وفات پائی۔ اُن کی نماز جنازہ حضرت صہیب رض نے پڑھائی تھی اور حضرت عائشہ رض کے حجرہ میں حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رض کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

ابن اسحٰق کا بیان ہے کہ حضرت عمرؓ کی خلافت کا زمانہ دس سال چھ ماہ اور پانچ یوم تھا۔

حضرت فاروق اعظم رضی عنہ اللہ کی عمر

اُن کے بارہ میں راویوں کا اختلاف ہے۔ ابن اسحٰق کا بیان ہے کہ وفات کے دن تک ان کی عمر پچپن سال کی تھی۔ اور یہ قول ابی الیقظان کا ہے۔ مگر واقدی نے بذریعہ قیس بن الربیع ابی اسحٰق اور عامر بن سعد کے روایت کی ہے کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے ترسیٹھ ۶۳ سال کی عمر پاکر دنیا سے رحلت فرمائی۔ مگر میرے خیال میں یہ قول بالکل غلط ہے۔ صحیح بات وہی ہے جو پہلے ذکر کی گئی۔

زید بن اخزم نے ابو قتیبہ جریر بن جازم، ایوب اور نافع سے روایت کی ہے کہ نافع نے بیان کیا: "مجھ سے حضرت ابن عمرؓ فرماتے تھے کہ عمرؓ پچپن سال کی عمر میں شہید ہوئے"۔

حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کی اولاد اور ان کی نسلیں

حضرت عبداللہؓ حضرت حفصہؓ اور اُن کی ماں حضرت "زینب" بنت مظعون تھیں۔ عبداللہؓ ان کی ماں "ملیکہ" جرول خزاعی کی لڑکی تھیں۔ عاصمؓ ان کی والدہ "جمیلہ" عاصم ابن ثابت حمی الدبر کی بیٹی تھیں۔ بی بی فاطمہؓ اور زیدؓ یہ دونوں حضرت اُمّ کلثومؓ کے بطن سے تھے۔ جو علی ابن ابی طالبؓ کی صاحبزادی بی بی زہراؓ دختر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بطن سے تھیں۔

مگر ایک روایت میں ہے کہ بی بی اُمّ کلثومؓ کی جو بیٹی عمرؓ کے صلب سے پیدا ہوئی تھیں ان کا نام رقیہ تھا۔ اُن کی شادی حضرت عمرؓ نے ابراہیم

بن نعیم النجام کے ساتھ کی تھی۔ وہ اپنے شوہر کے سامنے ہی فوت ہو گئیں اور لاولد مریں۔ مجبیر رضؓ (ان کا نام عبدالرحمٰن تھا) اور ابو شحمہ رضؓ (ان کا نام بھی عبدالرحمٰن تھا) اور فاطمہ رضؓ اور چند اور لڑکیاں۔ یہ سب حضرت عمر ابن الخطاب رضؓ کی صلبی اولادیں تھیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

کنیت ابو عبدالرحمٰن تھی۔ وہ اپنے والد ماجد کے ساتھ ہی مکہ میں مشرف باسلام ہوتے تھے۔ جب کہ ان کا بچپن تھا۔ وہ تمام غزوات میں جو بدر اور اُحد کے بعد ہوئے شریک رہے اور عبدالملک بن مروان اموی خلیفہ کے عہد تک بقید حیات رہے۔

ابوالیقظان نے بیان کیا ہے کہ مؤرخین کہتے ہیں "حجاج امیر عراق نے ان کے قتل کے لئے مخفی طور پر ایک شخص کو مامور کیا تھا جس نے اپنے نیزہ کی نوک زہر آلود کر کے راستے میں چلتے ہوئے ان کی پشت پا پر چبھو دی۔ پھر حجاج خود ان کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ ابا عبدالرحمٰن آپ کو کس شخص نے ایذاء پہنچائی ہے؟ عبداللہ ابن عمر رضؓ نے کہا۔ خود تمھیں نے ایذاء پہنچائی ہے۔"

حجاج نے متحیر بن کر دریافت کیا۔ خدا آپ پر رحم کرے آپ ایسی بات کیوں کہتے ہیں؟

ابن عمر رضؓ نے جواب دیا "اس لئے کہ جس مقام میں ہتھیار باندھ کر چلنا ممنوع ہے تم وہاں مسلح ہو کر چلے"۔ اسی زخم کے صدمہ سے انھوں نے وفات پائی۔ ان کی نماز جنازہ مقام "روم" کے قریب پڑھائی گئی۔ اور حائط حرمان میں مدفون کیے گئے۔

ابوالیقظان کے سوا اور لوگوں نے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے شہر مکہ میں وفات پائی اور مقام "فخ" میں مدفون ہوئے۔ ان کی عمر وقت رحلت چوراسی سال کی تھی اور وہ اپنی داڑھی زعفران سے خضاب کیا کرتے تھے۔ مکہ میں جسقدر اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت کی حضرت عبداللہ ابن عمرؓ ان سب کے آخر میں فوت ہوتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی عنہ اللہ کی اولاد

عبداللہ بن عبداللہ بن عمرؓ ان کی ماں صفیہ بنت ابوعلبید مختار کی بہن تھیں۔ سالم بن عبداللہ بن عمرؓ اُمّ ولد کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ اور اُن کے علاوہ عاصمؓ حمزہ، بلال اور واقد یہ سب عبداللہ ابن عمرؓ کے بیٹے تھے۔ اور چند لڑکیاں تھیں جن میں سے ایک لڑکی عمرو بن عثمان بن عفانؓ کو بیاہی گئی تھیں اور دوسری عروہ بن الزبیرؓ کو منسوب تھیں۔

عبداللہ بن عمرؓ کے جن صاحبزادے کا نام عبداللہ تھا وہ قریش کے ممتاز لوگوں میں شمار ہوتے تھے۔ اور اپنے باپ کے وصی بھی تھے۔ ان کی یادگار نسل مدینہ میں ہے کہ منجملہ اس کے عمر بن عبدالعزیز بن عبداللہ بن عمرؓ خلیفہ مہدی عباسی کی طرف سے ولایت کرمان کے عامل مقرر ہوتے تھے۔ پھر خلیفہ موسیٰ عباسی نے ان کو مدینہ کا عامل مقرر کیا اور اسی نسل سے ایک شخص عبداللہ بن عبدالعزیزؓ بڑے پرہیزگار عبادت گذار اور صاحب فضیلت تھے۔ جو مدینہ کے قریب ایک صحرا میں فوت ہوئے۔

سالم بن عبداللہ اپنی کنیت "اباعمر" کیا کرتے۔ وہ نہایت خوبیوں

کے شخص تھے۔ اور بڑے جید فقیہ ان کے باپ عبداللہ اُن کی محبت کے بارہ میں انگشت نما کئے جاتے تھے تو یہ کہتے تھے۔

یلوموننی سالم والومھم وجلدۃ بین العین والانف سالم

لوگ مجھکو سالم کی محبت میں ملامت کرتے ہیں اور میں انکو برا کہتا ہوں اور میری خالی آنکھ اور ناک کے مابین سالم ہے

واقدی کا قول ہے کہ سالم اپنی کنیت ابا منذر کرتے تھے۔ اور وہ ۱۰۶ھ میں بمقام مدینہ فوت ہوئے۔ ان کے جنازہ کی نماز ہشام بن عبدالملک (اموی خلیفہ) نے پڑھائی تھی۔ عاصم بن عبداللہ بن عمر رضؓ کے بیٹے کا نام محمد تھا جن کی نسل کوفہ میں پائی جاتی ہے۔

واقد بن عبداللہ بن عمر رضؓ احرام باندھنے کی حالت میں اونٹ پر سے گر کر فوت ہو گئے۔ اُن فرزند عبداللہ بن واقد قریش کے نامور لوگوں میں تھے۔ جن کے بارہ میں ایک شاعر کا قول ہے۔

احب من النسوان کل خریدۃ

میں عورتوں میں ہر ایسی زیبا اندام عورت کو پسند کرتا ہوں

اما حسن عباد و جسم بن واقد

جو عباد کا سا حسن اور ابن واقد کا سا جسم رکھتی ہو۔

عبادہ سے شاعر کی مراد "عباد بن حمزہ بن عبداللہ بن زبیر رضؓ بلال بن عبداللہ بن عمر رضؓ کے پسر ہیں۔ چوٹ کا نشان تھا اس لئے عبداللہ بن عمر رضؓ ان سے کہا کرتے تھے کہ " بلال! کیا تم کو یہ اُمید ہے کہ اشجع بن عمر رضؓ تمھیں ہو گے؟ یہ کم سنی ہی میں فوت ہو گئے اور اُن کی نسل نہیں چلی۔

★

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

بڑے طاقتور اور تیز مزاج شخص تھے جس وقت حضرت عمرؓ قتل کیے گئے انھوں نے فوراً تلوار کھینچ کر ابولولو کی بیٹی ہرذان اور جُفینہ اور ایک عجمی شخص، تین آدمیوں کو قتل کر ڈالا اور کہنے لگے "میں کسی عجمی کو جان سے مارے بغیر باز نہ آؤں"۔ علی ابن ابی طالبؓ نے ان کو بے گناہ لوگوں کے قتل کے قصاص میں قتل کرنے کا ارادہ کیا تو وہ معاویہؓ کے پاس بھاگ گئے اور اُن کے ساتھ جنگِ صفین میں شریک ہوئے تھے جس میں مقتول ہو گئے۔

عبداللہ بن عمرؓ کی اولاد ابوبکر، عثمان اور ام عیسیٰ وغیرہ لڑکے اور لڑکیاں ہیں۔ ابوبکر بن عبیداللہ بن عمرؓ کی ایک بیٹی اُمّ سلمہ نامی تھی جو حجاج کو بیاہی گئی تھی۔ عثمان بن عبیداللہ بن عمرؓ کی ایک لڑکی اُمّ عثمان نامی تھی جو اموی خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ منسوب تھی۔

حضرت عاصم بن عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ

بڑے صاحبِ فضل اور باخبر آدمی تھے۔ انھوں نے ۷۰ھ میں عبداللہ بن زبیرؓ کی شہادت سے پہلے وفات پائی۔ ان کے بھائی عبداللہ بن عمرؓ نے ان کے مرثیہ میں یہ شعر کہا ہے۔

فلیت المنایا کن خلفن عاصماً

کاش دستِ اجل نے عاصم کو چھوڑ دیا ہوتا تو ہم سب مل کر

فعشنا جمیعاً او ذھبن بنا معاً

زندہ رہتے ورنہ ہم سبھوں کو ایک ساتھ لے جاتا

عاصم بن عمرؓ کے دو بیٹے حفص اور عمر اور تین لڑکیاں حفصہ اُمّ عاصم اور اُمّ مسکین جملہ پانچ اولادیں تھیں۔ اُمّ عاصم کی شادی عبدالعزیز بن مروان سے ہوئی تھی جن کے بطن سے حضرت عمرؓ بن عبدالعزیز[۱] تولد ہوئے ان کے انتقال کے بعد عبدالعزیز بن مروان نے ان کی دوسری بہن حفصہ کے ساتھ عقد کر لیا۔ جن کے واسطے کہا جاتا تھا کہ اُمّ عاصم کے مردوں سے حفصہ کوئی نسبت نہیں رکھتیں۔

سیّدہ اُمّ مسکین سے یزید بن معاویہ رضؓ نے عقد کیا تھا مگر اس نے اُن کو طلاق دے دی۔ جس کے بعد گورنر کوفہ عبیداللہ بن زیاد نے اُن کو اپنی زوجیت میں لے لیا۔

حفص بن عاصم کے ایک لڑکا اور ایک لڑکی اُمّ عاصم نامی تھی عمر بن حفص کے بیٹے عبیداللہ بن عمر العمری ہیں جو حدیث کے راوی ہیں۔

حضرت ابو شحمہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

اُن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے شراب خواری اور ایک دوسرے قبیح فعل کی وجہ سے شرعی سزائے تازیانہ دی تھی جس کے صدمہ سے وہ فوت ہو گئے اور ان کی کوئی اولاد نہیں ہے۔

حضرت زید بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

بنی عوبج اور بنی رزیح کے مابین ایک جنگ میں پتھر کے صدمہ سے فوت ہوئے اور اُن کی اولاد بھی کوئی نہیں ہے[۲] اور ایک اور قول ہے کہ وہ اور اُن کی ماں اُمّ کلثوم[۳] رضؓ

۱؎ آپ خلفائے بنو امیہ میں سب سے افضل اور اعلیٰ خلیفہ ہیں۔ مؤرخین آپ کو عمرؓ ثانی بھی لکھتے ہیں

۲؎ یہ اُمّ کلثوم حضرت علی کی نور نظر اور سیدہ فاطمہ زہراؓ کی لخت جگر تھیں تفصیلات آگے ملاحظہ فرمائیں۔

۳؎ حضرت زید بن عمرؓ کی نسل چلی۔ ناگور شریف کے بزرگ اُن ہی زید بن عمرؓ کی نسل پاک سے ہیں۔ دیکھئے ان کا

دونوں نے ایک ہی ساعت میں وفات پائی جس کی وجہ سے کسی کو ایک دوسرے کی میراث نہیں ملی۔ اُن کے جنازہ کی نماز عبداللہ ابن عمرؓ نے پڑھائی تھی جنھوں نے حضرت زید کی نمازِ جنازہ پہلے پڑھی اور سیّدہ اُمّ کلثومؓ کا جنازہ مؤخر کر دیا۔ اسی وقت سے یہ طریقہ جاری ہو گیا کہ مردوں کے جنازہ کی نماز پہلے پڑھی جائے اور عورتوں کی اُن کے بعد۔

حضرت مجبر بن عمرؓ بن الخطاب رضی عنہ اللہ

ان کے کئی لڑکے تھے لیکن وہ سب فوت ہو گئے ان میں سے ایک بھی باقی نہیں رہا۔

غلامانِ عمر رضی عنہ اللہ

مالکؓ الدار حضرت عمرؓ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ حضرت عمرؓ نے ان کو ایک مکان کا متولی مقرر کیا تھا جس کے اندر یہ لوگوں کو کچھ تقسیم کیا کرتے تھے۔

مالک الدار کی اُمّ ولد "حیّی" نے حضرت عثمان بن عفان رضؓ کو دودھ پلایا تھا جو نہایت شکیل تھیں۔ حضرت عثمان رضؓ نے اُن سے کہا کہ میں تم کو جاگیر دینا چاہتا ہوں۔ بتاؤ تمھیں کیا پسند ہے۔ پانچ حصّوں میں کا ایک حصّہ یا چھ حصّوں میں کا ایک حصّہ؟۔ حیّی نے کہا چھٹا حصّہ۔ حضرت عثمانؓ نے اُن کی حسبِ خواہش چھٹا حصّہ دے دیا۔ جس کے بعد مالک الدّار ملک یمن کو چلے گئے۔ مالک الدّار کے موالی میں "ذکوان" صاحبِ مرتبت تھے وہ بعض ملکوں کے عامل بھی مقرر ہوتے تھے۔ اور ان کی یہ بات اتنی مشہور ہے کہ مکّہ سے مدینہ تک کا سفر انھوں نے ایک رات دن میں طے کیا جو کہ نہایت حیرت انگیز کام تھا۔

★

حضرت مہجع رضی اللہ عنہ

آپ بھی حضرت عمرؓ کے مولی تھے اور آپ جنگ بدر میں شہید ہوتے تھے۔

حضرت اسلم رضی اللہ عنہ

یہ بھی حضرت عمر بن الخطابؓ کے غلام تھے۔ بقول سعید بن المسیبؓ بجاوہ کے حبشی تھے۔ وہ اپنی کنیت ابا زید کیا کرتے۔ حضرت عمرؓ نے ان کو سنہ ۱۲ھ میں خرید کیا تھا۔ جس سال اشعث بن قیس آہنی زنجیروں میں گرفتار کرکے حضرت ابوبکرؓ کے پاس حاضر کیا گیا تھا[۱]۔ اسلمؓ کا بیان ہے کہ میں نے اشعث کو حضرت ابوبکرؓ سے باتیں کرتے سُنا تھا۔

حضرت اسلمؓ کی وفات عہدِ خلافت عبدالملک بن مروان میں ہوئی۔ حضرت اسلمؓ نے حضرت عمرؓ سے بکثرت حدیثیں روایت کی ہیں اور اُن کے بیٹے زید بن اسلم اپنے باپ سے بہت سی حدیثیں روایت کرتے ہیں۔

حضرت نافعؓ یہ عبداللہ بن عمرؓ کے مولیٰ تھے۔ اُن کی کنیت ابا عبداللہ تھی۔ وہ ابر شہر ثانی کے رہنے والے تھے۔ عبداللہ بن عمرؓ نے اپنے غزوات میں ان کو پایا تھا۔ نافعؓ کے بیٹے ابوبکر، عبداللہ اور عمر تینوں کی احادیث کے راوی ہیں۔

حضرت ہنی

آپ بھی حضرت عمر بن الخطابؓ کے مولی تھے اور یہی اس بات کے راوی ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ نے بجز سرزمین زبقیع کے اور کسی قطع اراضی کو رحمی نہیں بنایا تھا۔ صرف یہی اراضی اُن کے

---

[۱] اشعث بن قیس شیعیانِ علی میں سے تھے۔ جنگ صفین میں انھوں نے حضرت علی کی حمایت میں کارہائے نمایاں انجام دیئے تھے۔ حضرت حسنؓ مجتبیٰ کی زوجہ جعدہ انھیں کی بیٹی تھیں جن کے بارے میں مشہور ہے کہ انھوں نے حضرت حسنؓ کو زہر دیا تھا۔

گھوڑوں کی چراگاہ کے لئے محفوظ کر دی گئی تھی جن پر وہ بحالتِ غزوات سوار ہوا کرتے۔

حضرت مُبارکؒ بن فضالہ

یہ بھی حضرت عمرؓ کے موالی میں شامل تھے۔ اُن کے جدا بو اُمیّہ عمرؓ کے مکاتب غلام تھے۔ جن کا نام عبدالرحمٰن تھا۔ مبارک سے بہت سی حدیثیں مروی ہیں۔ انھوں نے ۱۶۵ھ میں وفات پائی۔ مبارک کے چند اور بھائی بھی احادیث کے راوی ہیں کہ منجملہ ان کے المفضل بن فضالہ اور عبدالرحمٰن بن فضالہ بھی ہیں۔

○

امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

نام ونسب

عثمانؓ بن عفان بن ابی العاص بن اُمیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ۔ ان کی کنیت ابا عمرو، ابا عبداللہ اور ابالیلی ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے والدین

حضرت عثمانؓ کے پدر بزرگوار عفانؓ ایک تجارتی سفر میں ملک شام کو گئے تھے اور وہیں وفات پائی۔ مگر ایک قول یہ ہے کہ وہ مقام عمیصاء میں "فاکہہ بن المغیرہ کے ساتھ مقتول ہوئے۔

عفانؓ کی اولاد میں حضرت عثمانؓ، آمنہ اور ارنب تین لڑکے اور لڑکیاں ہیں جن کی ماں حضرت اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس کی بیٹی تھیں۔ حضرت اروی کی ماں کا نام " بیضا " ہے جو عبد المطلب کی صاحبزادی ہیں۔ اس طرح پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی والدہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔

*

حُسن و جمال

واقدی کا بیان ہے کہ عثمانؓ میانہ اندام، خوبصورت اور خندہ رو شخص تھے۔ داڑھی گھنی اور بڑی تھی۔ رنگت گندمی تھی، سر کے بال بکثرت تھے اور وہ اپنے دانتوں کو سونے کے تاروں سے باندھا کرتے تھے۔

واقدی کے سوا اور راویوں نے اتنا اضافہ کیا ہے کہ حضرت عثمان چندلے اور شرمیلے تھے ان کے کانوں کے نیچے بالوں کا انبوہ تھا۔ سر اور داڑھی کے بالوں کی کثرت کی وجہ سے اُن کے دشمن انھیں عثولؔ (سست و فرومایہ) کہا کرتے تھے۔

نبی زادیوں سے عقد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کے ساتھ اپنی دو بیٹیاں رقیہؓ اور اُم کلثومؓ بیاہی تھیں، عثمانؓ قبیلۂ قریش میں نہایت ہر دل عزیز شخص تھے۔ چنانچہ ایک قریشی شاعر کا قول ہے۔

"احبّ والرحمٰن، حبّ قریش وعثمان، اذا دعا بالمیزان"
یعنی میں تجھ کو اتنا ہی محبوب رکھتا ہوں جس قدر اہل قریش عثمانؓ کو چاہتے ہیں جس وقت کہ وہ میزان کے لئے بلائے جائیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہٗ پہلے مہاجر

عثمانؓ سب سے پہلے ہجرت کرنے والوں میں تھے انھوں نے بحالت قیام مکہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی، رقیہؓ سے شادی کرنے کے بعد انھیں ساتھ لے کر سرزمین حبشہ کی جانب ہجرت کی تھی۔ جس کے بارہ میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:

"یہ دونوں پہلے شخص ہیں جنھوں نے ابراہیم ولوط علیہما السلام کے بعد راہِ خدا میں ترکِ وطن کیا ہے" اس کے بعد حضرت عثمان رضؓ نے دوسری ہجرت مدینہ کی جانب کی۔ اس طرح ان کی دو ہجرتیں ہوئیں

بیرِ رومہ ملّت پر وقف

اُنھوں نے بیرِ رومہ کو خرید لیا تھا جو ایک یہودی کا کنواں تھا اور وہ اُس کا پانی مسلمانوں کے ہاتھ بقیمت فروخت کیا کرتا تھا۔

رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ حالت دیکھ کر فرمایا کہ "رومہ (کنواں) کو کون شخص خرید کر مسلمانوں پر وقف کرتا ہے تاکہ وہ اپنا ڈول بھی ان لوگوں کے ڈولوں کے ساتھ بھرتا رہے اور اُس شخص کو اس کے اجر میں ایک جنّت کا کنواں ملے گا"

یہ کلام سنکر حضرت عثمان رضؓ یہودی کے پاس گئے اور اس سے کنوئیں کی قیمت معلوم کرنی چاہی لیکن اس نے پورا کنواں فروخت کرنے سے انکار کر دیا۔ اس وقت عثمان رضؓ نے نصف کنواں بارہ ہزار درہم قیمت ادا کر کے خرید لیا۔ اور اُسے مسلمانوں پر وقف کر دیا۔ اُس کے بعد عثمان رضؓ نے یہودی سے کہا کہ اگر تم چاہو تو ایک دن یہ کنواں میری ملک رہے اور ایک دن تمھاری ملک ہو۔ ورنہ اگر تمھاری مرضی ہو تو میرے حصّے میں دو قرئیے مقرر کر دو۔ یہودی نے کہا نہیں پہلی صورت بہتر ہے۔ ایک دن تمھارا اور ایک دن میرا۔ اب یہ صورت ہونے لگی کہ جب عثمان رضؓ کا دن آتا تو مسلمان لوگ اتنا پانی لے لیا کرتے جو کہ دونوں دنوں کے لئے کافی ہوتا۔ یہودی یہ حالت دیکھ کر سخت گھبرا گیا اور عثمان رضؓ سے کہنے لگا کہ تم نے میرے کنوئیں کو خراب کر ڈالا ہے۔ اب اس کا باقی ماندہ نصف حصّہ بھی خرید لو۔ عثمان رضؓ

رضی اللہ عنہٗ نے وہ نصف حصّہ بھی آٹھ ہزار درہم دیکر خرید لیا۔

مسجد نبویؐ کی توسیع

ایک بار رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔" ہماری مسجد میں کون شخص اضافہ کرتا ہے۔ یہ سُنکر حضرت عثمان رضؓ نے پانچ سوار جگہ خرید کر کے مسجد میں بڑھادی۔

اُنھوں نے نو سو پچاس اونٹوں سے" جیش العسرت" کی درستی کی تھی اور پچاس گھوڑے دیکر ہزار سواریوں کی کمی پوری کردی۔

جنگِ بدر میں عدمِ شرکت

وہ جنگِ بدر میں اس لئے شریک نہیں ہوسکے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم انھیں اپنی بیٹی رقیہ کی تیمار داری کے لئے چھوڑ گئے تھے جو بیمار تھیں۔ چنانچہ انھوں نے اسی زمانے میں رحلت کی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہٗ نے اُن کو دفن کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے مالِ غنیمت میں ان کا بھی حصّہ لگایا تھا۔ اور اُن کے ثواب جہاد کی بھی بشارت دی تھی۔

بیعتِ رضوان

وہ بیعتِ رضوان میں بھی شامل نہیں ہوئے جس کی وجہ یہ ہوئی کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو مکّہ میں مشرکین کے پاس یہ پیام کہنے کو بھیجا تھا کہ آپ جنگ کی نیّت سے نہیں تشریف لائے ہیں۔ پھر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کی جانب سے اپنا بایاں ہاتھ قائم مقام بناکر بیعت کرلی۔

وہ جنگِ اُحد میں شریک تھے مگر شکست کھانے والوں کے ساتھ بھاگ کر غائب چلے گئے جو تین دن کے راستے پر واقع تھا۔ اسی واسطے یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ اِنَّ الَّذِیۡنَ تَوَلَّوۡا مِنۡکُمۡ یَوۡمَ الۡتَقَی الۡجَمۡعٰنِ اِنَّمَا

استزلھم الشیطان ببعض ما کسبوا ولقد عفا اللہ عنھم۔" یعنی جو لوگ تمھارے گروہ میں سے دونوں فوجوں کی مڈبھیڑ کے دن بھاگ نکلے انھیں شیطان نے بہکا دیا جس کی وجہ سے ان کے بعض اعمال تھے اور بیشک اللہ تعالیٰ نے انھیں معاف فرمادیا ہے۔

زمانۂ خلافت اور فتوحات

یکم محرم ۲۴ھ کو جب کہ آپ کی عمر اُنہتر ۶۹ سال کی تھی ان سے خلافت کی بیعت کی گئی۔ اُن کے عہدِ خلافت میں سب سے پہلے فوج کشی "رے" پر ہوئی جس کے سپہ سالار ابوموسیٰ اشعری رضؓ تھے۔ اس کے بعد مرتبہ بمرتبہ اسکندریہ، شاپور، افریقیہ، قبرص، سواحلِ بحرِ روم، اصطخر الآخرہ، فارس الاولیٰ، جور و فارس الآخرہ، طبرستان، دارابجرد، کرمان، سجستان۔ بعد ازاں دریا میں مقاماتِ اساوۃ، پھر افریقیہ، حصون، قبرص، ساحل اردن اور سب سے آخری ۳۲ھ میں جنگ مرو حضرت عبداللہ بن عامر رضؓ کے ہاتھوں فتح ہوئی۔

اس کے بعد ماہ ذی الحجہ ۳۵ھ میں خود حضرت عثمان رضؓ کو لوگوں نے محاصرہ میں لے لیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر اعتراضات

جن باتوں کی وجہ سے لوگ حضرت عثمان رضؓ پر ناراض ہوئے وہ یہ تھیں کہ اُنھوں نے حکم بن ابی العاص کو پناہ دیکر اُسے ایک لاکھ درہم عطا کئے تھے۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے خارج البلد کر دیا تھا۔ اور ابوبکر رضؓ یا عمر رضؓ نے اُن کو پناہ نہیں دی تھی

۱؎ حکم حضرت عثمان رضؓ کے چچا تھے۔ حضرت عثمان رضؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

لوگوں کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے "مھزور" کو جو مدینہ کے بازار کی جگہ ہے مسلمانوں پر وقف کر دی تھی۔ وہ زمین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حرث بن الحکم مروان کے بھائی کو جاگیر میں دے دی۔ اور باغ فدک مروان کی جاگیر میں دے دیا[۹۵]۔ حالانکہ وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موقوفہ جائداد تھی۔

(گذشتہ سے پیوستہ) سفارش کی تھی کہ حکم کو مدینہ آنے دیا جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکی اجازت دیدی تھی لیکن ابھی فرمان جاری نہیں کیا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رحلت فرما گئے۔ حضرت عثمان رض نے حضرت ابوبکر پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے اجازت کا تذکرہ کیا لیکن چونکہ حضرت عثمان رض کے پاس گواہ نہ تھے اس لئے حکم کی واپسی کا حکم نہ ملا۔ لہذا جب خود حضرت عثمان رض خلیفہ ہوئے تو آپ نے ان کو مدینہ بلوالیا۔ رہی ایک لاکھ دینے کی بات تو یہ رقم حکم کو نہیں مروان بن حکم کو عطا ہوئی تھی وہ بقول قدیم مؤرخ ابو علی جبائی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی جیب سے دی تھی۔ بعض کہتے ہیں کہ بیت المال سے دی لیکن طبری نے اسکی تصریح کر دی ہے کہ یہ رقم بطور قرض دی تھی۔ جو بعد میں بیت المال میں جمع کر دی گئی (تفصیل کیلئے دیکھئے حضرت عثمان رض کے سرکاری خطوط)

[۹۵] حضرت عثمان رض نے حرث کو جاگیر نہیں دی تھی بلکہ اس جاگیر کا انکو حاکم مقرر کیا تھا اور جب انھوں نے اپنی ذمہ داری ٹھیک انجام نہیں دی تو ان کو معزول کر دیا اور اگر ابن قتیبہ ہی کی روایت صحیح ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بہت سی زمین مسلمانوں پر وقف کی تھی ان میں مھزور، فقیرین، برقین، بنو نضیر اور ینبع وغیرہ۔ جو حضور کے بعد خلفائے راشدین کی نگرانی میں تھی اور خلفاء ان زمینوں کو ضرورت مند حضرات کو دیا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رض نے ایک زمین اپنے داماد زبیر بن عوام اور دوسری زمین طلحہ بن عبید اللہ کو دی تھی۔ حضرت عمر فاروق رض نے بھی ینبع کا سرسبز نخلستان اپنے خسر حضرت علی رض کو دیا تھا۔ لہذا حضرت عثمان رض نے اگر ایک زمین اپنے داماد حارث بن حکم کو اور دوسری زمین دوسرے داماد مروان بن حکم کو دی تو اس پر اعتراض کیوں؟ (تفصیل کیلئے دیکھئے عثمان غنی رض کے سرکاری خطوط مطبوعہ ندوۃ المصنفین ص ۱۰۰)

حضرت عثمانؓ نے فتح افریقیہ کا خمس لے کر سب کا سب مروان کو ہبہ کر دیا۔[1]

جس کے بارہ میں عبدالرحمٰن بن حنبل الجمحی نے جس کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جلا وطن کرا دیا تھا کہا ہے۔

احلف باللہ رب الانام	ماترک اللہ شیئاً سدی
میں پروردگار مخلوق کی قسم کھاتا ہوں	کہ خدا نے کسی چیز کو بے مصرف نہیں چھوڑا ہے
ولکن خلقت لنا فتنۃ	لکے نبتلی بک او تبتلی
مگر تو نے ہمارے واسطے ایک فتنہ پیدا کیا ہے	تاکہ تو ہماری آزمائش کرے یا وہ آزمایا جائے
فان الامینین قد بینّنا	منار الطریق علیہ الہدیٰ
پس اسمیں شک نہیں کہ دو امانت داروں نے	خوب روشن کر دیا اس راستہ کا ڈھر اجس پر ہدایت ہے
فما اخذا درہماً غیلۃً	وما جعلا درہماً فی الہویٰ
پس انھوں نے ایک درہم بھی بد نیتی سے نہیں لیا	اور ایک درہم بھی فضول باتوں میں خرچ نہیں کیا
واعطیت مروان خمس العبا	وفہیہات شاؤک ممن سعیٰ
اور تم نے مروان کو بندگان خدا کا خمس دیا	افسوس صد افسوس تمکو لوگوں نے نہیں سے چاہا جنھوں نے کوشش کی

عبداللہ بن خالد بن اُسید نے حضرت عثمانؓ سے کچھ صلہ مانگا تو انھوں نے اُسے چار لاکھ درہم دیدیئے۔

ابوذر غفاریؓ کو مقام "زبدہ" میں جلا وطن کر دیا اور عبدالقیس کو بصرہ سے ملک شام کی جانب نکلوا دیا۔

عثمان رضؓ کی ان کارروائیوں کو دیکھ کر مصر کے رہنے والوں کی ایک جماعت مدینہ میں اُن کے پاس آئی جس میں حسب ذیل لوگ تھے۔

محمد بن ابی حذیفہ رضؓ بن عتبہ بن ربیعہ ایک فوج میں، کنانہ بن بشیر

---

[1] حضرت عثمانؓ نے خمس افریقہ مروان کو ہبہ نہیں کیا تھا بلکہ مروان نے حضرت عثمان رضؓ سے خرید ا تھا۔ ملاحظہ فرمائیں تاریخ ابن خلدون ج ۲ ص ۱۲۹ اور اگر ہبہ کر دیا تو یہ پہلی مثال نہیں۔

التجیبی ایک فوج میں، ابن عدلیس البلوی ایک فوج میں، اہل بصرہ میں سے حکیم بن جبلہ العبدی، اور سدوس بن عبیس الشنی اور چند اشخاص کوفہ کے رہنے والے جن میں ایک شخص اُشتر بن الحرث النخعی بھی تھے۔ ان لوگوں نے حضرت عثمان رضؓ کے پاس آکر اُن کو اُن کارروائیوں کی بناء پر سرزنش کی جو اُن سے سرزد ہوئی تھیں۔ عثمان رضؓ نے اُن کی فہمائش منظور کر کے انھیں رضامند بنا دیا۔ مگر جب یہ لوگ ان کے پاس سے واپس گئے تو مصر کے راستہ میں عثمان رضؓ کی ایک تحریر انھیں ہاتھ آئی جس پر اُن کی مہر چپاں تھی اور وہ تحریر امیر مصر کے نام اس مضمون کی تھی کہ جس وقت یہ لوگ تمھارے پاس پہونچیں گے تو فوراً اُن کی گردنیں مار دینا۔ وہ لوگ اس تحریر کو لے کر حضرت عثمان رضؓ کے پاس واپس لوٹ آئے۔ عثمان رضؓ نے اُن سے بحلف بیان کیا کہ اُنھوں نے اس خط کے لکھنے کا حکم نہیں دیا ہے اور نہ انھیں اس کی روانگی کا علم ہے۔ اُن لوگوں نے کہا کہ یہ تو آپ کے لئے سخت بدنامی کی بات ہے یہ آپ کی مہر بلا آپ کی اجازت اور علم کے یوں استعمال کر لی جائے۔ اگر آپ کاروبار حکومت میں ایسے مجبور ہو کر دوسروں کے زیر اثر آگئے ہیں تو خلافت سے دست بردار ہو جائیے[۱]۔

حضرت عثمان رضؓ نے خلافت سے کنارہ کشی کرنے سے انکار کیا اور ان لوگوں سے جنگ کرنے پر بھی آمادگی ظاہر نہیں کی بلکہ اس کو منع کیا اور اپنے گھر کا دروازہ بند کرا لیا۔

۱؎ حضرت عثمان رضؓ معاندین کی باتوں کو غور سے سنتے رہیے اور دبے الفاظ میں یہ بھی کہتے رہے کہ ہماری تحریر کے مثل تحریر لکھی جا سکتی ہے اور نقلی مہر بھی تیار کی جا سکتی ہے مطلب یہ تھا کہ یہ سربمہر خط ہو سکتا ہے تم لوگوں نے ہی ایک سازش کے تحت تیار کیا ہو۔ بہر حال۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت

مفسدوں نے بیس یا چالیس دنوں تک ان کے مکان کا محاصرہ رکھا۔ اور حضرت عثمان رضؓ سات سو آدمیوں کے ساتھ خاموش محاصرہ میں بیٹھے رہے۔ پھر مفسد لوگ بنی حزم انصاری کے گھر میں ہو کر حضرت عثمان رضؓ کے پاس جا پہونچے۔ اور نیار بن عیاض اسلمی نے ایک چوڑے پیکان کا تیر ان کے چہرہ پر مارا جس کے زخم سے خون بہہ کر قرآن پاک پر گرا جو ان کی گود میں رکھا تھا۔ بعد ازاں محمد بن ابی بکر رضؓ نے حضرت عثمان رضؓ کی داڑھی پر ہاتھ ڈالا۔ اور حضرت عثمان رضؓ نے اُن سے کہا کہ "میری داڑھی چھوڑ دو"۔

حضرت عثمان رضؓ کا قتل ماہ ذی الحجہ ۳۵ھ میں واقع ہوا تھا اس سال حضرت عبداللہ بن العباس رضؓ نے لوگوں کو فریضۂ حج ادا کرایا۔ اور مدینہ میں حضرت علی بن ابی طالب رضؓ نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور خطبہ سنایا۔

حضرت عثمان رضؓ نے پورے دس سال متواتر لوگوں کو حج کرایا تھا۔ اُن کے قتل کے دن راویوں کا اختلاف واقع ہوا ہے۔

ابن اسحٰق چہارشنبہ کا دن اور وقت بعد عصر بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کی تدفین رات کے وقت بقیع کے قبرستان میں کی گئی اور نماز جنازہ حضرت جبیر بن مطعم رضؓ نے پڑھائی تھی اور حضرت عثمان رضؓ کی قبر پوشیدہ کر دی گئی۔

ابو الیقظان کا قول ہے کہ حضرت عثمان رضؓ ۳۵ھ میں جمعہ کے دن قتل کیے گئے اور "حش کوکب" نامی ایک قطعۂ زمین میں مدفون ہوئے۔ جو انھیں کی ملکیت تھا اور انھوں نے اپنی حیات میں اُسے خرید

فرما کر قبرستان بقیع میں اضافہ کردیا تھا۔ حش کے معنی باغ کے ہیں جس کی جمع الحشان آتی ہے اور کوکب ایک انصاری شخص کا نام ہے۔ اور شاعروں حضرت عثمان رضؓ کا قتل خاص عید الضحیٰ کا دن بیان کیا ہے۔ چنانچہ فرزوق کہتا ہے۔

فرزوق کا مرثیہ

عثمان اذ قتلوہ وانتہکو — دمہ صبیحہ لیلہ النحر

عثمانؓ کو جب لوگوں نے قتل کیا اور انکی خونریزی کی — تو وہ لیلۃ النحر کی صبح تھی

اور ایک دوسرے شاعر کا قول ہے۔

ضحوا باشمط عنوان السجود بہ — یقطع اللیل تسبیحًا و قرآنًا

اور ام ایمن بن خریم کا قول ہے۔

تعاقدوا ذبحو عثمان ضاحیۃ — فائ ذبح حرام ویحہم ذبحوا

ضحوا العثمان فی الشہر الحرام دلم — یحشو علی مطیح الکفر الذی طمحوا

فای سنۃ کفر سن اولہم — وباب کفر علی سلطانہم فتحوا

فاستوردتہم سیوف المسلمین علی — تمام ظلمئ کما یستوردا النضح

ماذا ارادوا اضل اللہ سعیہم — بسفک ذات الدم الذاکی الذی سفحوا

ابن اسحٰق کا بیان ہے کہ حضرت عثمان رضؓ کی ولایت (خلافت) بارہ دن کم بارہ سال تھی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اولاد

عبد اللہ الاکبر رضؓ، ان کی ماں "فاختہ" بنت غزوان مقیس عبد اللہ الاصغر رضؓ، رقیہ رضؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے بطن سے۔ اور عمرؓ، ابانؓ، خالدؓ، عمروؓ، سعیدؓ، ولیدؓ، امِّ سعیدؓ مغیرہؓ، عبدالملکؓ، امّ ابانؓ، امّ عمروؓ، اور عائشہؓ۔

حضرت عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ

اُن کی اولاد میں سب سے زیادہ عمر والے اور اپنی نسل کے لحاظ سے اشرف تھے۔ انھوں نے مقامِ منیٰ میں وفات پائی۔

اُن کی اولاد حسب ذیل ہے۔

عثمان الاکبرؓ، خالدؓ اور عبداللہ الاکبرؓ اُن کی ماں حفصہؓ بنت عبداللہ بن عمرؓ تھیں۔ اور عثمان الاصغر، عبداللہ الاصغر، بکر، مغیرہ، عنبسہ عمر اور ولید۔

عبداللہ الاکبر نہایت حسین آدمی تھے۔ اور اپنی خوبصورتی کی وجہ سے "مطرف" کے لقب سے مشہور تھے۔ مدرک بن حصن اُن کی صفت میں کہتا ہے۔

کانی اذا دخلت علی بن عمرو
جب میں ابن عمرؓ کے یہاں جاتا ہوں تو گویا
دخلت علی مخبأۃ کعوب
پردہ نشین جوان عورت کے یہاں جاتا ہوں

آلِ عثمانؓ اور آلِ علیؓ کا رشتہ

عبداللہ بن عمرو الاکبر کی اولاد میں خالد، عائشہ، عبدالعزیز، آمنہ اور اُمّ عبداللہ ہیں اور بی بی فاطمہؓ بنت الحسینؓ بن علیؓ بن ابی طالبؓ کے بطن سے اُن کی اولاد حسب ذیل تھی۔ محمد الاصغر، قاسم اور رقیہ، اور دوسری بیویوں کے بطون سے محمد الاکبر عمر اور سعد

تھے. محمد بن عبداللہ بن عمرو الاصغر بھی بڑے شکیل و جمیل جوان تھے. جو بوجہ اپنی زیبائی کے "دیباج" کے لقب سے مشہور تھے. ان کی قدر و منزلت بہت ہوتی تھی۔ اور ان کو سمی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہا جاتا تھا۔

ان کی ذریت میں "وزرع" خلیفہ مظلوم ہیں. وہ بکثرت نکاح کر کے طلاق دیا کرتے تھے۔ چنانچہ ان کی ایک بیوی نے کہا تھا "اُن کی مثال ایسی ہے جیسے دنیا. کہ اس کی نعمتیں دوام نہیں رکھتیں اور اسکی مصیبتوں سے مامون رہنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔

اُن کو ابو جعفر منصور عباسی نے فاطمی لوگوں کے ساتھ گرفتار کر لیا تھا اور چند روز اسیر رکھ کر قتل کرا دیا۔ پھر ان کا سر "ہند" کے پاس بھیج دیا اور بظاہر یہ مشہور کر دیا کہ یہ سر محمد بن عبداللہ بن الحسین رض کا ہے۔ محمد بن عبداللہ بن عمرو الاصغر کی یادگار اُن کی نسل موجود ہے۔

آلِ عثمان رض کی بزرگی

ان کی اولاد سے ایک ایسی لڑکی تھی جس کا سلسلۂ نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر رض، عمر فاروق رضی عنہ اللہ، عثمان رضی عنہ اللہ، علی رض اور زبیر رضی عنہ اللہ سبھوں سے ملتا ہے. کیوں کہ ان کے باپ محمدؒ بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہم تھے۔ ان کی ماں عثمان بن عروہ رض بن زبیر رضی اللہ عنہ کی بیٹی خدیجہ تھیں. عروہ رض کی ماں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی اسماء رض تھیں. محمد بن عبداللہ کی ماں امام حسین رضی عنہ اللہ کی بیٹی فاطمہ تھیں۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کی ماں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ امام حسین رضی عنہ اللہ کی بیٹی فاطمہ کی ماں طلحہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی اُم اسحٰق رض تھیں. عبداللہ ابن عمرو کی ماں عبداللہ بن عمر

رضی اللہ عنہ کی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا تھیں۔

قاسم بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان رضی اللہ عنہ لاولد تھے۔ عمر بن عبداللہ کے بیٹے بن عمر عرجی شاعر کے نام سے مشہور ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ وہ مقام "عرج" میں جو طائف کے نزدیک ایک موضع ہے رہا کرتے تھے۔ چوں کہ وہ ابراہیم ہشام المخزومی کی ہجو کیا کرتے تھے اس لئے اس نے انھیں گرفتار کر کے قید کر دیا تھا، چنانچہ قید خانہ ہی میں اُن کی وفات ہوئی۔ گرفتاری کی حالت میں انھوں نے کہا تھا۔

کانی لم اکن فیھم وسیطا ولم تک نسبتی فی آل عمرو

★

اضاعونی وای فتیً اضاعوا لیوم کریہ وسداد ثغر

حضرت ابان بن عثمان رضی اللہ عنہ

آپ کا شمار مجاہدوں اور غازیوں میں ہوتا ہے۔ فتوحات افریقہ میں آپ نے کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں۔

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ "جنگِ جمل" میں شریک تھے۔ اور دو بھاگنے والوں میں سے دوسرے صاحب یہی تھے۔ ان کی ماں جندب بن عمرو بن حممۃ الدوسی کی بیٹی تھیں اور ان کا دماغ ماؤف تھا۔ وہ گوبریلا کیڑا اپنے منہ میں رکھ لیا کرتی تھیں اور کہتیں "جاجبتک ما فی فمی"، عمرو بن عثمان رض بھی انھیں کے بطن سے تھے۔

ابان رضی اللہ عنہ کے جسم پر سفید داغ تھے اور وہ احول بھی تھے۔ اسی وجہ سے اُن کا لقب "بقیع" مشہور تھا۔

★

حضرت ابانؓ کا حضرت حسینؓ سے رشتہ

ان کی بیوی سیدہ[1] اُمّ کلثوم عبداللہ بن جعفر طیار رضؓ کی لڑکی تھیں۔ حضرت ابانؓ کی وفات کے بعد سیّدہ اُمّ کلثومؓ حجاج بن یوسف کے نکاح میں آئیں۔

ابان کی اولاد بکثرت ہے جن میں سے حضرت عبدالرحمٰن بن ابان رضؓ نہایت عبادت گذار، صاحب اجتہاد تھے۔ اُن سے حدیث کی روایت بھی کی گئی ہے۔

حضرت خالد بن عثمان رضی عنہ اللہ

اُن کے پاس وہ قرآن تھا جو بوقت شہادت حضرت عثمان رضؓ کی گود میں تھا۔ اور ان کے خون سے رنگین ہو گیا تھا۔ پھر وہ وراثتاً ان کی اولاد کے پاس منتقل ہوتا گیا جو بالکل نابود ہو گئے۔ (وہ قرآن آج بھی تاشقند میں موجود ہے)

حضرت عمر بن عثمان رضی عنہ اللہ

آپ کی اولاد زید[2]، عاصم اور اُمّ ایوب عبدالملک بن مروان کے عقد میں آئیں۔ زید بن عمر بن عثمان رضؓ نے بی بی سکینہ بنت

---

[1] سیدہ ام کلثوم حضرت زینب بنت فاطمہ زہراؓ کی لخت جگر تھیں۔ سیدہ زینب حضرت حسینؓ کی بہن اور حضرت ابن جعفر کی بیوی تھیں۔ سیدہ اُمّ کلثومؓ سے جناب ابان کی نسل چلی (ابن حزم ص۸۶)(نسب قریش ص۸۳)(کتاب العارف ص۱۳۶)(کتاب العارف ص۱۳۶)

[2] ان سے ایک بچہ عثمان ہوا جو نہایت خوبصورت تھا۔ اس وجہ سے جناب زید کی کنیت ابوعثمان تھی۔ جناب زید کے ایک بڑے بھائی عبداللہ بن عمر بن عثمان تھے ان کے عقد میں سیدہ سکینہ کی بڑی بہن سیدہ فاطمہ تھیں ان سے بھی نسل چلی، محمد اصغر، قاسم، اور رقیہ ان ہی کے بطن سے تھے (طبقات ابن سعد ۸/۳۴۳۔ مقاتل الطالبین ص۱۸۰ کتب شیعہ)

امام حسینؓ سے عقد کیا تھا۔

عاصم بن عمر بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت کفایت شعار تھے کسی شاعر نے ان کی ہجو میں کہا ہے۔

سیرًا فقد جن الظلام علیکما	فلست الذی یرجا القری عند عاصم
چلے چلو کہ تم پر رات کا اندھیرا چھا گیا ہے	پس تم وہ شخص نہیں ہو جو عاصم کی ضیافت کے امیدوار ہو

فما کان لی ذنب الیہ علمتہ
سوئے اننے قدزرتہ غیر صائم

جہاں تک مجھکو معلوم ہے میری انکے نزدیک بجز اس کے اور کوئی خطا نہیں تھی کہ میں نے بغیر روزہ رکھے ان کی ملاقات کا ارتکاب کیا

حضرت سعید بن عثمان رضی اللہ عنہ

یک چشم[1] اور کفایت شعار شخص تھے ان کے مقتول ہونے کی وجہ یہ ہوئی کہ وہ خراسان میں معاویہ کی جانب سے عامل مقرر تھے۔ حضرت معاویہ نے ان کو معزول کر دیا تو وہ مع ان پرغمال لوگوں کے جو اولاد "صفدر" سے ان کے قابو میں تھے مدینہ چلے آئے۔ اور یہاں آکر ان لوگوں کو اپنی ایک آراضی میں اُسی گدال سے گوڑنے پر متعین کر دیا۔ ایک دن ان لوگوں نے موقع پاکر احاطہ کا دروازہ بند کر لیا۔ اور حضرت سعید بن عثمان رضؓ کو جو وہاں موجود تھے لپٹ کر قتل کر ڈالا پھر جب وہ لوگ ماخوذ ہوئے تو خودکشی کر کے مر گئے۔

حضرت ولید بن عثمان رضی اللہ عنہ

جس وقت اُن کے والد ماجد

---

[1] بڑے مجاہد اور نمازی تھے۔ ایران اور ترکستان کی فتوحات میں بڑے کارہائے نمایاں انجام دیئے تھے۔

حضرت عثمان رضؓ شہید ہوئے ہیں تو اس وقت یہ خوشبو تیات لے ہوئے اپنے حجلۂ عروسی میں تھے۔

حضرت عبداللہ بن عثمان رضی اللہ عنہ

رقیہ رضؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بطن سے تھے۔ اور بچپن ہی میں فوت ہو گئے۔ بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ وہ چھ سال کے ہو گئے تھے جب کہ ایک مرغ نے اُن کی آنکھ میں چونچ ماردی جس کے صدمے سے بیمار ہو کر فوت ہوئے۔

حضرت عبدالملک بن عثمان رضی اللہ عنہ

کہا جاتا ہے کہ آپ بھی بچپن ہی میں قضا کر گئے۔

حضرت عُثمان رضی اللہ عنہ کے غلام

آپ کے غلاموں میں کیسان ابو فروہ اور ان کے بیٹے عبداللہ بن ابی فروہ نہایت عالی قدر تھے۔ وہ مصعب بن الزبیر رضؓ کے صاحب امر تھے۔ پھر جس وقت مصعب قتل ہو گئے تو یہ اُن کے پاس کا تمام مال جس کی مقدار ایک کروڑ درہم تھی لے کر مدینہ کو چلے گئے۔ ان کی اولاد کا شمار مدینہ میں بکثرت ہے اور وہ نہایت معزز لوگ ہیں۔

خدان بن ابان خدان بن ابان اور ان کے بیٹے اور ابوالزناد اور ان کے بیٹے بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے موالی میں داخل ہیں۔

ے نواسے کی نماز جنازہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی اور قبر میں بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی اُترے۔

امیر المومنین علیؓ بن ابی طالب

نام ونسب

علیؓ بن ابی طالب، ابی طالب کا نام عبد مناف تھا اور وہ عبد المطلب بن ہاشم کے فرزند ہیں اور وہ اپنی کنیت "ابا الحسن" کرتے تھے۔

باپ، بھائی اور بہنیں

ابو طالب کی اولاد میں عقیلؓ، جعفرؓ، علیؓ اور طالبؓ چار بیٹے، اور اُم ہانیؓ جن کا نام "فاختہ" تھا۔ اور "جمانہ" دو لڑکیاں تھیں، ان سب لڑکوں کی ماں فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف کی بیٹی تھیں۔ اور فاطمہ کی ماں کا نام 'حبی' تھا جو قریش کے بطن بنی عامر بن لوئی کی لڑکی اور "ہرم بن رواحہ" کی بیٹی تھیں۔ فاطمہ بنت اسدؓ، ابو طالب کی بیوی مسلمان ہوگئی تھیں اور یہ پہلی ہاشمی عورت ہیں جو ایک ہاشمی مرد سے بیاہی گئیں اور صاحب اولاد ہوئیں۔

حضرت عقیلؓ بن ابی طالب

اپنی کنیت "ابا یزید" کرتے تھے، وہ جنگِ بدر میں گرفتار ہو گئے تھے۔ جب کہ حضرت عباسؓ بن عبد المطلب نے بقول ابو الیقظان

چار ہزار درہم فدیہ دیکر انھیں مسلمانوں کے ہاتھوں سے آزادی دلائی۔

ابی طالب کا ترکہ صرف حضرت عقیلؓ اور طالب دو بیٹوں کے حصوں میں آیا۔ حضرت علیؓ اور جعفرؓ ان کے وارث نہیں قرار پائے۔ کیوں کہ یہ دونوں مشرف باسلام ہو چکے تھے۔ حضرت عقیلؓ حضرت جعفرؓ سے عمر میں دس سال بڑے تھے اور حضرت جعفرؓ حضرت علیؓ سے اسی قدر بڑے تھے۔ حضرت عقیلؓ مشرف باسلام ہو گئے تھے۔

حضرت علی کے بڑے بھائی حضرت معاویہ کیساتھ

حضرت عقیلؓ نے اپنے بھائی حضرت علی کو چھوڑ کر حضرت معاویہؓ کی جنبہ داری اور شرکت کی تھی۔ چنانچہ یہ انھیں کی خلافت کے زمانے میں آنکھوں سے معذور ہو گئے اور اس کے بعد فوت ہو گئے۔

ان کا ایک وسیع اور آباد گھر بقیع میں ہے۔ حضرت عقیلؓ نے ایک قریشی آدمی کو متہم کیا تھا جس کی وجہ سے حضرت عمرؓ نے انھیں شرعی سزائے تازیانہ دی۔

حضرت عقیلؓ کے بیٹے

مسلمؓ، عبداللہؓ، محمدؓ، ارملہؓ اور عبیداللہؓ (ایک اُمّ ولد سے) ہیں۔ بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ مسلمؓ بن عقیلؓ کی ماں "نبطیہ" آل فرزندا سے تھیں۔ اور دوسری اولاد حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی حسب ذیل ہے۔

عبدالرحمٰنؓ، حمزہؓ، علیؓ، جعفرؓ، عثمانؓ، زینبؓ، فاطمہؓ اُمّ ہانیؓ اور اسماءؓ، یہ لڑکے لڑکیاں مختلف اُمّ ولد لونڈیوں کے بطن سے تھے۔ اور یزیدؓ، سعدؓ، جعفر الاکبرؓ اور ابا سعیدؓ بھی حضرت عقیلؓ کے

فرزند تھے۔ حضرت عقیل رض کی بیٹی حضرت اسماء رض عمر بن ابی طالب رض نے شادی کی تھی۔

حضرت مسلم بن عقیل رض

حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی اولاد حضرت حسین رض ابن علی رض کے ہمراہ گئی تھی جن میں سے نو آدمی شہید ہوئے۔ ان میں حضرت مسلم بن عقیل رض سب سے بڑھ کر دلیر و جری تھے۔ وہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مقدمۃ الجیش تھے، جن کو ابن زیاد کی سپاہ نے شہید کیا۔

ایک شاعر کا قول ہے۔

عین جودے بعبرۃ و عوبل	واندبی ان ندبت آل الرسول ص
اے آنکھ آنسو بہا اور گریہ زاری کر	اور آل رسول پر نوحہ و فریاد کر
سبعۃ کلھم لصلب علے رض	قد اصیبوا و تسعۃ لعقیل
سات شخص علی رض کے صلب سے اور نو آدمی	عقیل رض کے صلب سے قتل کر دیئے گئے

حضرت مسلم رض کی اولاد

حضرت مسلم رض کی اولاد حسب ذیل تھی۔ عبداللہ رض اور علی رض، رقیہ رض بنت علی رض، کے بطن سے اور مسلم بن مسلم رض اور عبدالعزیز رض اور بیویوں کے بطن سے۔ محمد بن عقیل رض کی اولاد قاسم رض، عبداللہ رض اور عبدالرحمن رض تھے۔ ان کی ماں زینب الصغریٰ علی رض کی صاحبزادی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن محمد رض بن عقیل رض بڑے پایہ کے فقیہ تھے اور ان سے حدیث از قسم اخبار کے روایت کی گئی ہے۔ وہ احول تھے۔

حضرت عبداللہ رض بن عقیل رض کی اولاد محمد رض، رقیہ رض اور ام کلثوم رض ہیں جن کی ماں حضرت میمونہ رض بنت علی بن ابی طالب رض تھیں۔

ابو سعید بن عقیل رضؓ کے ایک بیٹے محمد نامی تھے۔ عبد الرحمٰن بن عقیل رضؓ کے بیٹے سعیدؓ ہیں جن کی والدہ سیدہ خدیجہ رضؓ علی بن ابی طالبؓ کی بیٹی تھیں۔

حضرت جعفرؓ بن ابی طالب

ذوالہجرتین اور ذوالجناحین کے لقب سے ملقب ہیں، وہ جنگ موتہ میں شہید ہوئے تھے۔ اس لڑائی میں ان کے دونوں ہاتھ کٹ گئے تھے اس لئے حق سبحانہٗ تعالیٰ نے بجائے دونوں ہاتھوں کے دو پر عطا کئے جن سے وہ باغ جنت میں پرواز کرتے پھرتے تھے۔ جس دن وہ شہید ہوئے ہیں تو لوگوں نے ان کے جسم پر چوّن زخم شمار کئے تھے۔

حضرت جعفر رضؓ کی فضیلت

حضرت جعفر رضؓ حبشہ کے ملک سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فتح خیبر کے دن حاضر ہوتے تھے۔ ان کو دیکھ کر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میں نہیں سمجھتا کہ دو باتوں میں سے کس امر کو مسرت کا باعث قرار دوں۔ جعفر کے آنے سے خوش ہوں یا خیبر کی فتح سے"۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے رہنے کے واسطے اپنی مسجد کے پہلو میں جگہ دی، جہاں ان کے گھر کی بنیاد ڈالی گئی۔

حضرت ابوہریرہ رضی عنہ اللہ کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اونٹ کی سواری نعلین کی پوشش اور زمین پر چلنے میں جعفر رضؓ کے برابر کوئی نہیں تھا۔ وہ اپنی کنیت "ابا عبد اللہ" کرتے تھے۔ ان کی اولاد عبد اللہ رضؓ، عون رضؓ اور محمد رضؓ ہیں۔ جن کی ماں حضرت اسماء بنت عمیس رضؓ قبیلۂ خثعم کی لڑکی تھیں۔

حضرت محمد بن جعفرؓ کی اولاد

قاسمؓ اور طلحہؓ دو لڑکے تھے، طلحہ کی صرف ایک لڑکی، فاطمہؓ سیدہ ام کلثوم بنت عبداللہ بن جعفرؓ کے بطن سے تھی. سیدہ اُم کلثومؓ کی ماں زینب بنت علیؓ تھیں جو بی بی فاطمہ زہراؓ کے بطن سے پیدا ہوئیں. سیدہ فاطمہ بنت طلحہؓ کا عقد پہلے حضرت حمزہ بن عبداللہ الزبیرؓ سے ہوا تھا. اس کے بعد وہ حضرت طلحہ بن عمر بن عبداللہ کو بیاہی گئیں. جن کی کوئی اولاد نہیں ہے. حضرت محمد بن جعفرؓ مقام شستر میں شہید ہو گئے. حضرت عون بن جعفرؓ بھی شستر میں شہید ہوئے. ان کے کوئی اولاد نہیں تھی. مگر ایک شخص جس کو نارو کہا جاتا ہے حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کے پاس آکر اس بات کا دعویدار ہوا کہ وہ عون کا فرزند ہے. حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے اس بات کا اقرار کر لیا اور اُسے دس ہزار درہم دیئے.

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے اپنی ایک نابینا لڑکی "مارو" کو بیاہ دی تھی. جس کے بطن سے کوئی اولاد نہیں پیدا ہوئی. پھر حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کی وفات کے بعد ان کے بیٹوں نے "مارو" کو شہر بدر کرا دیا جس کی اور اولاد مدائن میں رہتی ہے. لیکن نہ تو ان سے کوئی شریف خاندان اپنے لڑکوں کی شادیاں کرتا ہے اور نہ ان کو اپنی لڑکیاں دیتا ہے. بلکہ ان کو یہ بھی نہیں کہا جاتا کہ تم لوگ خاندان قریش سے ہو.

حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب

اپنی کنیت ابا جعفر کرتے تھے. ان کی ولادت ملک حبش میں ہوئی. وہ اعلیٰ درجے کے فیاض عرب تھے. انھوں نے مدینہ میں وفات پائی. جب کہ ان کی عمر بہت زیادہ ہو گئی تھی. یہ

ابوالیقضان کا قول ہے اور اس کے علاوہ دوسرے مؤرخین بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کی وفات اور تدفین مقام "ابواء" میں ہوئی۔ یہ واقعہ ۹۰ھ کا بیان کیا جاتا ہے کہ رحلت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ان کی عمر دس سال تھی۔ اس حساب سے ان کی ولادت ۱ھ کی ہے۔ یعنی ہجرت کے پہلے ہی سال وہ پیدا ہوتے تھے اور ۹۰ھ میں وفات پائی جب کہ ان کی عمر نوے سال کی تھی۔ ان کے جنازہ کی نماز اموی خلیفہ سلیمان بن عبدالملک نے پڑھائی تھی۔

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کی اولاد

جعفر الاکبرؓ، علیؓ، عون الاکبرؓ، عباسؓ اور ام کلثومؓ، زینب بنت فاطمہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بطن سے تھی۔ اور محمدؓ، عبیداللہؓ اور ابابکرؓ ان کی ماں "خوصا" بنت حفصہ تھیں۔ جو بنی تیم اللہ بن ثعلبہ کے گھرانے کا ایک شخص ہے۔ اور ابوصالحؓ، موسیٰؓ، ہارونؓ، یحییٰؓ اور ام ابیہارؓ۔ یہ لڑکے لیلیٰ بنت مسعودؓ بن خالد البہشلی کے بطن سے تھے جس سے حضرت علیؓ ابن ابی طالب کی وفات کے بعد حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے عقد کر لیا تھا۔ اور معاویہؓ، اسحٰقؓ، اسمٰعیلؓ اور قاسمؓ یہ لڑکے مختلف امہات اولاد کے بطون سے تھے۔ اور حسنؓ اور عون الاصغرؓ، ان کی ماں "جمانہؓ" ہسیب فزاری کی بیٹی تھیں۔ اور جعفرؓ بھی عبداللہ بن جعفرؓ کے ایک بیٹے تھے۔ سیدہ کلثومؓ بنت عبداللہ بن جعفرؓ قاسم بن محمد بن جعفرؓ کے عقد زوجیت میں تھیں جس کے بعد وہ حجاج بن یوسف کے نکاح میں آئیں۔ اس کے بعد ان سے حضرت ابان بن عثمان بن عفانؓ نے عقد کیا۔ سیدہ ام ابیہارؓ کا نکاح خلیفہ عبدالملک بن مروان اموی سے ہوا تھا۔

اس نے ان کو طلاق دے دی جس کے بعد ان سے حضرت علی بن عبداللہ بن العباس رضؓ نے نکاح کیا اور انھیں کے پاس ام ابیہا رضؓ وفات پائی۔

عبدالملک بن مروان نے اُن کو طلاق اس لئے دی تھی کہ ایک دن انھوں نے ایک سیب کو اپنے دانتوں سے کاٹ کر ان کی جانب کھانے کو پھینکا، چونکہ عبدالملک کو گندہ دہنی کا عارضہ تھا اس واسطے اُم ابیہا نے ایک چھری منگوائی۔ عبدالملک نے پوچھا چھری کیا کرو گی؟ ام ابیہا نے کہا۔ اس کی خرابی دور کروں گی۔ بس اتنی بات پر عبدالملک نے انھیں طلاق دے دی[1]۔

حضرت علی بن عبداللہ بن جعفر رضؓ

آپ کی نسل صرف علی رضؓ معاویہ رضؓ، اسحٰق رضؓ اور اسمٰعیل رضؓ سے چلی ہے۔ باقی سب لاولد رہے۔

معاویہ بن عبداللہ بن جعفر رضؓ بہت کفایت شعار تھے۔ ان کی اولاد عبداللہ اور محمد رضؓ "ام عون" کے بطن سے ہیں۔ جو حارث بن عبدالمطلب کی نسل سے تھی۔ اور یزید رضؓ، صالح اور حسن رضؓ یہ تین لڑکے فاطمہ بنت الحسن رضؓ بن الحسن رضؓ بن علی رضؓ کے بطن سے تھے اور ایک بیٹے علی رضؓ ام دار کے بطن سے

عبداللہ بن معاویہ رضؓ نے خلافت کے طالب ہو کر اصفہان اور ملک فارس کا کچھ حصہ فتح کر لیا تھا۔ جن کو ابو مسلم نے قتل کر ڈالا۔ اور ان کی نسل نہیں چلی۔

اسحٰق بن عبداللہ بن جعفر رضؓ کو خلیفہ عمر بن عبدالعزیز نے شرعی سزائے تازیانہ دی تھی جبکہ وہ مدائن دی تھی جب کہ وہ مدائن کے حاکم تھے۔

[1] حضرت عبداللہ بن جعفر طیار کی ایک صاحبزادی ام محمد تھیں آپ نے ام محمد کا عقد یزید بن معاویہ رضؓ سے کیا تھا۔ (جمہرۃ الانساب ص۲۶)

اسحٰق نے ان سے کہا تمھارے ارادہ میں یہ ہے کہ روئے زمین پر قریشی خاندان کا ایک شخص نہیں جو حد نہ مارا گیا ہو۔

اس قول کی وجہ یہ تھی کہ عمر بن عبدالعزیزؒ کے باپ عبدالعزیز کو بھی شرعی سزائے تازیانہ مل چکی تھی۔ اسحٰق رضؓ کے بیٹے قاسم رضؓ ہیں جن کی ماں ام حکیم رضؓ قاسم رضؓ بن محمد بن ابی بکر الصدیق کی بیٹی تھیں۔

حضرت علی رضؓ کی خلافت

ابن اسحٰق کا بیان ہے کہ حضرت عثمان رضی عنہ اللہ کے شہید ہوتے ہی حضرت علی رضی عنہ اللہ سے مسجد نبوی میں عام بیعت خلافت کی گئی۔ ان سے بصرہ والوں نے بھی بیعت کی تھی۔ اور مدینہ میں حضرت طلحہ رضؓ اور حضرت زبیر رضؓ نے بھی بیعت کر لی تھی۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ بضرورت اسی وقت مدینہ سے باہر جا چکی تھیں جب کہ لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہٗ پر محاصرہ ڈالا تھا۔ وہ حج سے فارغ ہو کر مدینہ واپس آتی تھیں کہ مقام "سرف" میں ان کو حضرت عثمان رضؓ کے شہید ہو جانے کی خبر ملی۔ اور حضرت علی رضؓ بیعت کا حال معلوم ہوا۔ وہ اسی مقام سے مکہ کو واپس چلی گئیں۔ حضرت طلحہ رضؓ، حضرت زبیر رضؓ، مروان بن الحکم رضؓ، حضرت عبداللہ بن عامر رضؓ اور حضرت یعلی بن منبہ رضؓ عامل یمن یہ لوگ بھی حضرت عائشہ رضؓ کے ساتھ جا ملے۔

انتقام خون عثمان رضؓ کا عزم

جب یہ سب لوگ مکہ میں جمع ہو گئے تو انھوں نے باہم حضرت عثمان رضؓ کے خون کا بدلہ لینے کی بابت مشورہ کیا۔ اور ملک شام جانے کا ارادہ کیا۔

جو حضرت معاویہ رضؓ بن ابی سفیان کا مقام تھا۔ مگر حضرت عبد اللہ بن عامر رضؓ نے ان لوگوں کو اس ارادہ سے باز رکھنے اور بصرہ کی طرف چلنے کی رہنمائی کی۔ اس لئے یہ سب وہاں کے عازم ہوئے۔

بصرہ میں پہونچکر عثمان بن حنیف کو جو وہاں علی رضی اللہ عنہ کی جانب سے عامل تھے گرفتار کر لیا۔ اور اس کے ساتھ کے پچاس آدمی جو بیت المال اور اس کے علاوہ دوسری خدمتوں پر مامور تھے قتل کر ڈالے[1]۔ اور بہت سے نامناسب کام کئے۔

جنگِ جمل

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان کے بصرہ جانے کا حال معلوم ہوا تو وہ بھی اُن کو روکنے کے لئے سرعت کے ساتھ مدینہ سے نکلے۔ اور کوفہ سے اپنی کمک طلب کی جس کے بعد ان لوگوں کے مقابلہ کے لئے بصرہ پہونچے۔

حضرت علی رضؓ کے ہمراہ چودہ ہزار آدمی تھے۔ حضرت طلحہ رضؓ، حضرت زبیر رضؓ اور حضرت عائشہ رضؓ بھی بصرہ والوں کی جمعیت لے کر برسرِ مقابلہ آئیں اور ان فوجوں میں نہایت سخت جنگ ہوئی۔

حضرت عائشہ رضؓ کی شکست

حضرت طلحہ رضؓ اس لڑائی میں مقتول ہوئے اور اُن کے ساتھ والوں نے شکست کھائی۔ حضرت زبیر رضؓ میدانِ جنگ سے پلٹ گئے مگر وہ عمیر بن جرموز کے ہاتھوں وادی السباع میں قتل ہو گئے[2]۔

---

[1] طبری نے لکھا ہے کہ دونوں گروہ باہم لڑے جس میں پچاس آدمی قتل ہوئے۔

[2] عمیر بن جرموز حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر کا سپاہی تھا، جب اُسنے حضرت علی رضؓ کو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے قتل کی خبر دی تو آپ نے اسکو جہنمی ہونے کی بشارت دی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نرغہ میں آگئیں اور گرفتار کر لی گئیں۔

حضرت علی رضؓ بصرہ میں

حضرت علی رضی اللہ عنہ مع اپنے ہمراہیوں کے بصرہ میں داخل ہوئے وہاں کے لوگوں نے ان سے بیعت کی، اور عثمان بن حنیف کو رہا کر دیا۔ پھر فوراً ہی وہاں سے کوفہ چلے آئے۔ یہاں حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ کو حاکم مقرر کیا اور حضرت معاویہ رضؓ کی لڑائی کے لئے تیار ہوئے اہل عراق اور جو لوگ ان کے ساتھ تھے ان کو لے کر چلے۔

جنگ صفین

ادھر سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی شامیوں کو ہمراہ لے کر چلے۔ آخر ۳۷ھ صفین کی لڑائی پر واقعہ کا حکم ہوا۔

حضرت علی رضؓ کی شہادت

حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمیشہ لڑائیوں میں پھنسے۔ یہاں تک کہ آپ شہید ہوئے۔ آپ کو اپنی خلافت کے زمانے میں کسی سال حج کرنے کا موقع نہیں ملا۔ کیوں کہ آپ برابر لڑائیوں میں مشغول رہے۔ جمعہ کی رات سترھویں رمضان ۴۰ھ میں آپ شہید ہوئے۔ آپ کی خلافت تین ماہ کم پانچ برس رہی۔ آپ کا قاتل عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی تھا۔

واقدی کا بیان ہے کہ آپ رات کے وقت مدفون ہوتے اور آپ کی قبر پوشیدہ کر دی گئی۔

ابوالیقظان کا بیان ہے کہ آپ کے جنازہ کی نماز امام حسن رضؓ نے پڑھائی اور کوفہ کے قصر امارت میں مسجد جماعت کے پاس مدفون ہوئے۔

★

حضرت علی رضؓ کا حلیہ و عمر

آپ کی عمر کے بارہ میں لوگوں کا اختلاف ہے۔ ابن اسحٰق کا بیان ہے کہ قتل کے وقت آپ کی عمر تریسٹھ برس کی تھی۔

دوسروں کا بیان ہے کہ اس وقت آپکی عمر اٹھاون برس کی تھی آپ کے حلیہ میں بھی لوگوں کا اختلاف ہے۔

واقدی کا بیان ہے کہ گہرے گندمی رنگ، توندوالے، آنکھیں بڑی اصلع[۱] اور بہت ناٹے تھے۔

قیس بن ربیع ابن اسحٰق سے روایت کرتے ہیں کہ ناٹے، اصلع درشت اندام، توندوالے، چپٹی ناک، اور دونوں بازو باریک تھے۔ جب کسی سے کشتی لڑتے تو غالب رہتے۔

ایک دوسرے شخص کا بیان ہے کہ ایک عورت نے ان کو دیکھا تو کہا "یہ کون شخص ہے؟ جیسے کوئی توڑ کر جوڑ دیا گیا ہو۔ بہرحال ان کے حلیہ کے بارے میں مختلف روایتیں ہیں

آل علی رضؓ ابن ابی طالب

حضرت حسن رضؓ، حضرت حسین رضؓ، حضرت محسن رضؓ، اُم کلثوم کبریٰ رضؓ، زینب رضؓ تھیں جن کی ماں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں اور محمد رحؒ جن کی ماں خولہ بنت ایاس رضؓ بن جعفر تھیں۔ یہ قبیلہ بنی حنیفہ سے تھیں۔

بعضوں کا بیان ہے کہ ان کی ماں خولہ بنت جعفر بن قیس رضؓ تھیں اور بعضوں کا بیان ہے کہ یہ جنگ یمامہ کی ایک لونڈی تھیں۔ حضرت علی رضؓ کے

---

[۱] اصلع اس شخص کو کہتے ہیں جس کے سر کے آگے والے حصہ میں بال نہ ہوں۔

حصّہ میں آئی تھیں اور بنی حنیفہ کے خاندان کی ایک لونڈی سندھ کی رہنے والی سیاہ رنگ تھیں۔ خاص بنی حنیفہ سے نہ تھیں۔ حضرت خالد بن ولید رضؓ نے ان لوگوں سے صرف لونڈی غلاموں پر مصالحہ کیا تھا۔ اور حضرت عبداللہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ان دونوں کی ماں لیلیٰ بنت مسعود بن خالد نہشلی تھیں، اور عمر رضی اللہ عنہ، رقیہ رضؓ ان دونوں کی ماں قبیلہ بنی تغلب سے تھیں، حضرت خالد بن ولید رضؓ نے بعلت ردت ان کو لونڈی بنایا تھا۔ ان سے حضرت علی رضؓ نے خرید لیا تھا اور یحییٰ رضؓ ان کی ماں اسماء بنت عمیس رضؓ تھیں۔ اور جعفر رضؓ عباس رضؓ، عبداللہ رضؓ جن کی ماں اُمّ البنین رضؓ بنت حرام وحیدیہ تھیں اور رملہ[۱] اُم حسن رضؓ جن کی ماں اُمّ سعید بنت عروہ بن مسعود ثقفی رضؓ تھیں اور اُمّ کلثوم صغریٰ رضؓ زینب صغریٰ رضؓ، جمانہ رضؓ، میمونہ[۲] رضؓ، خدیجہ رضؓ، فاطمہ رضؓ، اُمّ الکرام رضؓ، نفیسہ رضؓ، ام سلمہ رضؓ اُمامہ رضؓ، اُمّ ابیہا رضؓ مختلف لونڈیوں سے تھیں۔

صاحبزادیاں سیّدہ زینب کبریٰ رضؓ کا عقد حضرت عبداللہ بن جعفر رضؓ طیار سے ہوا۔ ان سے کئی اولادیں ہوئیں۔ جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ سیّدہ اُم کلثوم کبریٰ رضؓ ان کا عقد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا۔ ان سے ایک لڑکا ہوا[۳]۔ بعد شہادت حضرت عمر رضؓ ان کا عقد حضرت محمد بن جعفر رضؓ سے ہوا۔ پھر اُن کے مرنے کے بعد

---

[۱] سیدہ رملہ رضؓ کا عقد معاویہ بن مروان بن حکم اموی سے ہوا جمہرۃ الانساب ص ۱۔

[۲] سیدہ خدیجہ رضؓ عبدالرحمٰن بن عامر بن کریز اموی گورنر بصرہ سے ہوا۔ ص ۶۹۔

[۳] سیدہ اُمّ کلثوم رضؓ اور سیدنا فاروق اعظم رضؓ کے عقد کا تذکرہ کتب شیعہ میں بھی بکثرت پایا جاتا ہے۔ اختصار کے پیش نظر صرف حوالے ملاحظہ ہوں۔ منتہی الآمال ص ۱۳۱ ج ۱، تذکرۃ المعصومین ص ۵۰، ناسخ التواریخ جلد ۳/۲ ص ۳۳۹، فاتح عمر، تاریخ مظفری ص ۶۸، ۶۷۔ فروع کافی مطبوعہ نول کشور ص ۱۴۱۔ مجالس المومنین ملا شوشتری ص ۸۹ مجلس تیسری۔

حضرت عون بن جعفر رضؓ نے نکاح کیا اور انھیں کے عقد میں وفات پائی۔
باقی لڑکیاں حضرت علی رضی عنہ اللہ، کی سوائے اُمّ حسن رضؓ و فاطمہ رضؓ کے عباس رضؓ و عقیل رضؓ کی اولاد کے عقد میں تھیں۔ اُمّ حسن رضؓ کا عقد حضرت جعدہ بن ہبیر رضؓ مخزومی سے ہوا تھا۔ (جو عہد مرتضوی میں گورنری پر فائز تھے) فاطمہ رضؓ کا نکاح سعید ابن اسود سے ہوا تھا جو حارث ابن اسد کے قبیلہ سے ہوتے تھے۔

حضرت محسن بن علی رضؓ

یہ لڑکپن ہی میں انتقال کر گئے۔

حضرت حسن بن علی رضؓ

یہ اپنی کنیت ابو محمد کیا کرتے تھے، حضرت علی رضؓ کی شہادت کے بعد ان سے لوگوں نے کوفہ میں بیعت کی۔ اور حضرت معاویہ رضؓ کی بیعت شام و بیت المقدس میں ہوئی۔ اس کے بعد حضرت معاویہ رضؓ کوفہ کے ارادہ سے چلے، اور حضرت حسن رضؓ حضرت معاویہ رضؓ کے مقابلہ کی نیت سے نکلے۔ دونوں کا کوفہ کے علاقہ میں ایک مقام پر اجتماع ہوا۔

حسن رضؓ و معاویہ رضؓ کی صلح

آخر کش حضرت حسن رضؓ نے حضرت معاویہ رضؓ سے صلح و بیعت کرلی، پھر دونوں کا کوفہ میں داخلہ ہوا۔ اس کے بعد حضرت معاویہ رضؓ شام چلے گئے اور کوفہ کے حاکم حضرت مغیرہ بن شیبہ رضؓ کو بنایا۔ اور بصرہ کا حاکم حضرت عبداللہ بن عامر رضؓ کو، پھر دونوں کا حاکم صرف زیاد کو بنایا، حضرت حسن رضؓ وہاں سے مدینہ واپس آئے۔ اور وہیں انتقال فرمایا۔
بعضوں کا بیان ہے کہ ان کی بی بی جعدہ بنت اشعث بن قیس نے اُن

کو زہر پلایا[1] تھا۔ ان کا انتقال ماہ ربیع الاول ۴۹ھ میں ہوا۔ اس وقت ان کی عمر ۴۷ برس کی تھی، نماز جنازہ حضرت سعید بن عاص اموی رضؓ نے پڑھائی تھی۔ وہ مدینہ کے حاکم تھے۔

اولاد حسن رضؓ بن علی رضؓ

ان کی اولاد حسن رضؓ تھی۔ جن کی ماں خولہ بنت منظور بن زبان فزاری تھی، اور زید رضؓ اُم حسن رضؓ کی ماں عقبہ بن مسعود بدری کی بیٹی تھیں۔ اور عمر جن کی ماں ثقیفہ تھیں۔ اور حسین اثرم ایک لونڈی کے بطن سے اور طلحہ رضؓ اُمّ اسحٰق رضؓ بنت طلحہ بن عبداللہ کے بطن سے اور ام عبداللہ رضؓ دوسری لونڈی کے بطن سے، حسن مثنیٰ بن حسن رضؓ کی اولاد عبداللہ رضؓ، حسن رضؓ، ابراہیم رضؓ، محمد رضؓ، جعفر رضؓ، داؤد رضؓ اور محمد رضؓ تھے۔ ان میں عبداللہ اپنی کنیت ابو محمد کیا کرتے تھے۔

عبداللہ رضؓ بن حسن رضؓ حق گو

آپ بہت بزرگ تھے۔ ایک دن ان کو لوگوں نے موزہ پر مسح کرتے ہوئے دیکھا تو کہا کہ آپ مسح کرتے ہیں؟ انھوں نے کہا "ہاں ہم نے حضرت عمر بن خطاب رضؓ کو مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ جو شخص اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان عمر رضؓ کو بتاتا ہے وہ پکا مسلمان ہے۔

یہ ابو العباس خلیفۂ عباسی کے ساتھ تھے۔ وہ ان کی تعظیم کرتا تھا اور اُن سے مانوس تھا۔ ایک دن اُس نے کچھ جواہر نکالے اور ان کو دیدیئے۔ اور اپنی عمارت جو اُس نے بنوائی تھی ان کو دکھا کر کہا کہ اس کے بارہ میں تمھاری کیا رائے ہے۔ انھوں نے کہا،

---

[1] جعدہ کے والد اشعث کوفی تھے اور حضرت کی فوج کے افسر تھے۔

الم تر حوشبا امسی یبنی | قصورا نفعها لبنی نفیلہ
حوشب کو دیکھو وہ قصر ہیں | بناتا ہے کہ اس سے بنی نفیلہ متمتع ہونگے
یومل ان یعمر عمر نوح | وامر اللہ یحدث کل لیلہ

وہ امید کرتا ہے کہ میری عمر نوح کے برابر ہو گی حالانکہ خداوند تعالیٰ کا حکم ہر دن نیا ہوتا ہے

اُس نے کہا۔ تم ایسا کہتے ہو، باوجودیکہ میرا سلوک دیکھ چکے۔ انھوں نے کہا کہ مجھے یہ اشعار یاد پڑ گئے، ورنہ میری غرض اس سے برائی کی نہیں ہے۔ امیر المومنین چاہیں تو اس قصور کو معاف کر دیں، اس نے کہا کہ میں نے معاف کر دیا اور اُن کو مدینہ پہونچوا دیا۔

بنو عباس کا آل فاطمہ رض پر ظلم

جب زمانہ خلافت ابو جعفر عباسی کا ہوا تو اس نے حج کے زمانے میں ان کے بیٹے محمد رض اور ابراہیم رض کو تلاش کرایا، مگر وہ دونوں جنگلوں میں غائب ہو گئے۔ اس نے حکم دیا کہ خود ان کو اور اُن کے بھائیوں حسن رض، داؤد رض، ابراہیم رض کو گرفتار کر لو اور اُن کو سختی کے ساتھ قید کرو اور میرے پاس بھیجدو، مقام ربذہ میں جو مکہ کے راستہ میں ہے۔ یہ لوگ اس سے ملے مگر باوجود درخواست باریابی کے ان سے ملاقات نہیں کی۔ اور یہ لوگ اسی طرح قید میں انتقال کر گئے۔ ان کے دو بیٹے محمد اور ابراہیم نے ابو جعفر کے خلاف مکہ، مدینہ اور بصرہ پر اپنا تسلّط کر لیا تھا۔ مگر جب اس نے لشکر کشی کی تو محمد مدینہ میں مقتول ہوئے اور ابراہیم باجمیرا میں جو کوفہ سے سولہ فرسخ پر ایک مقام ہے۔ ان دونوں کے بھائی ادریس نے اندلس میں جا کر اپنا تسلّط جمایا تھا۔

★

حضرت حسینؓ بن علیؓ

یہ اپنی کنیت ابو عبداللہ کیا کرتے تھے۔ یہ مدینہ سے بارادہ کوفہ نکلے تو عبید اللہ بن زیاد نے عمر بن سعد بن وقاص[۱] کو ان کے مقابلہ کے لئے بھیجا آخرش عاشورے کے دن ۶۱ھ میں سنان بن ابی انس نخعی نے ان کو شہید کیا۔ اس وقت ان کی عمر ۵۸ برس کی تھی بعضوں کا بیان ہے کہ ۵۶ برس کی عمر تھی۔ یہ سیاہ خضاب لگاتے تھے۔

آل حسینؓ

ان کی اولاد علی رضؓ تھے جن کی ماں مرہ بن عروہ بن مسعود ثقفی کی[۲] بیٹی تھیں۔ اور علی اصغرؓ ایک لونڈی سے اور سیدہ فاطمہؓ جن کی ماں ام اسحٰق بنت طلحہؓ بن عبد اللہ تھیں۔ اور سیدہ سکینہؓ جن کی ماں رباب بنت امرا القیسؓ قبیلہ بنی کلب سے تھیں اسی کے بارہ میں حضرت حسن رضؓ کا یہ شعر ہے۔

لعمرک اننی لاحب دارا تحل بہا سکینہ والرباب

تیری زندگی کی قسم مجھے وہ گھر بہت پسند ہے جس میں سکینہ اور رباب رہتی ہیں

سیدہ سکینہؓ و سیدہ فاطمہؓ

سیدہ فاطمہؓ کا عقد حسن بن حسن رضؓ سے ہوا تھا، ان کے بعد حضرت عثمان غنی رضؓ کے پوتے عبداللہ بن عمرو بن عثمان رضؓ کے نکاح میں رہیں۔ حضرت سکینہؓ سے جناب مصعب بن زبیر رضؓ کا عقد ہوا، ان کے انتقال کے بعد عبداللہ بن عثمان بن عبداللہ بن حکیم رضؓ نے نکاح کیا تھا۔ ان سے ایک

---

[۱] عمر بن سعد کوفی افواج کا کمانڈر تھا۔ رشتہ میں حضرت حسین رضؓ کا نانا ہوتا تھا۔ اس کے والد حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فاتح ایران اور عشرہ مبشرہ میں سے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں تھے اس لحاظ سے عمرو بن سعد حضور اکرم کا ماموں زاد بھائی تھا۔ [۲] یہی علی بن حسینؓ

(بقیہ بر صفحہ آئندہ)

لڑکا قرین ہوا۔ اور اسکی اولاد باقی ہے۔ ان کے بعد جناب اصبغ بن عبدالعزیز بن مروان اموی نے نکاح کیا تھا۔ اس نے زفاف کے قبل ہی طلاق دے دی اس کے بعد سیدہ سکینہ سے حضرت عثمانؓ کے پوتے جناب زید بن عمرو بن عثمان رضؓ نے نکاح کیا۔ انھوں نے جناب سلیمان بن عبدالملک کے کہنے سے طلاق دے دی۔ ان کا انتقال خلیفہ ہشام کے زمانہ میں مدینہ میں ہوا۔ یہ ابوالیقظان کا بیان ہے۔

ہیثم بن عدی نے بروایت صالح بن حسان بیان کیا ہے کہ ان کا عقد پہلے عمرو بن حکیم بن حرام سے ہوا۔ پھر عمرو بن عثمان غنی سے، پھر مصعب بن زبیر رضؓ سے۔

ابن کلبی کا بیان ہے کہ ان کے پہلے شوہر عمر بن عبدالعزیز کے بھائی حضرت اصبغ بن عبدالعزیز اموی تھے۔ وہ مصر میں بغیر ان کو دیکھے ہوئے انتقال کر گئے۔ اس کے بعد حضرت زید بن عمر بن عثمان رضی اللہ عنہ نے عقد کیا۔ اس کے بعد حضرت مصعب بن زبیر رضؓ نے اس کے بعد عبداللہ بن عثمان رضی اللہ عنہ بن عبداللہ بن حکیم نے اور ان سے ایک لڑکا عثمان پیدا ہوا جس کو قرین کہتے تھے۔

اس سے پہلے مصعب بن زبیر رضؓ سے ایک لڑکی پیدا ہو چکی تھی۔ اس کے (گذشتہ سے پیوستہ) ہیں جن کی ماں حضرت معاویہ رضؓ کی بھانجی تھیں جن کو لیلیٰ بنت مرہ کہا جاتا ہے۔ حضرت معاویہ حضرت علی اکبر رضؓ پر بڑا فخر کرتے تھے (شہدائے کربلا ذکر علی اکبر مطبوعہ امامیہ مشن لکھنؤ) ان سے ایک صاحبزادے عثمان ہوئے۔ جناب سکینہ رضؓ تقریباً ۸ سال تک جناب زید بن عمر بن عثمان کے عقد میں رہیں۔

۵۲ اصبغ بن عبدالعزیز اموی یزید بن معاویہؓ کے بھی داماد تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز جناب اصبغ کے چھوٹے بھائی ہیں (طبقات ابن سعد ۵/۲۴۴ نسب قریش ص ۹۰ کتاب الاغانی ۱۴/۱۳)

ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے جو ابراہیم بن سعد فقیہ کے دادا تھے۔

حضرت علی اصغر بن حسینؓ

ان کا سلسلۂ نسب ان کے سوا اور کسی اولاد سے جاری نہیں ہوا۔ سلسلۂ نسب انھیں کی ذات تک محدود ہے۔

امام زین العابدینؓ کا نسب

(ان کا ہی لقب زین العابدین ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

بعضوں کا بیان ہے کہ ان کی ماں سندھ کی رہنے والی تھیں جن کا نام سلافہ تھا اور بعضوں نے غزالہ کیا ہے۔ حضرت حسین رضؓ کے انتقال کے بعد ان کے آزاد غلام جناب زبید کے حضرت امام زین العابدین کی والدہ محترمہ سے عقد کیا تھا۔ اُن سے عبداللہ نامی ایک لڑکا پیدا ہوا تھا جو علی اصغرؓ کا ماں کی طرف سے سوتیلا بھائی تھا۔

امام زین العابدین کا مثالی کردار

علی بن محمد نے بروایت عثمان بن عثمان بیان کیا کہ حضرت علیؓ بن حسینؓ نے اپنی ماں کا نکاح اپنے آزاد غلام سے کرایا۔ اور اپنی ایک لونڈی کو آزاد کر کے خود اس سے نکاح کر لیا۔ اس پر خلیفہ عبدالملک نے ان کو غیرت دلائی تو انھوں نے اس کے پاس لکھ بھیجا کہ تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اچھی تابعداری کرنی چاہیئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفیہ بنت حیی کو آزاد کر کے نکاح کر لیا تھا اور زید بن حارثہ رضؓ کو آزاد کر کے اپنی پھوپھی زاد بہن زینب بنت حجش رضؓ سے نکاح کر دیا تھا۔ انھوں نے بمقام مدینہ ۹۴ھ میں انتقال فرمایا اور بقیع میں مدفون ہوئے۔ یہ اپنی کنیت ابوالحسن کیا کرتے

تھے۔ بہت پرہیز گار اور فاضل تھے۔

امام زین العابدین کی اولاد

ان کی اولاد حسنؓ، محمدؒ، علیؒ اور عبداللہؒ تھی۔ جن کی ماں ام عبداللہ بنت حسن بن علیؓ تھیں۔ اور عمرؒ، زیدؒ ایک لونڈی سے تھے جس کا نام جیدان تھا۔ اور خدیجہؒ ایک دوسری لونڈی سے تھیں اور ام موسیٰؒ، ام حسنؒ، ام کلثومؒ، ملیکہؒ مختلف لونڈیوں سے تھے۔

محمد بن علیؒ اپنی کنیت ابوجعفر کیا کرتے تھے۔ اور فقیہ تھے، ان کا انتقال مدینہ میں ۱۱۷ھ میں ہوا۔ ان کی اولاد جعفر اور عبداللہ تھی جن کی ماں فردہ بنت قاسم بن محمد بن ابی صدیقؓ تھیں اور ان کی ماں اسماء بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ تھیں۔

جعفر بن محمد اپنی کنیت ابوعبداللہ کیا کرتے تھے۔ فرقہ جعفریہ انھیں کی طرف منسوب ہے۔ مدینہ میں ۱۴۶ھ میں وفات پائی ان کی اولاد باقی ہے۔

عبداللہ بن محمد کا لقب دفدفیؔ تھا۔ انھوں نے مدینہ میں انتقال کیا۔ ان کی اولاد باقی ہے۔

زید بن علی بن حسنؓ اپنی کنیت ابوالحسن کیا کرتے تھے۔ ان کی ماں سندھ کی رہنے والی تھیں۔ خلیفہ ہشام کے زمانے میں ۱۲۲ھ میں انھوں نے خروج کیا۔ ان کے مقابلہ کے لئے یوسف بن عمر نے عباس مری کو بھیجا۔ اس کے آدمیوں نے تیر چلایا اسی سے انھوں نے قضا کی اور سولی پر چڑھائے گئے۔

لے یعنی شور و غوغا۔ ۱۲

زید کی اولاد سے یحییٰ، جن کی ماں ربطہ بنت ہاشم بن عبداللہ بن محمد الحنفیہ تھیں۔ عیسیٰ، حسین اور مختلف لونڈیوں سے یحییٰ نصر بن یسار کے زمانے میں جوزجان میں مقتول ہوئے۔ ان کے کوئی اولاد نہ تھی۔

عیسیٰ نے کوفہ میں انتقال کیا۔ ان کی چند اولاد تھی، منجملہ ان کے احمد بن عیسیٰ ہیں۔

حسین بن زیدؓ اندھے ہو گئے تھے۔ ان کی بیٹی میمونہ مہدی کے عقد میں تھیں۔ علی بن علی بن حسین کا لقب افطس تھا۔ ان کی اولاد باقی ہے۔ اُمّ موسیٰ بنت علی بن حسینؓ سے داؤد بن علی بن عباس نے عقد کیا تھا اور ان کے بعد ان کی بہن اُمّ حسن سے عقد کیا تھا۔ اور خدیجہ سے محمد بن عمر بن علیؓ بن ابی طالب نے نکاح کیا تھا۔

حضرت محمد بن علی بن ابی طالب

معروف بہ ابن حنفیہ، یہ اپنی کنیت ابوالقاسم کیا کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے خوف[1] سے یہ طائف میں جا کر رہے تھے، وہیں ۸۱ھ میں قضا کی، ان کی عمر پینسٹھ سال کی تھی، ان کی اولاد حسنؓ، عبداللہؓ، ابوہاشمؓ، جعفرؓ اکبر، حمزہؓ، علیؓ (ایک لونڈی سے جعفرؓ اصغر، عونؓ (ام جعفر سے)، قاسمؓ اور ابراہیمؓ تھے، ابوہاشم بڑے مرتبہ کے شخص تھے، شیعوں نے اُن کو اپنا سردار بنانا چاہا تھا مگر اچانک ملک شام میں انتقال کر گئے۔

انھوں نے محمد بن علیؓ بن عبداللہ بن عباسؓ کو اپنا وصی بنایا۔ اور ان

---

[1] حضرت ابن زبیرؓ نے حضرت ابن الحنفیہ اور حضرت ابن عباس کو دھمکی دی تھی کہ ہماری اطاعت نہیں کرو گے تو آگ میں جھونک دیا جائے گا۔

سے کہہ دیا کہ تم ہی سرداری کے مستحق ہو اور تمھارے بعد تمھاری اولاد میں رہے گی۔ اور اپنی کتابیں انھیں دے دیں۔ شیعی انھیں کی طرف متوجہ ہوئے۔ ابوہاشم کی کوئی اولاد نہ تھی، علیؓ اور حمزہؓ کی کوئی اولاد نہ تھی۔ ابراہیم کا لقب "ثغرہ" تھا۔ قاسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد سے فرق ہی سے رہا کرتے تھے۔ اندر نہیں آسکتے تھے۔

حضرت عمر بن علی بن ابی طالب

ان سے لوگ حدیث روایت کرتے ہیں۔ یہ عمر بن خطابؓ سے روایت کرتے ہیں۔ ان کی اولاد محمدؒ اُمّ موسٰی تھی جن کی ماں اسماء بنت عقیلؓ بن ابی طالب تھیں۔ محمدؒ کی اولاد عمرؓ، عبید اللہؒ، عبداللہؓ (ان سب کی ماں خدیجہؓ بنت علیؓ بن حسینؓ بن علیؓ تھیں) اور جعفرؓ تھے جن کی ماں اُمّ ہاشمؓ بنت جعفرؓ بن جعدہؓ بن ہبیرۃ المخزومی ہیں۔ عمرؓ کی اولاد مدینہ میں ہے

حضرت عباس بن علی بن ابی طالب

یہ حضرت حسینؓ کے ساتھ شہید ہوئے۔ ان کی اولاد عبید اللہؓ لبابہ بنت عبداللہ بن عباس کے بطن سے اور حسینؓ ایک لونڈی کے بطن سے تھے۔ ان کی نسل باقی ہے۔

حضرت عبید اللہ بن علی بن ابی طالب

ان کو مختار[1] نے قتل کیا تھا، ان کی نسل باقی نہیں رہی۔

---

[1] مختار اپنے کو محب اہل بیت کہتا تھا۔ اس کے باوجود اس نے اہل بیت کے ایک نامور بزرگ اور حضرت علیؓ کے فرزند کو قتل کیا۔

حضرت جعفر بن علی بن ابی طالب

ان کی نسل میں کوئی بھی باقی نہیں ہے۔

امیر المومنین علیؓ بن ابی طالب کے غلام

منجملہ ان کے یحییٰؒ بن کثیر ہیں۔ جن سے اوزاعی روایت کرتے ہیں۔ ایوب سختیانی کا قول ہے کہ یحییٰ بن کثیرؒ سے بڑھ کر روئے زمین پر کوئی نہیں۔ اُن کے بیٹے عبداللہ بن یحییٰؒ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں اور ابو اُسامہؒ حماد بن اُسامہ ہیں جو حسن بن سعدؒ کے غلام تھے۔ اور اور حسن بن سعدؒ حضرت حسنؓ بن علی بن ابی طالب کے غلام تھے۔ تو یہ حضرت حسنؓ بن علیؓ کے غلام ہوئے۔ انھوں نے ۳۰۱ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔ اس وقت اُن کی عمر اسّی برس کی تھی۔

★

حضرت زبیرؓ بن عوام کے حالات

نسب زبیر بن عوام بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ ہے۔

ان کی ماں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی صفیہؓ بنت عبد المطلب تھیں، یہ اپنی کنیت ابو عبد اللہ کیا کرتے تھے۔ ان کے دادا خویلد جاہلیت کے زمانے میں قتل ہو گئے تھے۔ خویلد کی اولاد خدیجہؓ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی اور حضرت زبیرؓ کی پھوپھی تھیں۔ ان کی ماں فاطمہ بنت زائدہ بن اصم ہیں اور عوام بن خویلد ہیں۔ ان کی ماں مازن بن منصور کے قبیلہ سے تھیں۔ عوام فجار کی لڑائی میں کام آئے اور نوفل بن خویلد ہے۔ یہ قریش کا شیر کہلاتا تھا۔ حضرت علیؓ بن ابی طالب کے ہاتھ سے مقتول ہوا۔ اس کی نسل باقی نہیں رہی۔ اور حزام بن خویلد ہے، حکیم بن حزام کے باپ تھے، حکیم اپنی کنیت ابو خالد کیا کرتے تھے۔ بدر کی لڑائی میں مشرکوں کی طرف سے تھے۔ مگر نہ مقتول ہوئے۔ نہ قید ہوئے اس کے بعد مسلمان ہوئے اور اپنے اسلام کو درست کر لیا۔ یہ جب کوئی سخت قسم کھاتے تو کہتے، قسم ہے

اُس ذات کی جس نے مجھکو بدر کی لڑائی میں محفوظ رکھا۔"

اُن کی اولاد عبداللہ رض بن حکیم اور ہشام بن حکیم رض تھے، ہشام صحابی تھے اور اُن کی کوئی اولاد نہیں رہی۔

حضرت عبداللہ رض بن حکیم جمل کی لڑائی میں حضرت عائشہ صدیقہ رض کے ساتھ کام آئے، ان کا بیٹا عثمان بن عبداللہ تھا اور عثمان کا بیٹا عبداللہ بن عثمان تھا جو حضرت سکینہ بنت حسین رض کا شوہر تھا، ان سے ایک لڑکا "قرین" تھا اس کی نسل باقی ہے۔

عوام بن خویلد کی اولاد

زبیر رض، سائب اُم سائب صفیہ بنت عبدالمطلب کے بطن سے عبدالرحمن اسود، اصرم اور یعلیٰ تھیں، ان میں سے زبیر رض کے سوا اور کسی کی نسل باقی نہیں رہی، سائب اُحد اور خندق کی لڑائی میں شریک تھے، یمامہ کی لڑائی میں شہید ہوئے۔

حضرت زبیر رض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری اور عشرہ مبشرہ سے تھے اور مجلس شوریٰ[1] کے ایک ممبر تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گھوڑے دوڑنے کے برابر ان کو زمین عطا کی تھی۔ انھوں نے اپنا گھوڑا دوڑایا جب وہ تھک گیا تو اپنا چابک پھینک دیا۔ جمل کی لڑائی میں جمادی الاولیٰ ۳۶ھ میں انھوں نے وفات پائی۔ ان کی عمر چونسٹھ برس کی تھی، یہ واقدی کا قول ہے۔

ابوالیقظان کا بیان ہے کہ وہ اس وقت ساٹھ برس کے تھے ابن جرموز

---

[1] یہاں مجلس شوریٰ سے وہ مجلس مراد ہے جو عمر رض کے بعد خلیفہ مقرر کرنے کیلئے بیٹھی تھی اور اس کے ذریعہ سے عثمان رض خلیفہ مقرر ہوئے تھے۔

نے "وادی سباع" میں ان کو قتل کیا اور وہیں مدفون ہوئے۔

حضرت زبیرؓ کا حلیہ

واقدی کا بیان ہے کہ میانہ قد اور دُبلے تھے۔ اُن کی داڑھی کے بال کم تھے، گندم رنگ اور بہت بال والے تھے۔ یہ اپنی داڑھی میں خضاب نہیں لگاتے تھے۔

ابن ابی الزناد ہشام بن عروہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے باپ عروہ سے روایت کرتے ہیں کہ زبیرؓ بہت لمبے تھے جب وہ سواری پر سوار ہوتے تو اُن کے پیر زمین پر لگ جاتے تھے، گربہ چشم تھے اور ان کے بدن پر بہت بال تھے۔ لڑکپن میں ہم ان مونڈھے کے بال کو پکڑ کر کھڑے ہوا کرتے تھے۔

حضرت زبیرؓ کی اولاد

ان کی اولاد عبداللہؓ، عاصمؓ، عروہؓ، منذرؓ، ام حسنؓ، اسماء بنت ابی بکر صدیقؓ جو معروف بہ ذات النطاقین کے بطن سے، مصعبؓ، حمزہؓ، رملہؓ، خالدؓ، عمروؓ، عبیدہؓ، جعفرؓ، خدیجہؓ، اور عائشہؓ وغیرہ نو لڑکیاں تھیں۔

رملہ خالد بن یزید بن معاویہؓ کے عقد میں تھیں۔ اسی کے بارے میں کسی شاعر نے کہا ہے۔

اشعار ملاحظہ فرمائیں:-

تجول خلاخیل النساء ولا اریٰ

لرملۃ خلخالاً یجول ولا قلبا!

سب عورتوں کے خلخال گردش کرتے ہیں مگر "رملہ" کے خلخال اور دل کو گردش کرتے ہوتے میں نہیں دیکھتا ہوں۔

احب بنی العوام طُرّ الجبہ

و من اجلہا اجببت اخوالہا کلبا

اسی کی محبت کی وجہ سے تمام اولاد عوام کو میں دوست رکھتا ہوں، اور اسی کی محبت کی وجہ سے قبیلۂ بنی کلب کو جو اس کے ماموں ہیں دوست رکھتا ہوں۔

حضرت جعفر بن زبیرؓ

حضرت جعفر بن زبیرؓ نوجوانان قریش سے تھے اور عاشق مزاج تھے، انھیں کا قول ہے۔

ولمجلس القرشی حق واجب | فانظرن فی شان الکریم الاروع
ماتامرین بجعفر و بحاجتہ | یشامہا فی خلوۃ و تضرع

جعفر اور اسکی مراد کے بارے میں جس کے لئے وہ خلوت کو پسند کرتا ہے اور زاری کیا کرتا ہے، تو کیا حکم کرتی ہے۔؟

اُن کی نسل مدینہ میں ہے۔

حضرت حمزہ بن زبیرؓ

حضرت حمزہ بن زبیرؓ عبداللہ بن زبیرؓ کے ساتھ مکہ میں مقتول ہوئے، ان کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ حضرت عمرو بن زبیرؓ اپنی کنیت ابوالزبیر کیا کرتے تھے، یہ ذی مرتبہ شخص تھے، اپنے بھائی عبداللہ کے مخالف تھے اور یزید کی حمایت میں، ان سے لڑے۔ اس کے بعد اپنے بھائی عبیدہؓ کی ذمہ داری پر اُن کے پاس آئے مگر عبداللہؓ نے انھیں قتل کر ڈالا، اُن کی نسل باقی ہے۔ ان کا بیٹا عمرو بن عمرو ہے جس کے بارے میں حزین و ئلی نے یہ شعر کہا ہے۔

لوان اللؤم کان مع الثریا

تناول راس عمرو بن عمرو

ملامت اگر ثریا کے ساتھ ہوتی، تب بھی عمرو بن عمرو اس کی چوٹی پکڑ لیتا۔

حضرت عبیدہؓ بن زبیرؓ وہی ہیں جنھوں نے حضرت عمرو بن زبیرؓ کو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی لڑائی کے وقت کہا تھا کہ تم میرے ساتھ چلو اگر انھوں نے پناہ دی تو فبہا ورنہ ہم تم کو پناہ کی جگہ میں پہونچا دیں گے۔ مگر عبداللہؓ نے ان کی پناہ کی کچھ پرواہ نہ کی اور اپنا بدلہ لیا یہاں تک کہ وہ مر گئے[1]۔ عبیدہؓ کی نسل باقی ہے،

خالد بن زبیرؓ کو عبداللہؓ نے یمن کا حاکم بنایا تھا، اُن کی نسل باقی ہے۔ منجملہ اُن کے خالد بن عثمان بن خالد بن زبیرؓ انھوں نے محمد حسنی کے ساتھ خروج کیا تھا۔ ابو حفص نے انھیں گرفتار کر کے سولی پر چڑھایا تھا، عاصم بن زبیرؓ لڑکپن ہی میں انتقال کر گئے تھے، اُن کی نسل نہیں ہے،

حضرت عروہ بن زبیرؓ

فقیہ اور فاضل تھے، ابو عبداللہ اپنی کنیت کیا کرتے تھے۔ ان کے پیر میں شام میں زخم ہو گیا تھا اور وہاں یہ خلیفہ ولید بن عبد الملک کے پاس تھے اس وجہ سے ان کا پیر کاٹا گیا۔ انھوں نے ذرا بھی حرکت نہیں کی۔ ولید کو پیر کٹنے کا حال بدبوئی کی وجہ سے صرف داغنے کے وقت معلوم ہوا۔ اس واقعہ کے بعد وہ آٹھ برس زندہ رہے۔ انھوں نے مدینہ میں ایک کنواں کھدوایا۔ تھا جس کا نام بیر عُروہ تھا، اس سے بڑھ کر میٹھا پانی مدینہ کے کسی اور کنوئیں کا نہ تھا، انھوں نے مدینہ کے قریب اپنے علاقہ میں ۹۳ھ میں

---

[1] مؤرخین لکھتے ہیں جناب عمرو بن زبیرؓ یزید کی فوج کے افسر تھے۔ انھوں نے حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ کو یزید کی بیعت کرنے کو کہا اس پر انھوں نے ان کو گرفتار کر لیا اور حرم کعبہ میں باندھ کر اتنا کوڑا مارا کہ یہ مر گئے۔

وفات پائی۔

بعضوں کا قول ہے کہ ۹۴ھ میں وفات پائی، اس سال کو لوگ سنۃ الفقہاء کہا کرتے تھے، کیونکہ اس سال بہت سے فقیہوں نے وفات پائی تھی۔

اُن کی اولاد محمد یحییٰ، عثمان، عمرو، عبداللہ، مصعب، عبداللہ اور ہشام تھی، ہشام کی ماں ایک لونڈی تھی جس کا نام "سارہ" تھا۔

حضرت عبداللہ بن عروہ رضؓ

بڑے خطیب (لیکچرار) اور بلیغ تھے، بلاغت میں خالد بن صفوان کے ہم مثل تھے، ان سے ایک مرتبہ لوگوں نے کہا کہ تم نے دارالہجرت مدینہ کو چھوڑ دیا؟ تم اگر وہاں جاتے تو لوگ تم سے ملتے، تم لوگوں سے ملتے، انھوں نے کہا کہ لوگ کہاں ہیں؟ اب لوگ تو صرف تکلیف پر خوشی کرنے اور نعمت پر حسد کرنے والے رہ گئے ہیں، مرنے سے پہلے نابینا ہو گئے تھے۔ اُن کی نسل مدینہ میں ہے، محمد بن عروہؓ برگزیدہ شخص تھے، ان کی نسل لڑکوں سے نہیں ہے۔

حضرت عثمان بن زبیر رضؓ

حضرت عثمان بن زبیر رضؓ خطیب (لیکچرار) تھے۔ ان کی اولاد مدینہ میں ہے۔ یحییٰ بن عروہ لوگوں کے نسبوں اور واقعات سے واقف تھے۔

انھوں نے خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے حاکم مدینہ ابراہیم بن ہشام کا ذکر کیا تو اُس نے اتنا پٹوایا کہ وہ انتقال کر گئے۔ اُن کی اولاد مدینہ میں ہے۔

عمرو بن عروہ عبداللہ بن زبیر کے ساتھ شہید ہوئے، ان کی نسل

باقی نہیں رہی، عبید اللہ بن عروہ کی اولاد مدینہ میں ہے۔

ہشام بن عروہ ایک اچھے فقیہ تھے، ابو جعفر کے زمانے میں یہ کوفہ آئے تھے۔ کوفیوں نے ان سے حدیثیں سنیں، ۱۰۶ھ میں وہیں پر انتقال فرمایا۔ ان کی اولاد مدینہ اور بصرہ میں ہے۔ ابو منذر اپنی کنیت کیا کرتے تھے۔

حضرت منذر بن زبیرؓ

یہ اپنی کنیت ابو عثمان کیا کرتے تھے، سردار اور بردبار تھے۔ عبد اللہ بن زبیرؓ کے ساتھ یہ بھی شہید ہوئے۔ اُن کا لڑکا محمد بن منذر ہے، یہ قریش کے سردار کہلاتے تھے اور ابو زید اپنی کنیت کیا کرتے تھے۔ جب یہ راستہ چلتے تو لوگ ان کی تعظیم و تکریم کی وجہ سے آگ بجھا دیا کرتے تھے۔ ایک دن اُن کے ایک جوتے کا تسمہ ٹوٹ گیا تو اپنے پیر پر خفا ہوئے اور دوسرے کو بھی اُتار دیا اور دونوں کو چھوڑ کر چلے گئے۔ اور پھر نہیں پہنا۔ انھیں کا قول ہے "ما قلّ سفھاء القوم الّا ذلّوا" ان کی نسل باقی ہے۔

حضرت مصعب بن زبیرؓ

یہ اپنی کنیت ابو عبد اللہ کیا کرتے تھے۔ بعضوں کا قول ہے کہ ان کی کنیت ابو عیسیٰ تھی، بہت اچھے عرب تھے۔ ان کو عبد اللہ بن زبیرؓ نے کوفہ اور بصرہ کا حاکم بنایا تھا۔ عبد الملک بن مروان اُن سے مقابلہ کے لئے نکلا اور اپنے بھائی محمد بن مروان کو مقدمۃ الجیش پر مقرر کر کے روانہ کیا، مصعب بن زبیرؓ سے اس کا مقابلہ ہوا اور مصعب مقتول ہوئے، مصعب کی اولاد عیسیٰ، عکاشہ، عمرو، جعفر، حمزہ، سعد مصعب

جو ملقب بہ حصین تھا، اور محمد[1] ہے۔

عیسیٰ بن مصعب

عیسیٰ اپنے باپ کے ساتھ مقتول ہوئے، ان کی کوئی اولاد نہیں، عکاشہ کی نسل مدینہ میں ہے۔ اُن کا بیٹا مصعب بن عکاشہ قدید کے واقعہ میں مقتول ہوا۔ جعفر نے ملیکہ بنت حسن بن حسینؓ سے عقد کیا تھا اور ان سے چند لڑکیاں پیدا ہوئیں، ان کی اولاد دوسری بی بی سے بھی ہے، حمزہ اور ان کا بیٹا عمارہ قدید کے واقعہ میں مقتول ہوئے، ان کی نسل مدینہ میں ہے۔ انھوں نے ایک دفعہ شراب پی تھی جس کی وجہ سے مدینہ کے بعض سرداروں نے ان پر حد جاری کی تھی اور ان لوگوں کے سامنے عبرت کیلئے کھڑا کیا تھا۔

قدید اُس واقعہ کا نام ہے جس میں ابوحمزہ خارجی مقتول ہوا تھا اس نے یمن سے خروج کیا تھا اور مکہ و مدینہ پر قابض ہو گیا تھا۔ پھر شام کی طرف متوجہ ہوا اور مارا گیا۔

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ

یہ اپنی کنیت ابوبکر اور ابوحبیب کیا کرتے تھے۔ ہجرت کے بیس ماہ بعد پیدا ہوئے۔ یہ واقدی کا قول ہے۔

ابوالیقظان کا بیان ہے کہ یہ اسلام میں پہلے لڑکے پیدا ہوئے تھے۔ اُنھوں نے کعبہ کو بنایا تھا اور اس کے ۲ دو دروازے رکھے تھے۔ خلافت کے مدعی ہوئے اور حجاز، عراق، یمن اور مصر اپنے قبضہ میں لائے اور نو

---

[1] اُن کی بیویوں میں سیدہ سکینہ رحم بھی تھیں جو حضرت حسینؓ ابن علی کی لخت جگر تھیں سیدہ ایک لاکھ درہم دین مہر پر حضرت مصعبؓ کے عقد میں آئی تھیں۔ (کتاب الاغانی جلد ۱۴ صفحہ ۱۶۳۔ روضۃ الاصفیا صفحہ ۲۶۴)

برس تک خلیفہ رہے۔ اس کے بعد حجاج ان سے مقابلہ کے لئے آیا اور اُس نے مکہ کا محاصرہ کیا۔ محاصرہ کے زمانہ میں اُن کو ایک تیر لگا۔ اسی سے وفات پائی۔ بڑے کفایت شعار تھے ۔کسی شاعر نے انھیں کے بارے میں کہا ہے۔

رایت ابا بکر و ربک غالب
علی امرہ یبغی الخلافۃ بالتمر

میں نے ابو بکر (عبداللہ بن زبیرؓ) کو دیکھا کہ خلافت کو چھوہارے کے بدلے میں طلب کرتے تھے اور تیرا رب اپنے کام پر غالب ہے۔ قتل کے وقت ان کی عمر بہتر برس کی تھی جہاں یہ قتل ہوتے وہیں سولی پر چڑھائے گئے، اُن کی اولاد حمزہ رضؓ، حبیبؓ، ثابتؓ، موسیٰؓ، عبادؓ، قیسؓ، عامرؓ، عبداللہ اور چند لڑکیاں تھیں۔

حضرت حمزہؓ بن عبداللہ

حمزہ اچھے عرب تھے اپنے باپ کی طرف سے بصرہ کے حاکم تھے، اُن کی نسل مدینہ میں ہے۔ حبیب لاولد تھے، ثابت بے ہودہ گو، زبان دراز اور بہت بُرے تھے، اُن کی نسل باقی ہے۔ منجملہ ان کے زبیر بن عبداللہ بن مصعب بن ثابت، ہیں جو ہارون رشید کی طرف سے مدینہ اور یمن کے حاکم تھے۔ موسیٰ کی نسل مدینہ میں ہے۔ منجملہ ان کے صدیق بن موسیٰ بن عبداللہ بن زبیر ہیں جو سرداران قریش سے تھے۔ عباد کی اولاد مدینہ میں ہے۔ قیس کی نسل باقی نہیں رہی۔

عامر بن عبداللہ بڑے عابد تھے، اپنی بیٹیوں کا نکاح نہیں کرتے تھے۔ ایک دفعہ اُن کا جوتا چوری ہوگیا، انھوں نے قسم کھائی کہ اب جوتا نہیں خریدوں گا، تاکہ اس کے چوری کرنے سے مسلمان گنہ گار نہ ہوں، عبداللہ بن عبداللہ اپنے باپ کے بہت مشابہ تھے۔ عبداللہ بن زبیر نے اپنی لڑکیاں

اپنے بھتیجوں سے بیاہ دی تھیں۔

حضرت زبیرؓ اور اُن کی اولاد کے غلام

منجملہ ان کے "بہیّ" ہے جو حضرت عائشہؓ صدیقہؓ سے روایت کرتے ہیں، ان کا نام عبداللہ بن یسار ہے، اور کنیت ابو محمد، کوفہ میں ٹھہرے تھے، اس وقت کوفیوں نے ان سے روایت کی تھی۔

منجملہ ان کے حمید اعرج قاری ہے، یہ حمید بن قیس زبیر کی اولاد کا غلام ہے۔ یہ کوفیوں کے قاری تھے۔ بہت حدیثیں جانتے تھے۔ علم فرائض اور حساب کے عالم تھے، مجاہد اور اپنے بھائی عمر بن قیس کے شاگرد تھے۔ حدیث میں ضعیف شمار کیے جاتے ہیں، انھوں نے ایک مرتبہ مالک بن انسؓ کے ساتھ گستاخی کی تھی اور والی مکّہ کے سامنے کہا تھا کہ "کبھی یہ خطا کرتے ہیں اور کبھی یہ ٹھیک نہیں کہتے"۔ مالک نے ان سے کہا کہ "لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں"۔ انھوں نے اس کو نہیں سمجھا، بلکہ تغافل کر گیا، اس پر مالک نے ان کو متنبہ کیا اور کہا۔ "میں ان سے کبھی کلام نہیں کروں گا"۔

ابو الزہری جو جابر سے روایت کرتا ہے اس کا نام محمد بن مسلم ہے وہ زبیر کے چچا حکیم بن حزام بن خویلد کا غلام ہے۔

★

حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ

نسب

طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ ہے۔ یہ اپنی کنیت ابو محمد کیا کرتے تھے۔ ان کو طلحۃ الخیر طلحۃ الفیاض اور طلحۃ الطلحات کہتے۔ یہ وہ طلحۃ الطلحات نہیں ہیں جن کے بارے میں کسی شاعر نے کہا ہے۔

رحم اللہ اعظما دفنوہا

بسجتاں طلحۃ الطلحات

خداوند تعالیٰ ان ہڈیوں پر رحم کرے جن کو لوگوں نے سجستاں میں دفن کیا ہے۔ وہ طلحات ہے،

بلکہ یہ شخص خزاعی تھا اور حضرت طلحہ پہلے مہاجرین سے تھے، اور ان دس لوگوں میں سے تھے جن کو جنت کی بشارت دی گئی تھی، مجلس شوریٰ کے یہ بھی ممبر تھے۔ مگر مشورہ کے دن حاضر نہیں تھے۔ احد کی لڑائی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے، اسی دن کسی نے آپ پر وار کیا تھا اس کو انھوں نے اپنے ہاتھ پر روکا تھا جس کی وجہ سے ان کا ہاتھ کٹ گیا تھا اور یہ بے ہاتھ ہو گئے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شان میں فرمایا تھا "طلحہ کے لئے جنت واجب ہوئی"۔ ان کے اور حضرت سعد بن ابی وقاص رض کے درمیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھائی چارہ کرایا تھا۔ یہ عثمان اور اپنی ماں صعبہ بنت حضرمی پر بہت سخت تھے۔ وہ عبید اللہ کے نکاح کے قبل ابو سفیان بن حرب کے عقد میں تھیں۔ ابو سفیان نے انھیں طلاق دے دی تھی، اس کے بعد اُن کے نفس نے ملامت کی تو یہ اشعار کہے۔

انی وصعبۃ فیما یریٰ

بعیدان والود او قریب

میں اور صعبۃ گو دیکھنے میں دور معلوم ہوتے ہیں مگر محبت ہم دونوں کو

فان لم یکن نسب ثاقب

فعند الفتاۃ جمال وطیب

اگرچہ اس کا کوئی اعلیٰ نسب نہیں ہے۔ لیکن اس کے پاس خوبصورتی و پاکیزگی ہے

فیا آل قصی الا فاعجبوا

ہزبر یصیدہ الغزال الربیب

پس اے اولاد قصی تم کو اس بات سے تعجب کرنا چاہیئے کہ شیر کو ایک پالا ہوا ہرن روکے ہوئے ہے۔

جب حضرت طلحہ رض حضرت علی رض سے لڑنے کے لئے بصرہ آئے تو جمل کی لڑائی میں بھی شریک ہوئے۔ مروان نے انھیں دیکھا اور چونکہ حضرت عثمان رض پر سختی کرنے کی وجہ سے یہ ان سے پہلے ہی سے خار کھاتا تھا اس وجہ سے ان پر ایک تیر چلایا اور وہ ان کی پنڈلی میں لگا۔ اور اس کو گھوڑے کی جانب تک زخمی کر گیا۔ یہ گھوڑے کی گردن سے لپٹ گئے، اور کہنے لگے

تا اللہ مار آیت مصرع اشیاح اضبع اور وفات پائی۔ اور قرہ کے پل کے پاس دفن کیئے گئے۔ اس کے تیس۳۰ برس بعد اُن کی بیٹی عائشہ نے ان کو خواب میں دیکھا کہ نمی کی شکایت کرتے ہیں۔ اُس نے اُن کے نکالنے کا حکم دیا۔ اور وہ تری نکالی گئی۔ اس کام کو عبدالرحمٰن بن سلامہ تیمی نے انجام دیا۔ اور اپنے گھر میں بصرہ میں مدفون ہوئے۔ ان کی قبر وہاں مشہور ہے۔

طلحہ کے دو اور بھائی تھے، ایک عثمان بن عبید اللہ اور دوسرا مالک بن عبید اللہ۔ عثمان زمانۂ جاہلیت میں ذی رتبہ شخص اور اس نے زمانۂ اسلام بھی پایا تھا۔ اس نے طلحہ اور ابوبکر کو بلا کر ایک رسی میں باندھ دیا تھا۔ اسی وجہ سے یہ دونوں "قرینین" کہلاتے تھے۔ زبیرؓ کے اولاد سے کسی نے طلحہؓ کی اولاد میں ایسے شخص کے لیئے جس کا نام طلحہ تھا اور اس کے بیٹے کا نام ابوبکر تھا یہ اشعار کہے ہیں۔

یا طلح یا ابن القرینین الذین ہما

مع النبی اذلاّ کل جبّار

اے طلحہ اے قرینین کے بیٹے جنھوں نے رسول اللہ کے ساتھ ہر سرکش کو تابعدار بنایا۔

ھذا المسمے بفعل الخیر نافلۃ

دون الانام و ہذا صاحب الغار

یہ لوگوں میں اچھے کام کرنے کے ساتھ مشہور ہوئے اور وہ غار کے ساتھی کہلاتے۔

عثمان کی نسل باقی ہے اور مالک کی نسل مکہ میں ہے۔

★

عمر و حلیہ

ان کی عمر اور حلیہ میں لوگوں کا اختلاف ہے ـــــ ابوالیقظان کا بیان ہے کہ قتل کے وقت ان کی عمر ساٹھ برس کی تھی۔

واقدی کا قول ہے کہ چونسٹھ برس کی عمر تھی۔ جمادی الاولی ۳۶ھ میں مقتول ہوئے۔ خود اُن کی بعض اولاد کا بیان ہے کہ باسٹھ برس کی عمر تھی۔ اسی طرح ان کے حلیہ میں بعضوں کا بیان ہے کہ گندم رنگ اور بہت بال والے تھے۔ وہ بال نہ تو زیادہ گھونگھر والے تھے اور نہ بالکل سیدھے۔ خوبصورت باریک ناک والے تھے۔ چلنے میں بہت تیزی کرتے تھے۔ بال کا خضاب نہیں کیا کرتے تھے۔

ابوموسیٰ بن طلحہ کا قول ہے کہ سفید سرخی مائل میانہ قد تھے جو ناٹے پن کی طرف مائل تھے، سینہ کے فراخ، مونڈھوں کے چوڑے تھے۔ جب کسی کی طرف دیکھتے تھے تو پورے طور سے دیکھتے تھے۔ قدموں کے بھاری تھے، ان میں باریکی نہیں تھی اور جب کسی کے قدموں میں باریکی نہ ہو تو اُس کو "اَدَج" کہتے ہیں۔ فضل بن دُکین قیس بن ربیع سے روایت کرتے ہیں۔ وہ عمران بن موسیٰ بن طلحہ سے، وہ اپنے باپ سے کہ طلحہ کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی تھی، اس میں سُرخ یاقوت کا نگ تھا، ان کی آمدنی روزانہ پورے ہزار درہم تھی۔

حضرت طلحہ رضؓ کی اولاد

دس لڑکے اور چار لڑکیاں مختلف بیبیوں سے تھیں۔ منجملہ ان کے محمد بن طلحہ رضؓ ہیں حمنہ بنت حجش کے بطن سے اور اسکی ماں اُمیمہ بنت عبدالمطلب رضؓ تھیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔

محمّد بن طلحہ رضؓ

یہ عابد تھے، ان کو لوگ "سجّاد" (بہت سجدہ کرنے والا) کہتے تھے۔ ابوالقاسم کنیّت کیا کرتے تھے۔ جمل کے واقعہ میں (حضرت عائشہ کے ساتھ) تھے۔ حضرت علی رضؓ کو اس اونٹ کے مارنے سے منع کیا (جس پر عائشہ صدیقہ رضؓ سوار تھیں)، اور کہا دیکھو اپنے کو بڑی ٹوپی والے اونٹ سے بچاؤ۔ اسی اثنا میں کسی نے اُن کو قتل کر دیا۔ [1]

اور یہ اشعار پڑھے۔

واشعث قوام بآیات ربہ
قلیل الاذی فیما تری العین مسلم

پراگندہ حال کلام اللہ کے ساتھ قیام کرنے والا۔ لوگوں کو نہ تکلیفیں دینے والا دیکھنے میں پکا مسلمان۔

امکنہ بالرمح حضنی قمیصہ
فخر قتیلا للیدین و للفم

میں نے اپنے نیزے کو اس کے بدن کے دونوں پہلوؤں پر مارا تو وہ مردہ منھ کے بل گر پڑا۔

---

[1] یہ بڑے پرہیز گار اور سجدہ گذار تھے۔ اس لئے لوگ ان کو سجّاد کہتے تھے۔ حضرت علی نے ان کی نعش کو دیکھا تو آہ کر کے بیٹھ گئے۔ حضرت حسن رضؓ نے کہا۔ بابا جان خیر تو۔ فرمایا۔ سجاد بھی مارے گئے۔ حضرت حسن نے کہا میں اسی لئے آپکو اس جنگ سے منع کرتا تھا لیکن آپ لوگوں کے کہنے میں آگئے۔ اُس پر حضرت امیر المومنین نے نہایت رنج کے ساتھ فرمایا، کاش میں آج سے بیس سال پہلے مرگیا ہوتا۔

علیٰ غیر شئ ان لیس تابعا

علیا ومن لا یتبع الحق یظلم

یہ معاملہ بلا قصور میں نے ان کے ساتھ کیا مگر وہاں وہ علی کے تابع نہ تھے اور جو جو حق کا تابع نہیں وہ ظالم ہے۔

نیاشدنی خسم والرمح شاجر

فلا تلا حسم قبل التقدم

جس وقت نیزہ کام کر رہا ہے۔ اس وقت دوست مجھے قسم دیتا ہے اور منع کرتا ہے۔ پیش قدمی کرنے سے پہلے اُس نے مجھ سے کیوں نہیں کہا۔

محمدؐ بن طلحہ رضؓ

ان کے بیٹے ابراہیم تھے۔ ان کے سر کا اگلا حصّہ بالوں سے صاف تھا۔ لنگڑے اور سردار تھے۔ حجاز کے شیر کہلاتے تھے۔ عبداللہ بن زبیر نے ان کو کوفہ کا تحصیل دار مقرر کیا تھا۔ انھوں نے مکّہ میں، احرام کی حالت میں وفات پائی۔ ابراہیم کے بیٹے عمران اور یعقوب تھے۔ ان دونوں کی ماں اسمٰعیل بن طلحہ کی بیٹی تھی۔ اور اسکی ماں لبابہ بنت عبداللہ بن عباس رضؓ تھیں۔ عمران کا بیٹا محمد بن عمران تھا، جو ابو جعفر کے زمانے میں مدینہ کا قاضی تھا اور بخیل تھا۔

جب لوگوں نے بخالت کے بارے میں ان کو بُرا بھلا کہا تو انھوں نے کہا انی لا اجمد عن الحق ولا اذوب فی الباطل اور منجملہ اولاد طلحہ کے عمران بن طلحہ ہے، اس کی ماں حمنہ تھی۔ اس کے عقد میں اُمّ کلثوم بنت فضل بن عباس رضؓ تھی۔ اسکی نسل نہیں رہی۔

★

عیسیٰ ابن طلحہ رض

اور منجملہ ان کے عیسیٰ بن طلحہ ہیں۔ یہ نجیل اور عابد تھے۔ یہ عمرو بن عبدالرحمٰن بن عوف کے ساتھ عبدالملک بن مروان کے پاس بھیجے گئے تھے۔ اس سے حجاج کی موقوفی کی نسبت گفتگو کی۔ یہاں تک کہ حجاج حجاز سے موقوف کیا گیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز کی خلافت میں انھوں نے وفات پائی۔ اُن کی اولاد باقی ہے۔ اور منجملہ ان کے یحییٰ بن طلحہ ہے۔ یہ طلحہ کی تمام اولاد سے بہتر تھے اُن کے بیٹے اسحٰق بن یحییٰ سے لوگ فقہ روایت کرتے ہیں۔ اسحٰق کی ماں اُمّ یاس بنت ابی موسیٰ اشعری رض تھیں۔

اسماعیل بن طلحہ رض

اور منجملہ اس کے اسماعیل بن طلحہ ہے۔ یہ سردار تھے۔ انہی کے عقد میں لبابہ بنت عبداللہ بن عباس رض تھیں۔ اور منجملہ ان کے اسحٰق بن طلحہ ہے۔ حضرت معاویہ رض نے انھیں اور حضرت سعید بن عثمان کو خراسان کا حاکم مقرر کیا تھا۔ اسی میں وفات پائی۔ اُن کی اولاد بہت ہے۔

یعقوب بن طلحہ رض

حرّہ کی لڑائی میں قتل ہوئے ان کی نسل باقی ہے۔ منجملہ ان کے ابو یعیرہ ہے جو ابو جعفر کی طرف سے بحرین کا حاکم تھا۔

موسیٰ بن طلحہ رض

یہ بھی طلحہ کی تمام اولاد سے اچھے تھے۔ ذی مرتبہ اور ذی عزّت تھے۔ کوفہ میں سنہ ۱۰۴ھ میں قضا کی۔ ابو عیسیٰ اپنی کنیت کیا کرتے تھے۔ اپنے دانتوں کو سونے کے تار سے باندھا کرتے تھے۔ ان کے بیٹے محمد بن موسیٰ کی ماں عبدالرحمٰن رض بن ابو بکر رض کی بیٹی تھیں۔ یہ عبدالملک بن مروان اموی خلیفہ کی فوج کے کمانڈر

تھے۔ ان کو عبدالملک بن مروان نے سبیب کے مقابلہ میں بھیجا تھا، اس نے ان کو قتل کیا۔ اور ان کے بیٹے عمران بن موسیٰ کی ماں لونڈی تھی۔ اور یہ سخی تھے۔ اُن کی نسل باقی ہے۔

زکریا بن طلحہ رضؓ

ان کی ماں ام کلثوم بنت ابی بکر رضؓ تھیں اور سگی بہن عائشہ رضؓ بنت طلحہ رضؓ تھی۔ سخی تھے، ان کی نسل باقی ہے۔

صالح بن طلحہ رضؓ

ان کی ماں تغلبیہ ہے۔ اور طلحہ کی لڑکیوں سے اُمّ اسحٰق بنت طلحہ رضؓ ہیں جو حضرت حسن رضؓ بن علی رضؓ کے عقد میں تھیں۔ جن سے طلحہ بن حسن پیدا ہوئے اور لڑکپن ہی میں وفات پائی۔ اس کے بعد ان سے حضرت حسین رضؓ بن علی رضؓ نے عقد کیا، اور ان سے فاطمہ بنت حسینؓ پیدا ہوئیں۔ اور یہ عبداللہ بن حسین کی ماں ہیں۔ اس کے بعد اُن سے عبداللہ بن محمد بن ابی عتیق نے نکاح کیا اور امیہ لڑکی پیدا ہوئی اور طلحہ رضؓ کی بیٹیوں سے عائشہ بنت طلحہ رضؓ ہے۔ عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضؓ نے اُن سے عقد کیا تھا۔ اور ان کے بعد مصعب بن زبیرؓ نے اور ایک لاکھ درہم اُن کو دیا۔ انس بن زنیم نے اسی کے بارے میں اپنے بھائی سے کہا۔

ابلغ امیر المومنین رسالۃ

من ناصح لک لا یرید خداعا

امیر المومنین کو ایک پیغام ایسے ناصح کی طرف سے پہونچا دو جو دھوکا دینا نہیں چاہتا۔

بضع الفتاۃ بالف الف کامل

وتبنیت سادات الجیوش جیاعا

عورت کی شرمگاہ پورے لاکھ میں خریدی جائے اور سردارانِ لشکر بھوکے بسر کریں.

لولا ابو حفص اقول مقالتے　　　　　وافقص شان حدیثهم لارتاعا

ابو حفص سے عمر بن خطاب مراد ہیں جب مصعب قتل ہوتے تو عصر بن عبید اللہ بن معمر تمیمی نے عقد، مگر عبد اللہ بن عبد الرحمٰن کے سوا اور کسی کی ان سے اولاد نہیں ہوئی. اور طلحہ کی بیٹیوں میں صعبہ ایک لونڈی سے اور مریم دوسری لونڈی سے ہے.

حضرت طلحہؓ کے غلام

ان کے موالی سے مسلم بن یسار رضؓ تھے. یہ اپنے زمانے میں سبھوں سے افضل تھے جب یہ زیادہ غصہ ہوتے تو کہتے فرق بینی و بینک. جب یہ کہتے تو لوگ سمجھ جاتے کہ اب اس کے بعد کچھ کہنے کی ضرورت نہیں.

ان کا بیان تھا کہ جب ہم اپنے داہنے ہاتھ سے کتاب لینے کا قصد کرتے ہیں، اس وقت اس سے اپنی شرمگاہ کو چھونا بُرا سمجھتے ہیں.

ایک دفعہ یہ کسی مسجد میں گئے، اس وقت مؤذن نے اذان دی، یہ وہاں سے واپس چلے گئے. مؤذن نے دریافت کیا کہ کس نے آپ کو واپس کردیا. انھوں نے کہا کہ تو نے.

یہ کسی چیز کو لعنت نہیں کرتے تھے. جب چوپاتے پر غصہ ہوتے تو کہتے: "مار ڈالنے والا زہر تو نے کھایا ہے؟" ۱۰۰ھ یا ۱۰۱ھ میں انھوں نے قضا کی. اُن کا بیٹا عبد اللہ بن مسلم بن یسار ہے. اس سے لوگ روایت کرتے ہیں.

اور طلحہ رضؓ کے غلاموں میں سے ابو نعیم فضل بن دکین بن حماد محدث

تھے۔ ثوری اور اعمش سے حدیث روایت کرتے ہیں کوفہ میں ۱۷۹ھ میں وفات پائی۔ اور حمید طویل طلحۃ الطلحات خزاعی کے غلام تھے نہ کہ طلحہ بن عبید اللہ تمیمی کے۔

★

حضرت عبد الرحمٰنؓ بن عوف

نسب عبد الرحمٰنؓ بن عوف بن عبد عوف بن عبد الحارث بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوتی بن غالب بن فہر بن مالک بن نصر بن کنانہ ہے۔

جاہلیت کے زمانہ میں ان کا نام عبد الحارث تھا اور بعضوں کا بیان ہے کہ عبد عمرو تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد الرحمٰن رکھا ان کے باپ عوف جاہلیت کے زمانے میں غمیصاء میں قتل ہوتے تھے۔ جذیمہ کی اولاد نے قتل کیا تھا۔ ان کی ماں کا نام شفاء تھا اور وہ بھی زہریہ ہیں۔

عبد الرحمٰن کے کئی بھائی تھے۔ ایک عبد اللہ بن عوف سرداران قریش میں سے تھے۔ اور اُن کے بیٹے طلحہ بن عبد اللہ رضؓ بن عوف کی اولاد مدینہ میں ہے۔

دوسرا اسود بن عوف ہے۔ صحابی تھے، حضرت عمر بن خطاب رضؓ نے ان کو مکہ میں شراب پیتے ہوتے پایا تھا جس کی وجہ سے حد ماری تھی۔ آپ جمل کی لڑائی میں حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کے ساتھ شریک تھے اور اسی

میں شہید ہوئے۔ ان کی نسل باقی ہے۔

کنیت حضرت عبدالرحمٰن اپنی کنیت ابو محمد کیا کرتے تھے۔ یہ بھی ان دسوں میں ہیں جن کو جنّت کی بشارت دی گئی ہے مجلس شوریٰ کے چھ ممبروں میں سے ایک یہ بھی ہیں۔ ان کے بدن میں تل کے داغ تھے۔

واقدی کا بیان ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن رضؓ سال فیل کے دس برس بعد پیدا ہوئے تھے اور ۳۲ھ میں انھوں نے وفات پائی۔ آپ کی عمر پچھتر برس کی تھی۔

ابو الیقظان کا بیان ہے کہ حضرت عثمان رضؓ کی خلافت میں انتقال کیا۔ اور ان کا ترکہ سولہ حصّوں میں تقسیم ہوا۔ اور ہر ایک لڑکی کا حصّہ اسّی ہزار درہم ہوا۔ انھوں نے ایک دن تیس غلام آزاد کئے تھے۔ انھوں نے وصیّت کی تھی کہ جنازہ کی نماز حضرت عثمان بن عفان رضؓ پڑھائیں۔

حُلیہ واقدی کا بیان ہے کہ لانبے، خوبصورت، نرم بدن، کوزہ پشت، سفید سرخی مائل تھے، بالوں کا خضاب نہیں کرتے تھے۔ سہیلہ بنت عاصم بن حدی کا بیان ہے کہ ان کی آنکھیں اور ناک بڑی تھیں اور سامنے والے اُوپر کے دو دانت لمبے تھے۔ جن کی وجہ سے کبھی ان کے ہونٹ زخمی ہو جایا کرتے تھے۔ ان کے سر کے بال کانوں کے نیچے اور ان سے لپٹے ہوئے تھے۔ ان کے منہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ اس میں پانی کا حباب ہے۔ ان کا پیر بھاری اور انکی انگلیاں موٹی تھیں۔

اولاد ان کی اولاد محمد رضؓ، ابراہیم رضؓ، حمید رضؓ، زید رضؓ، ام کلثوم رضؓ بنت عقبہ بن ابی معیط اموی کے بطن سے۔ ابو سلمہ رضؓ، تماضر بنت اصبغ کلبی کے بطن سے۔ مصعب رضؓ ایک یمنی عورت سے، سہیل رضؓ، ایک دوسری

یمنی عورت سے ،عثمان رض، مسورؓ اور عمر رض وغیرہ اور چند لڑکیاں .

محمّد بن عبدالرحمن

آپ بہت عزت دار تھے. آپ کا لڑکا عبدالواحد ہے. اور اس کی نسل باقی ہے. ابراہیم بن عبدالرحمن رض قوم کے سردار اور پستہ قد تھے. انھوں نے سیّدہ سکینہ بنت حسینؓ سے عقد کیا تھا. مگر چونکہ بنو ہاشم راضی نہ ہوئے اس وجہ سے انھوں نے خلع کرالیا. ابواسحٰق اپنی کنیت کیا کرتے تھے، اور ۷۶ھ میں انھوں نے وفات پائی. عمر، پچھتر برس کی تھی. ان کے بیٹے سعد بن ابراہیم تھے جن کی ماں حضرت سعد بن ابی وقاص رض کی بیٹی تھیں. یہ ہشام کے زمانے میں مدینہ کے قاضی تھے. ان کی نسل باقی ہے. اسی کے بارے میں موسیٰ نے یہ شعر کہا ہے.

یتقی الناس فحشہ واذاہ

مثل مایتقون بول الحمار

یہ لوگ اس کے فحش اور تکلیفوں سے اسی طرح بچتے ہیں جس طرح گدھے کے پیشاب سے.

لا یغرنک سجدۃ بین عینیہ حذارے ومنہا فرارے

اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان سجدہ کا نشان دیکھ کر دھوکا نہ کھاؤ اس سے بچو اور بھاگو.

بعضوں کا بیان ہے کہ ایک شخص ان کے یہاں آیا. اس کو انھوں نے دُرّے مارے، اس نے دریافت کیا کہ مجھے کیوں دُرّے مارے انھوں نے کہا کہ بدصورتی کی وجہ سے. اس پر کسی نے مدینہ میں یہ شعر کہا تھا.

جلدالحاکم سعدابن سلیم فی السماجۃ

بدصورتی کی وجہ سے سعد ابن سلیم نے دُرّہ لگایا

فقضے اللہ لسعد

من امیرکم کل حاجہ

خدا نے تمھارے امیر سے سعد کی تمام حاجتیں پوری کر دیں.

سعد نے مدینہ میں ۱۲۷ھ میں قضا کی. عمر تہتر برس کی تھی، ان کا بیٹا ابراہیم بن سعد بن ابواسحٰق بغداد میں بیت المال کا افسر تھا، حدیث بہت جانتا تھا. بغداد میں ۱۸۳ھ میں اُس نے وفات پائی.

حمید بن عبدالرحمٰن رضؓ

امیر اور ذی مرتبہ شخص تھے. ان سے لوگوں نے حدیثیں نقل کی ہیں. ابوعبدالرحمٰن اپنی کنیت کیا کرتے تھے. ان کی اولاد میں عبدالرحمٰن بن حمید ہے. مدینہ کے سردارانِ قریش میں سے تھے. مدینہ میں ۹۵ھ میں وفات پائی.

بعضوں کا بیان ہے کہ ۱۰۴ھ میں بعمر تہتر برس. اور بعضوں کا بیان ہے کہ ۱۰۵ھ میں.

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن فقیہ تھے، ان سے لوگ حدیث نقل کرتے تھے. ان کا نام عبداللہ ہے، ان کے بیٹے عمر بن ابوسلمہ کو ابوجعفر عباسی نے شام میں قتل کیا تھا، کیونکہ یہ اپنے بھانجوں کے ساتھ تھے جو بنی اُمیّہ سے تھے. چنانچہ بنو اُمیّہ کے ساتھ ان کو بھی قتل کرادیا. ابوسلمہ نے ۹۴ھ میں وفات پائی. اور بعضوں کا بیان ہے کہ ان کی وفات ۱۰۴ھ میں ہوئی.

مصعب رضؓ بن عبدالرحمٰن

آپ بہت بہادر تھے، خلیفہ عبدالملک نے کسی شامی سے دریافت کیا کہ "تم نے سب سے زیادہ بہادر سوار کسی کو پایا؟ اس نے کہا مصعب رضؓ کو، یہ حضرت

عبداللہ بن زبیرؓ کے ساتھ شہید ہوئے۔ اور پہلے مدینہ میں مروان کے پولیس کے افسر تھے۔ انہی کے بارے میں قیس رقیات نے کہا ہے۔

حال دون لهوے ودون سری اللیل مصعب

عشق اور رات کے سیر کرنے میں مصعب حائل ہوا

وسیاط علی الکف رجال لقلب

اور دُرّہ مارنے والا جو لوگوں کی ہتھیلیوں پر اس کو اُلٹ پلٹ کرتا ہے۔

واقدی کا بیان ہے کہ مصعب بن عبدالرحمٰن حصین بن نمیر کے پانچ ساتھیوں کو مار کر واپس آئے اور ان کی تلوار ٹیڑھی ہو گئی تھی۔ اس پر انہوں نے یہ شعر پڑھا۔

انا لنو دہا بیضا و نصدرہا

حمرا و فیہا انحناء بعد تقویم

میں اسکو سفید چلاتا ہوں اور سُرخ کھینچتا ہوں اور اس میں سیدھ کے بعد ٹیڑھا پن ہے۔

واقدی کو ان کے مقتول نہ ہونے سے انکار تھا۔

سُہیل بن عبدُالرّحمٰنؓ

آپ نے اُمیّہ صغدی کے خاندان کی ایک عورت "ثریّا" سے عقد کیا تھا۔ جس سے عمر بن ربیعہ عشق بازی کیا کرتا تھا۔ تو اس نے یہ شعر کہا۔

ایہا المنکح الثریا سہیلا

عمرک اللہ کیف یلتقیان

اے سہیل ثریا سے نکاح کرنے والے، خدا تیری عمر دراز کرے، تم دونوں کیوں کر مل سکتے ہو۔

ہی شامیۃ اذا ما استقلت
وسہیل اذا ماستقل یمانی

ثریا کا مستقل مقام شام ہے۔ اور سہیل کا مستقل مقام یمن ہے۔

سہیل کی اولاد مدینہ میں ہے۔ منجملہ ان کے عنیز بن سہیل ہے۔ یہ شرابی تھے۔ انھیں کے بارے میں کسی شاعر نے کہا ہے۔

اذا انت نادمت العنیز و ذوا الندی
جبیرو عاطیت الزجاجۃ خالدا

جب تو عنیز کا مصاحب بنے اور اسکی مجلس والوں کا جو جبیر ہے اور جب خالد کو تو شیشہ دے۔

جبیر اُم یمن کا بیٹا تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ابراہیم رضؓ کی دائی کھلائی تھی اور خالد ابو ایوب انصاری کا بیٹا تھا۔

عُمر بن عبدُالرحمٰن رضؓ

یہ قریش کے ہوشیار لوگوں میں سے تھے انھوں نے حجاج کے مدینہ سے ہٹانے کے بارے میں گفتگو کی تھی۔ یہاں تک کہ خلیفہ عبدالملک نے اس کو ہٹا دیا۔ انہی کی اولاد سے محمد بن عبدالعزیز ہیں جو ابوجعفر کے زمانے میں مدینہ کے قاضی تھے۔ اُن کی نسل باقی ہے۔

زید بن عبدُالرحمٰن رضؓ

زید بن عبدالرحمٰن کی نسل نہیں رہی، مسور بن عبدالرحمٰن "حرہ" کے واقعہ میں مقتول ہوئے۔ عثمان بن عبدالرحمٰن کی اولاد بصرہ میں ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رض

نسب سعد بن مالک بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ ہے۔

یہ اپنی کنیت ابو اسحٰق کیا کرتے تھے۔ اُن کی ماں حمنہ بنت سفیان بن اُمیہ بن عبد شمس اموی ہیں۔ ان کے دو بھائی اور تھے۔ ایک کا نام عتبہ تھا اور دوسرے کا عمیر۔ عتبہ کے بیٹے ہاشم بن عتبہ تھے۔ اور یہ یک چشم تھے۔ اور علی کے ساتھ صفین کی لڑائی میں شریک تھے۔ بڑے ہی بہادر تھے۔ انھیں کا قول ہے

اعور یبغے اہلہ محلاً قد عالج الحیاۃ حتے ملاً لابدان یغل اور یغلا

اس نے اپنے اہل کے لئے عزت و مرتبہ چاہا، اور زندگی کے لئے پوری کوشش کی مگر ناکام رہا۔ اب ایسی حالت میں ضروری ہے کہ خود طوق پہن لے یا لوگ اُسے پہنائیں۔

حضرت عمیر رض بدر کی لڑائی میں شہید ہوئے۔

مناقب و محاسن

حضرت سعد ابن ابی وقاص رضؓ ان دس لوگوں میں ہیں جن کو جنت کی خوشخبری دی گئی ہے اور مجلسِ شوریٰ کے ممبروں میں سے ہیں۔ یہ بڑے زبردست تیر انداز تھے ان کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تھی اور فرمایا تھا۔

"اے اللہ ان کی دُعا قبول کر۔" ان کے تیر کا نشانہ ٹھیک بیٹھتا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے باپ اور ماں دونوں کو ان کے لئے جمع کیا تھا۔ اور فرمایا تھا: "تیر پھینک میرے باپ اور ماں تم پر فدا ہوں۔" اور آپ نے فرمایا تھا۔ "یہ میرے ماموں ہیں۔ کوئی ایسا ماموں لے تو آئے؟"

حضرت عمر بن خطاب نے ان کو کوفہ کا حاکم بنایا تھا۔ یہ "قادسیہ" کی لڑائی میں سالار لشکر تھے۔ مگر چونکہ زخمی تھے اس لئے لڑائی میں شریک نہ ہو سکے۔ اور دوسرے کو اپنا جانشین بنا کر بھیج دیا تھا اور قادسیہ فتح ہو گیا۔ اسی بارے میں بجیلہ کے ایک شخص نے کہا ہے۔

الم تران اللہ اظہر دینہ
وسعد بباب القادسیہ معصمُ

تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو غالب کیا۔ بحالیکہ سعد اس وقت قادسیہ کے دروازہ پر محفوظ بیٹھے ہوتے ہیں۔

فابنا وقد امیت نساء کثیرۃ
ونسوۃ سعد لیس منھن ایم

پس لوٹے ہم اور بہت سی عورتیں رانڈ ہو گئیں۔ حالانکہ سعد کی کوئی عورت

رانڈ نہیں ہوئی۔

اور حضرت سعدؓ نے اس کے لئے بد دُعا کی۔ اور کہا۔

"اے اللہ اس کے ہاتھ اور زبان کیلئے تو کافی ہو"۔

اس شخص کو اس بد دُعا کے اثر سے ایک تیر لگا جسکی وجہ سے وہ گونگا ہو گیا۔ اور اس کا ہاتھ سوکھ گیا۔ اس کے بعد کوفہ والوں نے حضرت عمرؓ سے ان کی شکایت کی، اس وجہ سے وہ معزول کر دیئے گئے۔ ان کے بعد کوفہ کے حاکم عثمانؓ ہوئے اور وہ بھی موقوف کئے گئے۔ بعد ازاں ولید بن عقبہؓ اموی مقرر ہوتے۔ جب یہ کوفہ آتے تو ان سے حضرت سعدؓ نے دریافت کیا کہ "اے ابو وہب کیا تم میری غیبت میں عقلمند ہو گئے ہو؟ یا ہم تمھاری غیبت میں بے وقوف ہو گئے ہیں تو حضرت ولیدؓ نے کہا۔ "نہ ہم عقلمند ہوتے ہیں اور نہ آپ بے وقوف ہوتے ہیں۔ لیکن بات یہ ہے کہ قوم نے مجھے پسند کیا ہے"۔ اس کے بعد کچھ اور باتیں ہوئیں۔

حضرت سعد نے اپنے محل میں جو مدینہ سے دس میل کے فاصلہ پر مقام عقیق میں واقع تھا قضا کی۔ اور لوگوں کے کندھوں پر اُٹھا کر مدینہ لائے گئے۔ ان کی وفات ۵۵ھ میں ہوئی۔ عشرہ مبشرہ میں انھوں نے سب سے پیچھے وفات پائی۔ ان کے جنازہ کی نماز مروان بن حکم نے پڑھائی جو اس وقت حضرت معاویہؓ کی طرف سے مدینہ کے حاکم تھے۔ ان کی عمر کچھ اوپر اسّی برس کی تھی یا کچھ اوپر ستّر برس۔ یہ کہا کرتے تھے کہ ہم اُنیس برس کے سن میں مسلمان ہوتے تھے۔

حلیہ

واقدی کا قول ہے کہ ان کی بیٹی عائشہؓ کا بیان ہے کہ میرے باپ اُوپر کے دھڑ سے ناٹے، موٹے، بڑے

سر والے تھے۔ اور سخت انگلیوں والے تھے۔

عامر بن سعدؓ کا بیان ہے کہ سعدؓ کے بال گھونگھر دار تھے، ان کے بدن میں بہت کم تھے۔ گندم رنگ اور لمبے تھے۔ اخیر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔

اولاد

ان کی اولاد عمرؓ، محمدؓ، عامرؓ، موسیٰؓ، مصعبؓ، اور عائشہؓ وغیرہم ہیں۔

عُمر بن سعدؓ

عمر بن سعد حسین بن علیؓ کا قاتل ہے۔ عبیداللہ بن زیاد نے اس کو ان کے مقابلہ کے لئے امیر لشکر بنا کر بھیجا تھا۔ جب مختار کا زمانہ ہوا تو اس نے بجیلہ کے غلام ابو عمرہ کو عمر بن سعد کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ اس نے جا کر اس کو قتل کیا۔ اور اس کا سر مختار کے پاس لے آیا تھا جس وقت مختار کے پاس اُس کا سر آیا تھا اس وقت اس کا بیٹا حفص بن عمر بن سعد بھی موجود تھا۔ مختار نے اس سے دریافت کیا کہ یہ کس کا سر ہے؟ اس نے کہا ابو حفص کا مختار نے حکم دیا کہ حفص کے سر کو ابو حفص کے سر سے ملا دو، چنانچہ وہ بھی مقتول ہو۔ عمر کی نسل کوفہ میں ہے۔

مُحمّد بن سَعدؓ

محمد بن سعد نے ابن اشعث کے ساتھ خروج کیا تھا۔ اس بنا پر حجاج نے اس کو قید کر کے قتل کر دیا۔ ان کے بیٹے اسمٰعیل بن محمد بن سعدؓ قریش کے فقیہوں اور ذی مرتبہ شخصوں میں سے تھے۔

عامر بن سعدؓ

آپ سے لوگ حدیث روایت کرتے تھے سنہ ۱۰۴ھ میں انتقال کیا

★

مصعب بن سعدؓ

آپ کے حالات میں لوگوں نے ذکر کیا ہے کہ جب اپنے باپ کے مرنے کے وقت رونے لگے تو انھوں نے پوچھا کہ کیوں روتے ہو؟۔ میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ مجھ پر عذاب نہیں کرے گا۔ مصعبؓ کا انتقال سنہ ۱۰۲ھ میں ہوا۔ موسیٰ بن سعد کی اولاد باقی ہے، منجملہ ان کے نجاد بن موسیٰ ہے۔

★

حضرت سعید بن زیدؓ

نسب سعید بن زید بن عمر بن نفیل بن عبدالعزّیٰ بن قرط بن رباح بن عبداللہ بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ ہے۔

حضرت عمرؓ ان کے باپ کے بھتیجے ہوتے تھے۔ نفیل کے دو بیٹے تھے۔ ایک عمرو بن نفیل دوسرا خطاب بن نفیل۔ خطاب کی ماں قبیلۂ فہم سے تھیں۔ عمرو نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد اس سے نکاح کر لیا تھا اور اسی سے ان کا بیٹا زید بن عمر ہے۔ زید بتوں کی عبادت سے بیزار ہو کر کسی دین کے طلب میں رہا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کی ملاقات "جزیرہ" میں ایک شخص سے ہوئی۔ اُس نے اُن سے دین ابراہیمؑ کی بہت تعریف کی۔ اور کہا کہ "تم اپنے وطن کو لوٹ جاؤ کیوں کہ نبی کے ظاہر ہونے کا زمانہ قریب ہے۔ اور جب وہ ظاہر ہوں تو تم اُن کی تابعداری کرنا"۔

زید وہاں سے واپس آکر انتظار کرنے لگے یہاں تک کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ملے۔ اور آپ سے بیان کیا کہ میں واپس تو چلا آیا مگر یہاں کچھ بھی نہیں دیکھتا ہوں۔

یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے پہلے کا ہے۔ پھر وہ وہاں سے شام آئے۔ وہاں کسی عیسائی نے ان کو قتل کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شان میں فرمایا ہے۔

انہ یبعث امۃ واحدۃ

یعنی قیامت کے دن اکیلے ایک امت ہونگے

انہی کی شان میں ورقہ بن نوفل نے کہا ہے۔

رشدت وانعمت ابن عمرو وانما
تجنبت تنورا من النار حامیا

تم نے راہ راست پائی اور انعام حاصل کیا اے ابن عمر، اور بیشک تم تنور کی آگ (جہنم) سے محفوظ رہے۔

اور زید بن عمر نے خود کہا ہے۔

اسلمت وجہی لمن اسلمت
لہ المزن تحمل عذبا زلالا

میں نے اپنے منھ کو اس شخص کی طرف متوجہ کیا ہے جس کی طرف ابر نے جو میٹھے صاف پانی کو اٹھاتے ہوتے ہے متوجہ کیا ہے۔

اولاد حضرت زیدؓ کی اولاد سعیدؓ اور عاتکہؓ تھی، عاتکہؓ عبداللہ بن ابی بکرؓ کے عقد میں تھیں۔ اُن کے بعد حضرت عمر بن خطابؓ کے عقد میں رہیں۔ اور ان کے بعد حضرت زبیرؓ کے عقد میں۔

فضائل و مناقب حضرت سعید بن زید اپنی کنیت ابوالاعور کیا کرتے تھے۔ مہاجرین اوّلین سے تھے۔ عمرؓ کے بعد ایمان لائے تھے۔ ان دس شخصوں میں سے ہیں جن کو جنت

کی بشارت دی گئی تھی۔ حضرت معاویہ رضؓ کی خلافت تک زندہ رہے۔ اُن کی نسل کوفہ میں بہت ہے۔

ان کی ایک بیٹی حسن بن حسن بن علی رضؓ کے نکاح میں تھی، اور ایک بیٹی منذر بن زبیر رضؓ کے عقد میں اور ایک بیٹی عاصم بن منذر رضؓ کے عقد میں۔ انہی کی اولاد میں محمد بن عبداللہ بن سعید ہیں جو شاعر تھے۔ اور جنھوں نے یزید کی شان میں حرہ کے دن یہ شعر کہا تھا۔

لست فینا ولیس خالک منا

یا مضیع الصلاۃ للشہوات

نہ تو ہم میں سے ہے نہ تیرا ماموں، اے نماز کے ضائع کرنے والے شہوتوں کی وجہ سے۔

واقدی کا بیان ہے کہ سعید گندم رنگ، لمبے اور بہت بال والے تھے۔ ۵۱ھ میں انھوں نے وفات پائی۔ اس وقت اُن کی عمر کچھ اوپر ستر برس کی تھی۔ ان کی قبر مدینہ میں ہے۔ اُن کی قبر میں سعد بن ابی وقاص رضؓ اور ابن عمر رضؓ اُترے تھے۔ اور دوسروں کا بیان ہے کہ انھوں نے کوفہ میں سکونت اختیار کی تھی اور وہیں ان کی قبر ہے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضؓ

ابوالیقظان کا بیان ہے کہ یہ ابوعبیدہ بن عبداللہ بن جرّاح ہیں۔ اپنے دادا کی طرف منسوب ہیں، ان کے دادا کا نام عامر ہے۔ جو اولادِ حارث بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ سے ہیں۔ اولادِ فہر ہی قریش کہلاتے ہیں۔ اور فہر کے بعد متفرق قبیلے ہو گئے ہیں۔ ان کی ماں اولادِ حارث بن فہر سے تھیں۔ اور مسلمان ہو گئی تھیں۔ ابوعبیدہ رضؓ نے ان سے اسلام

کی حالت میں نکاح کیا تھا۔ حارث بن فہر مطیبین سے تھے۔

فضائل و مناقب

حضرت ابو عبیدہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے بڑے اصحاب میں سے ہیں آپ نے ان کی شان میں فرمایا ہے: "ہر اُمّت کا ایک امین ہوتا ہے، اور میری اُمّت کے امین ابو عبیدہؓ ہیں۔"

حضرت ابو بکرؓ نے سقیفہ بنی ساعدہ کے دن کہا تھا کہ تمھارے لئے دو صاحبوں سے ایک کو پسند کرتا ہوں۔ یا ابو عبیدہؓ یا عمرؓ، کیونکہ ابو عبیدہؓ اس اُمّت کے امین ہیں اور حضرت عمرؓ کے باب میں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے یہ فرماتے سُنا ہے۔

"اے اللہ عمر بن خطابؓ کے ساتھ یا ابو جہل کے ساتھ دین کی مدد کر۔"

حضرت ابو عبیدہؓ نے شام میں طاعون عمواس میں وفات پائی۔ ان کی کوئی اولاد نہیں ہے۔

حلیہ

واقدی کا بیان ہے کہ یہ دُبلے تھے، اُن کے چہرہ پر گوشت کم تھا۔ داڑھی کے بال کم تھے، لمبے کوزہ پشت تھے۔ آگے دو دانت ٹوٹ گئے تھے۔ مہندی اور نیل کا خضاب کیا کرتے تھے۔

دوسروں کا بیان ہے کہ ان کے دانتوں کے ٹوٹنے کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ اُنھوں نے اُحد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی پیشانی سے تیر کا پھل اپنے آگے کے دونوں دانتوں سے نکالا تھا۔ اس وجہ سے وہ دونوں ٹوٹ گئے۔

حضرت ابو عبیدہؓ سے بڑھ کر خوبصورت کوئی اھتم (جس کے آگے کے دونوں دانت ٹوٹ گئے ہوں)، نہیں دیکھا گیا۔

واقدی نے اُن کی قوم کے ایک مرد سے نقل کیا ہے کہ وہ بدر کی لڑائی میں اکتالیس ۴۱ برس کے تھے۔ ۱۸ھ میں وفات پائی، اس وقت ان کی عمر اٹھاون ۵۸ برس کی تھی۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ

یہ ھذیل کے گروہ سے تھے، جن سے بنوعمرو بن حارث بن تمیم بن سعد بن ھذیل تھے۔ بنی زہرہ کے حلیفوں میں سے تھے۔ ابو عبدالرحمٰن اپنی کنیت کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر اور بیعۃ الرضوان اور تمام لڑائیوں میں شریک تھے۔ حضرت عمرؓ کے زمانے اور شروع زمانے میں حضرت عثمانؓ کے یہ کوفہ کے قاضی اور بیت المال کے خازن تھے۔ اس کے بعد مدینہ چلے آئے۔ اور ۳۲ھ میں قضا کی۔ اس وقت اُن کی عمر کچھ اوپر ساٹھ برس تھی۔ اور بقیع میں مدفون ہوئے۔

یہ دُبلے پتلے اور ناٹے تھے۔ بیٹھا ہوا آدمی اُن کے ناٹے ہونے کی وجہ سے اُن کے برابر ہو جاتا تھا۔ بہت سانولے تھے۔ ان کے سر کے بال اُن کی گردن کی ہنسلی تک تھے۔ یہ ان کو کان کے پیچھے کر دیا کرتے تھے۔ بالوں میں خضاب نہیں کیا کرتے تھے۔ لوہے کی انگوٹھی پہنتے تھے۔

اولاد

عبدالرحمٰنؓ، عتبہؓ اور ابوعبیدہؓ تھی۔ عبدالرحمٰن کے بیٹے قاسم بن عبدالرحمٰنؓ جو کوفہ کے قاضی تھے اور معن بن عبدالرحمٰن ہیں۔ معن کے بیٹے قاسم بن معن تھے۔ جو کوفہ کے قاضی تھے اور کبھی مشاہرہ نہیں لیا۔ یہاں تک کہ وفات پائی۔

فقہ، حدیث، شعر، لوگوں کے واقعات اور نسب کے عالم تھے، اپنے وقت کے شعبی کہلاتے تھے۔ عتبہ بن عبداللہ کی نسل باقی ہے منجملہ ان کے

ابوعمیس عتبہ بن عبداللہ بن عتبہ بن عبداللہ بن مسعود ہے انھوں نے بغداد میں قضا کی۔ ان کا بھائی عبدالرحمٰن مسعودی ہے۔ اخیر زمانے میں ان کی عقل خراب ہو گئی تھی۔ بغداد میں انتقال کیا اور یہ مسعودی اکبر ہیں۔ اور مسعودی اصغر عبداللہ بن عبدالملک بن ابی عبیدہؓ ہیں۔

حضرت عُتبہ بن مسعودؓ

یہ عبداللہ بن مسعودؓ کے حقیقی بھائی تھے اور قدیم الاسلام تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ نہیں روایت کرتے ہیں۔ حضرت عمرؓ کی خلافت میں وفات پائی۔ ان کا ایک بیٹا جس کا نام عبداللہ اور کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی کوفہ میں سکونت اختیار کی تھی، اور وہیں عبدالملک بن مروان کے زمانے میں قضا کی۔ حدیث، فتاوی اور فقہ کے ماہر تھے۔ ان کے بیٹے عبداللہ بن عبداللہ بن عتبہ تھے۔ یہ عالم تھے۔ ان سے زہری روایت کرتے ہیں۔ جب یہ نکلتے تھے تو زہری کھڑے ہو جاتے تھے۔ مگر جب زہری نے دیکھا کہ جو کچھ یہ جانتے تھے سب بتا چکے تو اُٹھنا چھوڑ دیا تو انھوں نے اُن سے کہا۔ انک فی العزاز فقم۔ عزار سخت زمین کو کہتے ہیں۔ اس قول سے اُن کی مراد یہ ہے کہ تم ابھی کنارے میں ہو۔ ۹۸ھ میں انتقال کیا۔ اور عبداللہ کے بیٹے عون بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود ہیں۔ یہ عالم وزاہد تھے۔ پہلے مرجیہ مذہب رکھتے تھے۔ پھر اس سے رجوع کیا اور کہا۔

واوّل ما نفارق غیر شک

نفارق ما یقول المرجئونا

سب سے پہلے جس چیز سے ہم علیحدہ ہوتے ہیں۔ وہ مرجیون کا مذہب ہے۔

وقالوا مؤمن دمہ حلال
وقد حرمت دماء المومنینا

ان لوگوں کا قول ہے کہ مومن کا خون حلال ہے، حالانکہ مومنوں کا خون حرام ہے۔

وقالوا مؤمن من اہل جور
ولیس المؤمنون بجاربونا

عمر بن عبد العزیز کے نزدیک ان کا بہت مرتبہ تھا۔ انہی کو جریر کہتا ہے۔

یا ایہا القارء المرخی عمامتہ
ہذا زمانک قد خلا زمنی

ای قاری عمامہ کے لٹکانے والے، یہ تیرا زمانہ ہے اور میرا زمانہ گذر گیا۔

ابلغ خلیفتنا ان کنت لاقیہ
انی لدی الباب کالمشدود فی القرآن

اگر تم سے ملاقات ہو تو خلیفہ کو میری طرف سے کہہ دینا کہ تیرے دروازے پر ایک شخص سینگھ میں بندھا ہوا ہے۔

عون کے کلام اکثر بلیغ اور اچھے ہیں۔ اپنے بیٹوں کو انھوں نے بہت لمبی چوڑی وصیت کی تھی۔ جس کا شروع یہ ہے۔

"یا بنی کن ممن نائہ عن من نائی عنہ یقین و نزاہتہ"

ان کے بھائی عبید اللہ کو شعر کہنے پر لوگوں نے ملامت کی تو انھوں نے کہا "درد سینہ والے کے لئے تھوک پھینکنا ضروری ہے"۔

حضرت ابُو ذر غفاریؓ

ابو الیقظان کا بیان ہے کہ ان کا نام جندب بن سکن اور لقب بریر ہا ہے۔ واقدی کا قول ہے کہ ان کا نام بریر بن جنادہ ہا ہے۔ اور دوسروں نے جندب بن جنادہ کہا ہے۔

مجھ سے ابو الخطاب نے حدیث بیان کی، ان سے ابو عتاب بن حماد نے، ان سے عمر بن ثابت نے، انھوں نے ابن اسحٰق سے نقل کیا ہے انہوں نے حفش بن معتمر سے کہ میں آیا تو دیکھا کہ ابو کعبہ کے دروازے کا حلقہ پکڑے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ " میں ابو ذر غفاری، جو مجھے نہیں جانتا تو میں جندب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی ہوں۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے۔ آپ فرماتے تھے " میرے اہل بیت کی مثال نوح کی کشتی کے مثل ہے جو اس پر سوار ہوا اس نے نجات پائی۔

یہ غفاری ہیں اور غفار قبیلہ ہے کنانہ سے، اور وہ غفار بن ملیک بن ضمیرہ بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ بن خزیمہ ہے۔

حضرت ابو ذرؓ مکہ میں مسلمان ہوئے مگر بدر، اُحد اور خندق کی لڑائیوں میں شریک نہیں ہوئے۔ کیونکہ مسلمان ہونے کے بعد یہ اپنے وطن لوٹ گئے تھے۔ اور ان سب لڑائیوں کے زمانے تک وہیں ٹھہرے رہے۔ پھر مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ حضرت عثمان رضؓ نے انھیں " ربذہ " رخصت کر دیا تھا۔ وہیں انھوں نے ۳۲ھ میں وفات پائی۔ ان کی نسل نہیں رہی، حضرت عبداللہ بن صامت ان کے بھتیجے ہیں۔ اپنی کنیت ابو نصر کیا کرتے تھے۔

حضرت معاذ بن جبل رضؓ

یہ معاذ بن جبل بن عمر بن اوس بن عدی ہیں، قبیلۂ خزرج سے تھے. ابو عبد الرحمن اپنی کنیت کیا کرتے تھے. ان کی ماں ہند بنت سہل بن جہنیہ ہیں. اُن کا اخیافی بھائی عبد اللہ بن حریر بن قیس بدوی ہے.

بعضوں کا بیان ہے کہ ان کی کوئی اولاد نہیں ہے. اور دوسروں کا بیان ہے کہ ان کی ایک لڑکی اُمّ عبد اللہ رضؓ تھی جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے بیعت کی تھی. اور دو بیٹے تھے ایک کا نام عبد الرحمن رضؓ تھا اور دوسرے کا نام نہیں بتایا گیا. انھوں نے اور اُن کے دونوں بیٹوں نے طاعون عمواس میں حضرت ابو عبیدہ رضؓ کے بعد وفات پائی. اور ان کی نسل باقی نہیں رہی. اُن کا انتقال اردن کے اطراف میں ہوا. ان کی عمر میں اختلاف ہے.

سعید بن مسیّب سے روایت ہے کہ معاذ کی عمر وفات کے وقت تینتیس ۳۳ برس کی تھی.

واقدی کا بیان ہے کہ معاذ بدر کی لڑائی میں بیس اکیس برس کی عمر میں شریک ہوئے تھے. اور ۱۸ھ میں انھوں نے وفات پائی. اس حساب سے ان کی عمر اڑتیس برس کی ہوتی. اُن کے رنگ میں بھی لوگوں کا اختلاف ہے.

واقدی کا بیان ہے کہ گورے لمبے خوبصورت دانت والے بڑی آنکھوں والے، گھونگھر ودار بال والے مردوں میں بہت خوبصورت تھے اور دوسروں کا بیان ہے کہ سانولے، خوبصورت اُن کے آگے کے دانت چمکتے ہوتے تھے.

حضرت عبادہ بن صامت رضؓ

یہ عبادہ بن صامت بن قیس ہیں. قبیلۂ خزرج سے

ابوالولید اپنی کنیت کیا کرتے تھے۔ ان کی ماں قرۃ العین بنت عبادہ بن فضلہ خزرجیہ ہیں۔ یہ بارہ نقیبوں سے ہیں۔ بدر اور تمام لڑائیوں میں شریک تھے۔ اور ستر آدمیوں کے ساتھ واقعۂ عقبہ میں شریک رہے۔ ان کے بھائی حضرت اوس بن صامت رض ہیں۔ بدر کی لڑائی میں شریک تھے۔ ان میں کچھ دیوانگی تھی۔ ایک مرتبہ یہ اپنی بی بی خولہ رض سے لڑے اور انھوں نے کہا انت علی کظہر امی، اس کا قصہ مشہور ہے۔

عبادہ رض خوبصورت لمبے اور موٹے تھے، شام میں بمقام رملہ ۳۴ھ میں انھوں نے انتقال کیا۔ ان کی عمر بہتر برس کی تھی۔ ان کے بیٹے ولید بن عبادہ رض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخیر زمانے میں پیدا ہوئے اور عبدالملک بن مروان کے زمانے میں شام میں قضا کی۔ ثقہ تھے اور حدیثیں کم معلوم تھیں۔ ان کی نسل باقی ہے۔

حضرت عمارہ بن یاسر رض

یہ عمارہ بن یاسر بن مالک خاندان عنس سے، اور عنس مذحج کا ایک گروہ ہے۔ جو یمن کے ہیں۔ جو عنسی نبی کذاب کا رہط ہے اور وہ لوگ برادران مراد سے ہیں جو مذحج سے ہے۔ اور سعد سے جو عشیرہ مذحج سے ہے یاسر یمن سے مکہ آئے تھے۔ اور ابو حذیفہ بن مغیرہ مخزومی سے عہد و پیمان کر لیا تھا۔ اور اس نے اپنی لونڈی "سمیہ" سے ان کا عقد کر دیا تھا۔ اسی سے عمار رض پیدا ہوئے۔ ابو حذیفہ نے ان کو آزاد کر دیا۔ یاسر رض اور عمار رض برابر ابو حذیفہ کے ساتھ رہے۔ یہاں تک کہ ابو حذیفہ مر گیا۔ اور اسلام آیا۔ یاسر رض، عمار رض اور ان کے بھائی عبداللہ بن یاسر رض اور سمیہ رض سب مسلمان ہو گئے۔ یاسر رض کے بعد سمیہ رض سے ارزق نے عقد کیا۔ اور یہ حارث بن کلدہ

کا رومی غلام تھا۔ یہ اور غلاموں کے ساتھ طائف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکل آیا تھا۔ اور انھیں غلاموں میں ابو بکرہ تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کو آزاد کر دیا تھا۔ ارزق سے سمیہؓ کے لڑکے سلمہ بن ارزق پیدا ہوئے۔ ان کے بعد سلمہ کی اولاد نے غسانی اور بنی امیہ کے دوست ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور مکہ میں شریف بن گئے ارزق اور ان کی اولاد نے اس کے بعد بنو امیہ سے شادیاں کیں۔ اور ان سے ان کی اولاد ہوئی سمیہؓ عمار کی ماں اسلام میں پہلی شہید ہیں۔ ان کے پاس ابو جہل ہتھیار لے کر آیا۔ اسی سے انھوں نے شہادت پائی۔ حضرت عمارؓ امیر المومنین حضرت علیؓ کے ساتھ صفین کی لڑائی میں شریک ہوئے۔ اور اسی میں شہید ہوئے اور اسی جگہ مدفون ہوئے۔ جنازہ کی نماز حضرت علیؓ نے پڑھائی اور غسل نہیں دیا۔

حضرت عمارؓ بدر کی لڑائی اور تمام لڑائیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک تھے۔ مجھ سے زیادی نے حدیث بیان کی، ان سے عبد الوارث بن سعید نے، ان سے زمعہ بن کلثوم بن جبیر نے، ان سے ان کے باپ نے، ان سے ابو العادیہ نے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا ہے "میرے بعد تم لوگ لوٹ کر کفار نہ ہو جانا، کہ ایک کی گردن ایک مارنے لگے۔ بیشک حق پر اس دن عمارؓ ہوں گے"۔

ابو العادیہ کا بیان ہے کہ میں حضرت عمارؓ کو مسجد میں حضرت عثمانؓ کی عیب جوئی کرتے سنا کرتا تھا، باوجودیکہ یہ نامرد[1] گنے جاتے تھے۔ کہنے لگے کہ یہ دراز ریش یہ یہ کیا کرتا ہے۔ اگر میرے ساتھ تین آدمی اور ہو جائیں

[1] یہ حضرت عمارؓ پر اتہام ہے۔

تو میں اس کو روند ڈالوں۔ اس کے بعد قتل کر دوں"۔ اس کے بعد میں نے ان کو صفین کی لڑائی میں پہلی فوج میں دیکھا۔ ایک شخص نے ان کے مونڈھے پر نیزہ مارا جس سے ان کا خود ان کے سر سے جدا ہو گیا۔ اور اس نے تلوار ماری جس سے ان کا سر جدا ہو گیا۔ میرے باپ کا بیان ہے کہ اُس بڈھے سے بڑھ کر گمراہ کسی کو نہیں دیکھا کہ کہاں تو عمارؓ کی شان میں وہ حدیث بیان کی، اور پھر اُن کی گردن ماری۔

حلیہ واقدی کا بیان ہے کہ عمارؓ سانولے، لمبے، مستقیم القامت سرخ آنکھ اور مونڈھے کے چوڑے تھے۔ ابوالیقظان اپنی کنیت کیا کرتے تھے۔

دوسروں کا بیان ہے کہ عمارؓ کے کان یمامہ کی لڑائی میں کٹ گئے تھے۔ اور ۳۷ھ میں مقتول ہوئے۔ عمر ترانوے برس کی تھی۔ حضرت عمارؓ کا ایک بیٹا تھا۔ جس کا نام محمد بن عمارؓ تھا، اس سے حدیث روایت کی جاتی ہے۔

سعدؓ قرظ عمار کے آزاد غلام ہیں۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ میں مسجد قبا میں اذان دیا کرتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے اپنے زمانے میں مدینہ میں بلوا لیا تھا۔ اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں اذان دیا کرتے تھے۔ ان کی اولاد اس وقت تک مسجد نبوی میں اذان دیا کرتی ہے۔

حضرت سعد بن عبادہؓ یہ سعد بن عبادہ بن ولیم ہیں جو اولاد ساعدہ سے ہیں اور وہ قبیلۂ خزرج سے ہے۔ ابو ثابت اپنی کنیت کیا کرتے تھے۔ جاہلیت کے زمانے

میں کتابت کیا کرتے تھے۔ اور تیرنا اور تیر چلانا اچھا جانتے تھے اُن کو لوگ کامل کہا کرتے تھے۔ بدر کی لڑائی میں شریک نہیں ہوتے کیونکہ یہ ڈبلے ہو گئے تھے۔ اس کے بعد کی تمام لڑائیوں میں شریک رہے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے بعد شام چلے گئے تھے۔ اور دوران میں حضرت عمر رض کی خلافت کے ڈھائی برس بعد قضا کی۔

ان کے مرنے کی وجہ یہ ہوئی کہ یہ سوراخ میں پیشاب کرنے کو بیٹھے اسی حالت میں کسی نے ان کو قتل کر دیا۔ اس سے انھوں نے فوراً وفات پائی۔ اور بدن سبز ہو گیا۔

ان کی اولاد میں سے ایک شخص کا بیان ہے کہ ان کے مرنے کی خبر مدینہ میں پہونچی۔ اور ہم لوگوں کو اس وقت معلوم ہوئی جب کنوئیں سے کسی کہنے والے کو یہ کہتے سُنا۔

قد قتلنا السیّد الخز   رج سعد بن عبادہ

خزرجیوں کے سردار سعد بن عبادہ رض کو ہم نے قتل کر دیا۔

ورمیناہ بسھمین   فلم تخط فؤادہ

ہم نے ان پر دو تیر ایسے چلائے کہ نشانہ ٹھیک ان کے دل پر بیٹھا

بعضوں کا بیان ہے کہ کسی چیز نے کاٹ لیا تھا اور یہی صحیح ہے۔ اُن کا بیٹا قیس بن سعد ہے، ابو عبدالملک اپنی کنیت کرتا ہے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بہت سی حدیثیں روایت کرتا ہے۔ حضرت معاویہ رض کے اخیر زمانے میں وفات پائی۔ اور سعید بن سعد ہے، اس کے عقد میں حضرت ابو الدرداء رض کی بیٹی تھی اور اس سے اُن کی بہت سی اولاد ہے۔

★

حضرت زید بن ثابت رضؓ

یہ زید بن ثابت بن ضحاک ہیں انصار سے۔ اولاد غنم بن مالک بن نجار سے، ابو سعید اپنی کنیت کیا کرتے تھے۔ اس وقت یہ چھ برس کے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تھے اس وقت یہ گیارہ برس کے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اخیر دور قرآن شریف کا انہی کے مصحف سے ہوا تھا۔ ان کا مصحف ہم لوگوں کے مصحف سے ملتا جلتا ہوا ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضؓ کے کاتب تھے۔ ۴۵ھ میں انھوں نے وفات پائی۔ مروان نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔

ان کے ایک بھائی تھے جن کا نام زید بن ثابت رضؓ تھا اور ان کے بیٹے خارجہ بن زید تھے۔ اپنی کنیت ابو زید کیا کرتے تھے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے ستّر درجے بنائے ہیں اور جب اُن سے فراغت پا چکا تو سب کو ڈھا دیا۔ یہ میرا ستر ھواں سال ہے اور پورا ہو گیا۔ اسی سال انھوں نے وفات پائی۔ مدینے میں۔ اور ۱۰۰ھ تھا۔ حُرّہ کے واقعہ میں زید بن ثابت کے سات صلبی لڑکے کام آئے۔ اُن نسل مدینہ میں باقی ہے۔

حضرت اُبَیّ بن کعب رضؓ

یہ انصاری ہیں۔ اپنی کنیت ابو المنذر کرتے ہیں۔ جاہلیت میں کتابت کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی لکھا کرتے تھے۔ یہ اوپر سے ناٹے تھے۔ سر اور داڑھی سفید رکھا کرتے تھے۔ خضاب نہیں لگاتے تھے۔ ان کی سال وفات میں اختلاف ہے بعضوں کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضؓ کی خلافت میں ۲۲ھ میں وفات پائی۔ حضرت عمر رضؓ نے کہا کہ آج کے روز

سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا تھا۔ دوسروں کا بیان ہے کہ سنہ ۳۰ھ میں خلافتِ عثمان رضؓ میں قضا کی۔ ان کی بہت سی اولاد تھی۔ منجملہ ان کے طفیل رضؓ بن ابی اور محمد رضؓ بن ابی ہیں۔

حضرت مقداد بن اسود رضؓ

ابوالیقظان کا بیان ہے کہ یہ مقداد رضؓ بن عمرو بن ثعلبہ یمن کے رہنے والے ہیں۔

اسود بن عبد یغوث بن عبد مناف بن زہرہ نے حلیف ہونے کی وجہ سے ان کا دعویٰ کیا تھا۔ اس لئے اسی کی طرف منسوب ہوئے۔ بدر کے دن یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوار تھے۔

اُن کے عقد میں ضباعہ رضؓ بنت زبیر بن عبد المطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چچیری بہن تھیں۔ یہ لمبے سانولے اور توندیلے تھے، سر میں ان کے بال تھے، داڑھی زرد رنگا کرتے تھے، بڑی آنکھ والے، پیوستہ ابرو اور لمبی ناک تھے۔ ابو معبد اپنی کنیت کیا کرتے تھے جرف میں انھوں نے وفات پائی اور آدمیوں کے کندھوں پر مدینہ لائے گئے، اور وہیں مدفون ہوئے۔ یہ واقعہ سنہ ۳۳ھ کا ہے۔ وہ اس وقت ستّر برس کے تھے یا اسی کے قریب۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضؓ

ابوالیقظان کا بیان ہے کہ یہ حذیفہ بن حسل بن جابر ہیں۔ حسل کا لقب یمان تھا اور کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ یہ بنی عبس سے ہیں۔ اور ان کا شمار بنی عبد اشہل میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بنی عبس کے دس آدمی مسلمان ہوتے تھے۔ اور ان کا نشان "عشرہ" تھا۔ یمان بھی مسلمان ہو گئے تھے مگر مسلمانوں نے دھوکے میں اُحد کے دن قتل

کردیا۔ حذیفہ اس وقت باپ باپ کہہ کر پکارنے لگے۔

دوسروں کا بیان ہے کہ یہ حذیفہ بن حسْل بن جابر بن ربیعہ بن عمرو بن جروہ ہیں اور جروہ یمان کا نام ہے۔ چونکہ انھوں نے اپنی قوم میں خون کیا تھا اس وجہ سے بھاگ کر مدینہ چلے آئے تھے اور بنی عبد اشہل سے عہد و پیمان کر لیا تھا۔ اس وجہ سے اُن کی قوم نے اُن کا نام یمان رکھا۔ کیونکہ انھوں نے یمانیوں سے عہد و پیمان کیا تھا، اشعث نے حسن سے روایت کی ہے کہ حذیفہ قبیلہ عبس سے تھے، ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار دیا تھا کہ تم اپنے کو چاہے مہاجروں میں شمار کرو یا انصار میں۔ حذیفہ نے انصار میں رہنا پسند کیا۔ آپ نے فرمایا تم انھیں میں ہو۔ انصار میں حذیفہ کی نسل باقی ہے۔ یہ بدر کی لڑائی میں شریک نہ تھے۔ ان کا بھائی صفوان بن یمان اُحد کی لڑائی میں شریک تھا اور بدر میں شریک نہیں ہوا۔ حضرت حذیفہ نے کوفہ میں حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد وفات پائی۔

واقدی کا بیان ہے کہ انھوں نے مدائن میں ۳۶ھ میں وفات پائی۔ حضرت عثمان رضؓ کے شہید ہونے کی خبر ان کو معلوم ہو چکی تھی مگر جمل کی لڑائی نہیں پائی۔ جمل کا واقعہ دسویں جمادی الاولی ۳۶ھ میں واقع ہوا تھا۔ اُن کی بہن لیلیٰ بنت یمانؓ ہیں جو سلمہ بنت ثابت بن وقش کی ماں ہیں۔ اور فاطمہ بنت یمان۔

حضرت صہیب بن سنان رضؓ

یہ صہیب بن سنان بن مالک ہیں۔ بدری تھے۔ تمام مدنی ان کو نمر بن قاسط کی نسل سے شمار کرتے ہیں۔ ان کی ماں سلمیٰ مازن تمیم سے ہیں۔ اور بعضوں کا بیان ہے کہ ان کے باپ سنان بن مالک کسریٰ کے

کی طرف سے "ابلہ" کے حاکم تھے۔ اور ان لوگوں کے مکانات موصل اور جزیرہ کے علاقہ میں تھے۔ رومیوں نے اس علاقہ میں ڈاکہ ڈالا اور صہیب کو قید کر کے لے گئے۔ صہیب اس وقت بچے تھے، روم میں پرورش پائی۔ ان سے قبیلہ کلب کے لوگوں نے خرید لیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجدیا۔ اور ان کی اولاد کا بیان ہے کہ یہ روم سے بھاگ آئے۔ اور مکہ میں آکر عبداللہ بن جدعان سے عہد و پیمان کر لیا۔ مجھ سے زیاد بن یحییٰ نے حدیث بیان کی، ان سے بشر بن مفضل نے، ان سے یونس نے، یہ حسن سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "میں عربوں میں سبقت لے گیا، صہیب رض رومیوں میں سبقت لے گئے۔ سلمان رض فارسیوں میں، بلال رض حبشیوں میں۔

حلیہ

واقدی کا بیان ہے کہ یہ سرخ رنگ کے آدمی تھے نہ بہت لمبے اور نہ بہت ناٹے بلکہ ناٹے پن کی طرف مائل تھے۔ ان کے سر میں بال بہت تھے۔ مہندی اور نیل سے خضاب کیا کرتے تھے۔ بامذاق تھے۔

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا کہ تمھاری آنکھ آئی ہوئی ہے اور تم چھوہارے کھاتے ہو۔ انھوں نے جواب دیا کہ میں دوسری طرف سے چباتا ہوں۔ اس جواب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرانے لگے۔ مدینہ میں ۳۸ھ میں بماہ شوال انھوں نے وفات پائی۔ اُن کی عمر اس وقت میں ستر برس کی تھی۔ بقیع میں مدفون ہوئے۔ اُن کی اولاد حمزہ رض صیفی رض اور عمارہ رض ہیں۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رض

یہ عبداللہ بن قیس اشعریوں سے ہیں۔ جو یمن کے رہنے والے ہیں۔ یہ

اشعریوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہو گئے۔ لڑائیوں میں ان کی شرکت سب سے پہلے خیبر میں ہوئی. ان کی ماں کا نام طغیہ ہے۔ طغیہ اور یہ قبیلۂ عک سے ہے. ان کی ماں طغیہ رضؓ مسلمان ہو گئی تھیں. اور مدینہ میں اُنھوں نے انتقال فرمایا۔

ابو موسیٰ رضؓ کے اور بھائی بھی تھے جو مسلمان ہو گئے تھے۔ منجملہ ان کے ابو عامر بن قیس رضؓ ہیں جو اوطاس کی لڑائی میں شہید ہوئے۔ اور بردہ بن قیس رضؓ ابو رہم رضؓ بن قیس ہیں۔ ابو رہم رضؓ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی سے کوئی روایت نہیں ہے۔

حلیہ

حضرت ابو موسیٰ رضؓ دُبلے، ناٹے تھے۔ بے داڑھی مونچھ تھے۔ قرآن شریف بہت خوش آوازی سے پڑھتے تھے. ۵۲ھ یا ۴۲ھ میں انھوں نے وفات پائی. ان کی متعدد اولاد تھی. منجملہ ان کے ابو بردہ رضؓ بن ابو موسیٰ ہیں. یہ قاضی تھے اور ان کا بیٹا بلال بن ابو بردہ بھی قاضی تھا۔ ابو بردہ کا نام عامر بن عبداللہ ہے۔ ابو بردہ رضؓ نے ۱۰۳ھ میں وفات پائی، اور منجملہ ان کے موسیٰ بن ابو موسیٰ رضؓ ہیں. اُن کی ماں ام کلثوم بنت فضل بن عباس بن عبدالمطلب ہاشمی تھیں۔ اور منجملہ ان کے ابوبکر بن ابو موسیٰ۔ ان کی کنیت ہی ان کا نام ہے اور یہ ابو بردہ سے بڑے تھے۔

حضرت خالد بن ولید رضؓ

یہ خالد بن ولید بن مغیرہ بنی مخزوم سے ہیں۔ ان کی ماں لبابہ صغریٰ بنت حارث ہلالیہ ہیں۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی میمونہ رضؓ اور لبابہ کبریٰ رضؓ کی بہن ہیں۔ اور لبابہ کبریٰ رضؓ عباس رضؓ بن عبدالمطلب

کی بی بی اُمّ الفضل رضؓ ہیں جو عبداللہ بن عباس رضؓ اور فضل رضؓ اور عبیداللہ رضؓ وغیرہم کی ماں تھیں ،

حضرت خالد رضؓ اپنی کنیت ابو سلیمان کیا کرتے تھے، یہ بدر، اُحد اور خندق کی لڑائیوں میں شریک نہیں تھے۔ بلکہ ان سب لڑائیوں میں مشرکوں کے ساتھ شریک تھے۔ یہ اور حضرت عمرو بن عاصؓ اور عثمان بن طلحہ رضؓ ۸ھ میں مسلمان ہوتے تھے۔ انھوں نے مسیلمہ اور مالک بن نویرہ کو قتل کیا طلیحہ کذّاب کو شکست دی۔ بنی خذیمہ کو جو بنی کنانہ سے ھیں غمیصا میں قتل کیا۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن لوگوں کو اپنے پاس جگہ دی اور فرمایا" اے اللہ جو کچھ خالد نے کیا ہے اس سے بری ہوں"۔ انھوں نے عین التمر اور اکثر ممالک شام کو فتح کیا۔ موتہ کی لڑائی میں مسلمانوں کو بچالیا۔ حمص میں ۲۱ھ میں وفات پائی۔ اُن کی شام میں بہت اولاد تھی۔ ان میں سے چالیس مرد طاعون میں ھلاک ہوگئے۔

حضرت خالد رضؓ اپنی موت کے وقت کہتے تھے کہ میں نے بہت بہت لڑائیاں لڑیں یہاں تک کہ میرے بدن میں کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جس میں تلوار یا تیر کا نشان نہ ہو، مگر اس وقت میں اپنی موت سے مرتا ہوں جس طرح گدھا مرتا ہے۔

حضرت ابوسعید خُدری رضؓ

یہ سعد بن مالک ہیں۔ منسوب حذرہ کی طرف جو یمین کے رہنے والے تھے، اُن کے سوتیلے بھائی قتادہ بن نعمان رضؓ تھے۔ قتادہ رضؓ کا شمار رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تیر انداز صحابیوں میں کیا ہے۔

ابو سعید نے ۷۴ھ میں وفات پائی، اسی سال سلمہ بن اکوع نے انتقال کیا۔ اُن کے بیٹے عبدالرحمٰن، سعید و بشیر تھے۔ عبدالرحمٰن اپنی کنیت ابو محمد کیا کرتے تھے۔ اور مدینہ میں ۱۱۲ھ میں وفات پائی۔ ان کے بیٹے عبداللہ اور ربیح تھے۔ ربیح کا نام سعید ہے۔ اور یہ محدثین کے نزدیک ضعیف شمار ہوتے ہیں، ان کی حدیثیں بہت ہیں۔

حضرت ابو الدردہ رض

یہ عویمر بن مالک ہیں اور بقول بعض عویمر بن زید ہیں، اور بعض عویمر بن عامر بن حارث بن خزرج کہتے ہیں۔ یہ اپنے گھر والوں میں سبھوں سے پیچھے مسلمان ہوئے تھے۔ مسلمان ہونے سے پہلے یہ تاجر تھے۔ شام میں ۳۲ھ میں وفات پائی۔ اُن کی اولاد شام میں ہے۔

حضرت عثمان بن ابی العاص رض

ابو عبداللہ ان کی کنیت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو طائف کا عامل بنایا تھا۔ اور خلافت حضرت عمر رض کے کئی برس بعد تک وہیں رہے۔ یہاں تک کہ حضرت عمر رض نے ان کو عمان اور بحرین کا حاکم مقرر کیا۔ اور "توج" پہونچے۔ اور شہرک ازدی سے لڑے اور اُسکو قتل کیا۔

انھوں نے بصرہ میں سکونت اختیار کی تھی۔ حضرت عثمان رض بن عفان نے ان کے لئے بارہ ہزار جریب زمین علیحدہ کردی تھی۔ حضرت معاویہ رض کی خلافت میں وفات پائی۔ ان کی اچھی اولاد باقی ہے۔

حضرت محمد بن مسلمہ رض

یہ محمد بن مسلمہ بن سلمہ قبیلہ بنی حارثہ بن حارث بن خزرج سے ہیں۔

جو بنی عبدالاشہل کے حلیف ہیں۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوار کہلاتے تھے۔ غزوہ "قرقرۃ الکدر" میں ان کو مدینہ میں اپنا جانشین بنایا تھا۔ کالے، لمبے اور موٹے تھے۔ ان کے سر میں بال نہ تھے۔ بدر اور تمام لڑائیوں میں شریک تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انھوں نے لکڑی کی ایک تلوار بنوائی تھی۔ جس کو پرتلے میں رکھا کرتے تھے۔ جمل اور صفین میں شریک نہیں ہوئے اور نہ کسی فتنہ میں لڑے۔ ابوعبدالرحمٰن اپنی کنیت کیا کرتے تھے۔ مدینہ میں سکونت اختیار کی تھی اور وہیں صفر ۴۶ھ یا ۴۳ھ میں وفات پائی۔ مروان نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ اُن کے دس لڑکے اور چھ لڑکیاں تھیں۔

حضرت ابوالہیثم بن تیہان رضؓ

یہ مالک بن تیہان ہیں۔ خاندان بلی بن عمرو بن حاف بن قضاعہ سے جو بنی عبداشہل کے حلیف ہیں۔

بعضوں کا بیان ہے کہ یہ اوسی ہیں۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چھوہاروں کا تخمینہ کیا کرتے تھے۔

ایک قوم کا بیان ہے کہ یہ حضرت علی رضؓ بن ابی طالب کے ساتھ صفین کی لڑائی میں شریک تھے۔ اس کو جزیر نے عمرو بن ثابت سے روایت کیا ہے۔ مگر اہل علم کے نزدیک یہ معروف اور ثابت نہیں ہے۔

حضرت عمر بن خطاب رضؓ کی خلافت میں بمقام مدینہ ۲۰ھ میں قضا کی۔ ان کی اولاد میں کوئی باقی نہیں رہا۔ ان کے بھائی عبید بن تیہان کے نام میں لوگوں کا اختلاف ہے۔ بعض عبید کہتے ہیں اور بعض عتیک۔

حضرت سلمان فارسی رضؓ

ابو عبداللہ کنیت کیا کرتے تھے۔ ایک قوم کا بیان ہے کہ یہ اصبہان کے تھے اور دوسرے لوگ کہتے ہیں کہ یہ فارسی تھے۔ رامہرمز کے رہنے والے اور اصبہان محاذی فارس کے ہے۔ بدر و اُحد میں یہ شریک نہیں ہوئے۔ کیونکہ اس وقت غلام تھے۔

پہلی لڑائی جس میں یہ شریک ہوئے خندق ہے۔ جو ۵ھ میں واقع ہوئی تھی۔ ان کی عمر بہت لمبی تھی۔ شروع خلافت عثمان میں انھوں نے وفات پائی۔ اور بعض روایت میں ہے کہ خلافت حضرت عمر رضؓ میں مدائن میں فوت ہوئے۔

حضرت ابُوطلحہ انصاری رضؓ

یہ زید بن سہل ہیں۔ انہی کا یہ شعر ہے۔

انا ابوطلحہ واسمی زید

وکل یوم فی سلاحی صید

میں ابوطلحہ ہوں اور میرا نام زید ہے اور میرے ہتھیار میں ہر روز ایک شکار ہوا کرتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے "ابوطلحہ کی آواز لشکر میں ہزار آدمیوں سے بہتر ہے"۔

یہ تیر اندازوں میں سے تھے۔ حنین کی لڑائی میں انھوں نے بیس آدمیوں کو قتل کیا تھا۔ اور ان کے اسباب لئے تھے۔ سانولے اور میانہ قد تھے۔ خضاب نہیں استعمال کرتے تھے۔ مدینہ میں ۳۴ھ میں وفات پائی۔ حضرت عثمان رضؓ نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔

اہل بصرہ کی روایت ہے کہ انہوں نے دریائی سفر کیا تھا۔ اسی میں انھوں نے وفات پائی۔ لوگوں نے ان کو کسی جزیرہ میں دفن کردیا۔ ان کے عقد میں ام سلیم تھیں اور یہ انس بن مالک رضی کی ماں ہیں۔ اُم سلیم کے بھائی کا نام حرام بن ملحان ہے۔

حضرت ابو دُجانہ انصاری رضی

یہ سماک بن خرشہ ہیں۔ مسلمہ کی لڑائی میں حاضر تھے، اور اس کے قتل کرنے میں شریک تھے۔ اس کے بعد اسی روز شہید ہوئے۔ ان کی اولاد مدینہ اور عراق میں ہے

حضرت ابو اُسید ساعدی رضی

یہ مالک بن ربیعہ ہیں۔ یہ اوپر کے دھڑ سے ناٹے تھے۔ ان کے سر میں بال بہت تھے۔ داڑھی اور سر سفید تھے۔ ان کی بینائی چلی گئی تھی۔ اٹھتّر برس کے سن میں ۶۰ھ میں انھوں نے وفات پائی۔ ان کی اولاد مدینہ اور بغداد میں ہے۔

حضرت ابو حذیفہ بن عتبہ رضی

یہ ہشیم بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف ہیں۔ حبشہ کی طرف دونوں ہجرتیں کی تھیں۔ وہاں اُن کے بیٹے محمد بن حذیفہ رضی پیدا ہوئے تھے۔ یہ لمبے، خوبصورت اور احول تھے۔ یمامہ کی لڑائی میں شہید ہوئے۔

ان کے بعد ان کے بیٹے کی پرورش حضرت عثمان بن عفان رضی نے کی اور برابر انہی کے خرچ سے پرورش پاتے رہے۔ جب حضرت عثمان رضی محاصرہ کر لئے گئے تو محمد بن ابی حذیفہ رضی نے بھی ان پر حملہ کیا تھا اور مصر والوں نے

بھکایا تھا۔ یہاں تک کہ وہ مصریوں کے ساتھ یہاں آتے ہیں۔[1]

جب حضرت عثمان رضؓ شہید ہوئے تو محمد بن ابو حذیفہ رضؓ بھاگ کر شام چلے گئے۔ وہاں معاویہ کے غلام رشیدین نے ان کو پالیا اور قتل کر دیا۔ ابو حذیفہ رضؓ کی نسل کا خاتمہ ہو گیا۔ اور ان میں کوئی باقی نہیں رہا۔ اور ان کے باپ عتبہ بن ربیعہ کی نسل بھی مغیرہ بن عمران بن عاصم بن ولید بن عتبہ بن ربیعہ کے سوا باقی نہیں رہی۔ اور یہ لوگ شام میں ہیں۔

حضرت ابو سالم ابو حذیفہ رضؓ کے غلام

یہ اپنی کنیت ابو عبداللہ کیا کرتے تھے۔ بدری تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور حضرت ابو بکر رضؓ کے درمیان بھائی چارہ کرایا تھا۔ حضرت سالم کی میراث حضرت ابو حذیفہ رضؓ کی بی بی کو پہونچی تھی۔ انھوں نے ابو حذیفہ رضؓ کو دے دی۔

اور بعض کا بیان ہے کہ یہ سالم بن معقل ہیں۔ اصطخر کے رہنے والے تھے۔ بثنیہ انصاریہ کے غلام تھے۔ ان کا شمار انصاریوں میں اس وجہ سے ہوتا ہے کہ اس نے انھیں آزاد کر دیا تھا۔ اور ان کا شمار مہاجرین میں بھی ہوتا ہے۔ کیوں کہ حضرت ابو حذیفہ رضؓ سے موالات پیدا کی تھی۔ بثنیہ ابو حذیفہ رضؓ کے عقد میں تھیں۔ انھوں نے ان کو سائبہ کے طور پر آزاد کر دیا۔

سائبہ آزاد کرنے کی اس صورت کو کہتے ہیں جس میں آزاد کرنے والے کو غلام کی کوئی چیز لینے کا اختیار نہ ہو۔

اس کے بعد حضرت ابو حذیفہ رضؓ ان کے ولی ہوئے اور متبنیٰ بنا لیا اور اپنی

---

[1] محمد بن حذیفہ رضؓ نے مصر کی گورنری چاہی تھی۔ حضرت عثمان رضؓ نے فرمایا۔ گورنری قابلیت سے ملتی ہے۔ اس پر محمد سخت ناراض ہوئے۔ اور دشمنوں سے مل کر حضرت عثمان رضؓ کا محاصرہ کیا۔

بھتیجی حضرت فاطمہ بنت ولید بن عتبہ بن ربیعہ سے نکاح کر دیا۔ اور ایک گروہ کا بیان ہے کہ ان کو آزاد کرنے والی حضرت ابو حذیفہ رضؓ کی بی بی تھیں۔ اور ان کا نام سلمہ تھا۔ یہ یمامہ کی لڑائی میں شہید ہوئے اور ان کی کوئی اولاد نہیں ہے۔

حضرت عکاشہ بن محصن رضؓ

یہ عکاشہ بن محصن۔ بن۔ حرثان ہیں۔ اسد خزیمہ سے تھے بدری ہیں۔ اپنی کنیت ابو محصن کیا کرتے تھے۔ ان کی بہن اُمّ قیس بنت محصن ہیں جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس اپنے بیٹے کو جس کو عذرہ ہو گیا تھا لیکر آئی تھیں۔ اور عذرہ حلق کے درد کو کہتے ہیں۔

یہ بڑے خوبصورت تھے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو بشارت دی تھی کہ تم جنت میں بغیر حساب کے داخل ہو گے۔ بزاخہ میں حضرت ابو بکر رضؓ کی خلافت میں مقتول ہوئے۔ ان کے بھائی ابو سنان بن محصن بدر، اُحد، خندق اور تمام لڑائیوں میں شریک تھے۔ یہ پہلے شخص تھے جنھوں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بیعتِ رضوان کیا تھا۔ اُن کے بیٹے سنان بن ابو سنان تھے۔ اور بعضوں کا بیان ہے کہ عبداللہ بن عمرو۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضؓ

یہ خالد بن زید بن کلیب ہیں حضرت علی رضؓ کے ساتھ حروراء کی لڑائی میں شریک تھے۔ یزید بن معاویہ رضؓ کے ساتھ بھی جہاد کیا تھا۔ قسطنطنیہ میں وفات پائی۔ قسطنطنیہ کی فصیل میں دفن کئے گئے۔ اور ان کی قبر پوشیدہ کر دی گئی۔

مجاہد کا بیان ہے کہ یزید نے گھوڑوں کو آنے جانے دیا، اسی وجہ سے ان کی قبر پوشیدہ کردی گئی۔ قسطنطنیہ والوں نے یزید کا یہ انداز دیکھ کر دریافت کیا۔ تو یزید نے کہا کہ یہ شخص ہمارے رسول کے بڑے صحابیوں اور سب سے پہلے مسلمان ہونے والوں میں سے تھے۔ اور جہاں تم نے دیکھا ہم نے انھیں دفن کیا ہے۔ اگر تم نے کبھی ان کی قبر کھودی تو یاد رکھو کہ ہم عرب کی زمین میں جہاں تک ہماری سلطنت ہے ناقوس نہ بجنے دیں گے۔

مجاہد کا قول ہے کہ جب وہاں خشک سالی ہوا کرتی تھی تو وہ ان کی قبر کو کھول دیا کرتے تھے۔ اس کی وجہ سے پانی برسنے لگتا تھا۔ اور ان کی اولاد مدینہ میں ہے۔

حضرت عتبہ بن غزوان رض

یہ عتبہ بن غزوان بن حارث بن جابر ہیں، قبیلۂ بنی مازن میں سے تھے، جو سلیم بن منصور بن عکرمہ بن حفصہ بن قیس بن عیلان کے بھائی ہیں۔ یہ مہاجرین اوّلین میں سے تھے، بدر کی لڑائی میں شریک تھے۔ تیر اندازوں میں سے ہیں انھوں نے "ابلہ" فتح کیا تھا اور بصرہ کے چاروں طرف حد بنائی تھی۔ اور محجن بن ارزع کو بصرہ کی مسجد کی حد صحیح مقرر کرنے کو کہا تھا۔ یہ لمبے آدمی تھے، چالیس برس کی عمر میں مدینہ ہجرت کر کے آئے تھے۔ اور بعمر ستاون سال اور بزمانہ خلافت حضرت عمر رض ۱۷ھ میں مکہ کے راستے میں جہاں بنی سلیم رہا کرتے تھے وفات پائی۔ اُن کے مولیٰ ہیں جناب جو بدر کی لڑائی میں شریک تھے۔

حضرت یعلی بن منیہ رض

یہ مہاجرین میں سے ہیں۔ منیہ ان کی ماں ہیں۔ انھیں کی طرف یہ منسوب ہیں اور وہ

منیہ بنت حرث بن جابر خاندان بنی مازن بن منصور سے ہیں۔ اور عتبہ بن غزوان کی پھوپھی ہیں۔ اور ان کے باپ کا نام امیہ بن ابی عبیدہ ہے جو خاندان زید بن مالک بن حنظلہ میں سے تھے۔ حضرت یعلی اپنے بیٹے کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اس کی بیعت ہجرت لینے کی فرمائش کی۔ آپ نے فرمایا" فتح کے بعد ہجرت نہیں "۔

حضرت ابوبکرؓ نے انھیں یمن کا حاکم مقرر کیا تھا۔ حضرت زبیرؓ بن عوام اور ابولہب کی بیٹیاں اُن کے عقد میں تھیں۔ یہ حضرت عثمانؓ کی خلافت میں مدینہ آئے تھے۔ ان کے پاس حضرت ابوسفیان بن حربؓ آئے تو ان کو دس ہزار درہم دیئے۔

جب جمل کی لڑائی کا زمانہ آیا تو انھوں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو ایک اونٹ دیا۔ جس کا نام "عسکرہ" تھا۔ وہی عائشہؓ کا اُونٹ کہلایا۔ اور نوّے آدمیوں کا سامان جنگ خود اکٹھا کیا۔ جب حضرت علیؓ کو ان لوگوں کے بصرہ پہونچنے کی خبر لگی تو کہنے لگے "میں سب سے بہادر کے ساتھ آزمائش کیا گیا ہوں۔ اور وہ زبیر بن عوامؓ ہیں" اور سب سے زیادہ بیان کرنے والے کے ساتھ اور وہ طلحہؓ ہیں اور سب سے زیادہ مالدار کے ساتھ اور وہ یعلی ہیں۔ اور ایسے شخص کے ساتھ جس کے لوگ سبھوں سے بڑھ کر تابعدار ہیں اور وہ عائشہؓ ہیں" اُن کا ایک بیٹا تھا جس کا نام۔ عبداللہ بن یعلیؓ تھا۔ مکّہ کے قریب مقام علیث میں سکونت اختیار کی تھی اور وہ شاعر تھا۔ اس نے اپنی بی بی زینب کے مرثیہ میں یہ اشعار کہے ہیں،

بوجہک عن مس التراب مضنۃ
فلا تبعدی کل حیتی سیذہب

مٹی کے ملنے سے تیرے منہ میں نفاست ہے۔ تو مجھے اپنے سے دور مت کر کیوں کہ ہر زندہ عنقریب مرنے والا ہے۔

تنکرت الابواب لما دخلتہا

وقالوا الافذ بانت الیوم زینب

جب میں دروازہ میں داخل ہوا تو ان سے اجنبیت معلوم ہوتی اور لوگوں نے کہا کہ آج کے دن زینب جدا ہو گئی۔

لا ذہب فد خلیت زینب طائعا

ولنفسی معی لم الفہا حیث اذہب

یعلی کے موالی میں سے یمن میں ایک قوم ہے جو بنی ہشاب کہلاتے ہیں۔ اور ذی عزت و ذی مرتبہ لوگ ہیں۔ یہ لوگ اپنی خولان عرب تھے یعلی نے انھیں قید کر لیا تھا۔ یہ لوگ یمن میں جاکر آباد ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں یعلی بن مرہ قبیلہ ثقیف سے بھی ہیں، جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کے درختوں کے کاٹنے کا حکم دیا تھا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

ان کے نام میں لوگوں کا بہت اختلاف ہے۔ واقدی کا قول ہے کہ یہ عبد اللہ بن عمرو ہیں، بعض عبد الرحمٰن، بعض عبد عمرو بن عبد غنم، بعض عمیر بن عامر، بعض عبد شمس اور بعض سکین کہتے ہیں۔

یہ یمن کے قبیلہ دوس سے ہیں اور وہ دوس بن عذنان بن عبد اللہ بن زہران خاندان ازد سے ہے۔ ان کی ماں امیمہ بنت صفیح بن حرث قبیلہ دوس سے تھیں، ان کی ماں مسلمان ہو گئی تھیں۔ ان کے ماموں سعد بن

فصیح اپنے زمانہ کے بہت ہی سخت تھے۔

ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ "میں نے یتیمی میں پرورش پائی اور مسکینی میں ہجرت کی۔ بسرہ بنت غزوان کا صرف پیٹ بھر کھانے پر مزدور تھا۔ جب وہ اُترتے تو میں ان کی خدمت کرتا اور جب وہ سوار ہوتے تو اُن کے ساتھ چلتا باوجود اس کے بھی اللہ تعالیٰ نے میری شادی کر دی۔ تو شکر ہے ایسے خدا کا جس نے دین کو مضبوط بنایا اور ابوہریرہؓ کو پیشوا"۔

میری کنیت ابوہریرہ اس وجہ سے پڑی کہ میری ایک چھوٹی سی بلّی تھی جس کے ساتھ میں کھیلا کرتا تھا۔

یہ مدینہ ۷ھ میں آئے تھے۔ اس وقت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم خیبر میں تھے۔ یہ بھی خیبر گئے۔ اور پھر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ واپس آئے۔ یہ سانولے، مونڈھوں کے چوڑے تھے۔ ان کے آگے کے دو دانت میں فرق تھا۔ اپنی داڑھی زرد رنگ میں رنگا کرتے تھے اور اس کو چھوڑ دیا تھا۔ یعنی ترشواتے نہیں تھے اور مونچھ کی صفائی کیا کرتے تھے۔

عثمان حماد بن سلمہ سے روایت کرتے ہیں، اور وہ ثابت سے، وہ ابی رافع سے۔ ان کا بیان ہے کہ مروان بن حکم گورنر مدینہ، کبھی کبھی مدینہ میں ان کو اپنا جانشین بنایا کرتا تھا۔ اس وقت یہ گدھے پر سوار ہوتے تھے جس پر موٹا کمبل کسا ہوا ہوتا اور اس کی گردن میں چھوہارے کے پتّوں کی رسّی ہوتی، اس حالت سے سیر کے لئے نکلتے۔ راستے میں جب کسی سے ملاقات ہوتی تو کہتے راستے سے ہٹ جاؤ دیکھو امیر آتا ہے۔ اور کبھی ایسا ہوتا کہ یہ یکایک لڑکوں کے پاس آتے جب وہ کھیلوں میں مشغول ہوتے اور دونوں پیر سے ان کو مارتے وہ بھاگ جاتے، کبھی وہ مجھے کھانے کے لئے بلاتے

اور کہتے دیکھو ہڈی دار گوشت امیر کے لئے چھوڑ دو، یہ سُنکر جب میں اس کو دیکھتا تو ثرید اور روغن پاتا۔

۵۹ھ میں اور بقول بعض ۵۷ھ میں انھوں نے وفات پائی

حضرت عُقبہ بن عامر جہنی رضؓ

ابو عمرو اپنی کنیت کرتے تھے، اور بعضوں کا بیان ہے کہ ان کی کنیت ابو حماد تھی۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے مدینہ آنے کے بعد یہ مسلمان ہوتے ہیں۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے چونکہ تیر اندازی کی فضیلت سنی تھی۔ اس وجہ سے تیر اندازی بہت کیا کرتے تھے۔ ستّر کمانیں اس کے تیر کش اور تیروں سمیت چھوڑ کر مرے تھے۔

صفین کی لڑائی میں حضرت معاویہ کے ساتھ شریک تھے۔ یہ مصر جا کر رہے اور وہیں اپنے لئے مکان بنایا۔ سیاہ خضاب استعمال کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ان کے اوپر کو تو ہم بدلتے ہیں مگر ان کی جڑ نہیں بدلتے حضرت امیر معاویہ رضؓ کے اخیر زمانہ میں انھوں نے وفات پائی۔

حضرت زید بن خالد جہنی رضؓ

ابو عبدالرحمٰن اپنی کنیت کیا کرتے تھے، اور بعضوں کا بیان ہے کہ ان کی کنیت ابو طلحہ تھی۔ اُن کی وفات کی جگہ میں اختلاف ہے۔

بعضوں کا بیان ہے کہ انھوں نے مدینہ میں وفات پائیؒ۔ اس وقت ان کی عمر اٹھاسی برس کی تھی۔ اور بعضوں کا بیان ہے کہ کوفہ میں معاویہ رضؓ کے اخیر زمانے میں قضا کی۔

حضرت عبداللہ بن انیس انصاری رضؓ

ابو یحییٰ ان کی کنیت ہے، جہنی معروف

ہیں۔ اور دراصل جھنی نہیں ہیں۔ بلکہ خاندان وبرہ سے ہیں جو قبیلہ بنی قضاعہ سے ہے جو بنی سلمہ کے حلیف تھے اور جھنیہ بھی قبیلۂ قضاعہ سے ہیں۔ عقبہ اور اُحد میں حاضر تھے۔ مگر بدر میں اختلاف ہے کہ یہ حاضر تھے کہ نہیں؟ ان کا مکان اعراف میں تھا جو مدینہ سے ایک منزل پر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی لاٹھی دی تھی اور فرمایا تھا کہ یہ ہمارے تمہارے درمیان نشان ہے۔

لیلۃ الاعرابی اور لیلۃ الجھنی انہی کی طرف منسوب ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا تھا کہ تیئسویں کی رات کو تم اپنے مکان سے نکل کر مسجد میں چلے جانا اور نمازیں پڑھنا۔ اس وجہ سے اُن کا معمول تھا کہ تیئسویں رات کی شام کو عصر کی نماز پڑھ کر یہ مسجد میں چلے جاتے، پھر بغیر نماز صبح پڑھے وہاں سے باہر نہیں نکلتے۔ صبح کے بعد وہاں سے باہر نکلتے اور اپنے اہل وعیال میں آتے۔ اسی وجہ سے یہ رات لیلۃ الجھنی کے نام سے مشہور ہوتی۔

یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شب قدر کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اسکو آج کی رات میں تلاش کرو، اور وہ رات تیئسویں تھی۔ مدینہ میں معاویہ کی خلافت میں وفات پائی۔

حضرت حرات بن ہشام رضؓ

یہ ابو جہل بن ہشام بن مغیرہ کے بھائی ہیں، بدر کی لڑائی میں مشرکوں کے ساتھ تھے اور شکست پائی، اُسی کے بارے میں حسّان بن ثابت کا یہ شعر ہے۔

ان کنت کاذبۃ الذی حدثتنی

فنجوت منجی الحرث بن ہشام

ترک الاحبۃ ان یقاتل دونہم　　ونجا براس طمرۃ ولجام

حارث بن ہشام نے اس کے جواب میں یہ اشعار کہے ،

اللہ یعلم ما ترکت قتالہم

حتی علوا فرسی باشقر مزبدٍ

خدا جانتا ہے کہ میں نے لڑائی اسی وقت چھوڑی کہ وہ میرے گھوڑے پر سرخ کف مارنے والے خون کو چڑھا دیا ۔

وعلمت انی ان اقاتل واحدا

اقتل ولا یضرر عدوی مشہدی

اور میں نے جان لیا تھا کہ اگر میں اکیلا لڑتا رہا ، تو قتل ہو جاؤں گا اور میرے حاضر رہنے سے دشمن کو کچھ نقصان نہ ہو گا ۔

فصدت عنہم والاحبۃ فیہم

طمعا لہم بعقاب یوم سرمد

تو میں دشمنوں سے بھاگا اور احباب وہیں رہے ۔ اس امید پر کہ ان کو قیامت کے دن اس کا بدلہ مل جائے گا ۔

فتح مکہ کے دن یہ مسلمان ہوئے ، پہلے مؤلفۃ القلوب سے تھے ، بعد اس کے پکے مسلمان ہو گئے ۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں اپنے مال و اہل کے ساتھ جانے لگے تو مکہ والے روتے ہوئے ان کے پیچھے پہونچانے کو چلے ۔ اس سے ان پر رقت طاری ہوئی اور رو کر کہنے لگے ۔

ہم اگر اپنے اس گھر سے دوسرا گھر یا اپنے ان ہمسایوں سے دوسرے

ہمسائے بدلنا چاہیے تو یہ ممکن نہ تھا۔ مگر بات یہ ہے کہ یہ جانا خدا کی طرف ہے" وہاں جاکر برابر جہاد میں مشغول رہے۔ یہاں تک کہ عمواس کے طاعون میں ۱۸ھ میں وفات پائی۔

ان کے بیٹے عبدالرحمٰن بن حارث کی کنیت ابو محمد اور نام ابراہیم تھا۔ جس وقت یہ حضرت عمرؓ بن خطابؓ کی خلافت کے زمانے میں ان کے پاس آئے، اور وہ اس ارادہ میں تھے کہ جن مسلمانوں کا نام انبیاء کے نام پر ہے ان کا نام بدل دیں۔ تو ان کا نام بھی بدل دیا، جو اس وقت تک برقرار ہے۔

حضرت عائشہ رضؓ کا قول ہے کہ "میں بصرے جانے کے بدلے اگر اپنے گھر ہی میں بیٹھ رہتی تو یہ میرے لئے اس سے بہتر تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میری دسؓ اولاد عبدالرحمٰن بن حارث ایسی ہوتی" جمل کی لڑائی میں یہ ان کے ساتھ شریک تھے، شریف و سخی تھے۔ حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں مدینہ میں انھوں نے وفات پائی۔

اُن کے بیٹے ابو بکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام ہیں۔ ان کی کنیت ہی ان کا نام ہے۔ کثرتِ نماز و فضل کی وجہ سے یہ قریش کے راہب کہلاتے تھے۔ جمل کی لڑائی میں یہ اور عروہ بن زبیر چھوٹے معلوم کر کے واپس کر دیئے گئے تھے۔ اس کے بعد اُن کی بینائی چلی گئی تھی۔ غسل خانہ میں اچانک ۹۴ھ میں مدینہ میں انھوں نے وفات پائی۔ اور یہ فقہاء کا سال شمار ہوتا ہے۔

حضرات شداد بن ہادی رضؓ

یہ شداد بن اسامہ ہیں، اسامہ کا نام ہادی اس وجہ سے پڑا کہ راستہ

چلنے والوں کے لئے رات کو آگ روشن کیا کرتے تھے. ان کے عقد میں سلمیٰ بنت عمیس تھیں. جو اسماء بنت عمیسؓ کی بہن تھیں. ان سے ان کے بیٹے عبداللہ بن شداد پیدا ہوتے. یہ فقیہ و محدث تھے، اور عبداللہ بن عباسؓ وخالد بن ولیدؓ کے خالہ زاد بھائی تھے کیونکہ عبداللہؓ اور خالدؓ کی ماں اسماءؓ اور سلمیٰؓ کی بہنیں تھیں.

حضرت عتاب بن اسیدؓ

یہ عتاب بن اسید بن ابی العیص بن امیہ ہیں، فتح مکہ کے دن مسلمان ہوتے. جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حنین کی طرف جانے لگے تو ان کو مکہ کا حاکم بنا دیا. اور یہ برابر حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ تک وہاں کے حاکم رہے. یہاں تک کہ دونوں نے ایک ہی وقت میں وفات پائی. اور دونوں میں سے کسی کے پہلے مرنے کا حال نہیں معلوم ہوا.

ان کے حقیقی بھائی خالد بن اسیدؓ ہیں. جو فتح مکہ کے دن ایمان لائے تھے. ان میں سخت سرگشتگی تھی.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَللّٰھُمَّ زِدہ تیھا یعنی سرگشتگی کو اور زیادہ کر. اس کا اثر یہ ہوا کہ ان کی اولاد میں آج تک سرگشتگی پائی جاتی ہے. ان کی نسل باقی ہے.

حضرت عبدالرحمٰن بن عتابؓ

عبدالرحمٰن بن عتاب بن اسیدؓ اموی قریش کے یعسوب کہلاتے ہیں، یعسوب شہد کی مکھی کے سردار کو کہتے ہیں. حضرت عائشہ رضؓ صدیقہ کے ساتھ جمل کی لڑائی میں شریک تھے. اور اسی میں شہید ہوتے ان کی شہادت کے بعد ان کے ہاتھ پر سے ان کا عقاب اڑا. اور اسی

روز یمامہ میں جاکر مر گیا۔ اور ان کی انگوٹھی سے پہچانا گیا۔

حضرت علاء بن حضرمی

ان کے باپ کا نام عبداللہ بن ضماد ہے۔ حضرموت کے رہنے والے تھے۔ بنوامیہ کے دوست تھے۔ ان کا بھائی میمون بن حضرمی ہے جس نے بیر میمون کو جو اسطح مکہ میں ہے، جاہلیت کے زمانے میں بنایا تھا۔ یہ وہی علاء ہیں جو گھوڑے پر دریا عبور کر کے "دارین" والوں کے پاس پہونچے تھے۔ اور ان سے لڑے تھے، اور بہتوں کو مار کر ان کی ذرّیت کو قید کر لیا تھا۔ اور "اساف" کو جو فارس کے علاقے میں ہے فتح کیا۔

حضرت عمرؓ کے زمانے میں "تیاس" میں تمیم کے علاقہ میں ہے وفات پائی۔ بعضوں کا بیان ہے کہ یہ مستجاب الدعوات تھے۔

حضرت سُہیل بن عمروؓ

ابو زید اپنی کنیت کیا کرتے تھے، خاندانِ خسل بن عامر بن لوئی سے تھے۔ جو قریش تھے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حنین کے سفر میں شریک تھے، اور آپ کے حصّے پر مقرر تھے، اور "جعرّانہ" میں مسلمان ہوئے۔ یہ مولفۃ القلوب سے تھے۔ مگر بعد میں اپنے اسلام کو درست کر لیا تھا۔

حضرت عمرؓ کی خلافت میں جہاد کے لئے شام چلے گئے تھے۔ طاعون عمواس میں وفات پائی۔ ان کا ہونٹ پھٹا ہوا تھا۔ ان کی اولاد مردوں سے نہیں ہے۔ ان کا بھائی سکران بن عمرو مہاجرین حبشہ میں سے تھا اور سودہ ان کے عقد میں تھیں، جب قضا کر گئیں تو ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عقد کر لیا۔ سکران کی نسل بھی نہیں رہی۔ ان کے دونوں

بھائی سہیل بن عمر کی نسل مدینہ میں ہے۔ سہل بن عمر فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے تھے اور مدینہ میں وفات پائی۔

حضرت جبیر بن مطعم رضؓ

یہ جبیر بن مطعم بن عدی بن نوفل بن عبد مناف بن قصی ہیں۔ فتح مکہ کے دن مدینہ میں مسلمان ہوئے۔ ابو محمد اپنی کنیت کیا کرتے تھے۔ پہلے مولفۃ القلوب سے تھے۔ اس کے بعد اپنے اسلام کو درست کر لیا۔ مدینہ میں فتح مکہ کے دن مسلمان ہونے والوں کے سرداروں میں سے تھے۔ ۵۹ھ میں وفات پائی۔

بعضوں کے نزدیک اسی سال ابو ہریرہؓ نے بھی وفات پائی۔ ان کے بیٹے نافع بن جبیر بن مطعم ذی مرتبہ شخص تھے۔ ایک مرتبہ علاء بن عبد الرحمٰن حرقی کے حلقہ میں جس وقت وہ لوگوں کو پڑھا رہے تھے جا کر بیٹھے جب وہ پڑھانے سے فراغت پا چکے تو لوگوں سے دریافت کیا کہ تم جانتے ہو کہ میں کیوں بیٹھ گیا۔ لوگوں نے کہا۔ آپ سننے کے لئے بیٹھے تھے۔ انھوں نے کہا نہیں۔ بلکہ تم لوگوں کے ساتھ بیٹھنے میں صرف خدا کے نزدیک عاجزی مقصود تھی۔

حضرت عمرو بن العاص رضؓ

یہ عمرو بن العاص بن وائل بن ہاشم بن سہم بن ہصیص بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ تھے۔ اُن کے باپ عاص مسخروں میں سے تھے۔ اسی کے بارے میں آیت اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ نازل ہوئی تھی۔

اَبْتَرُ اس کو کہتے ہیں جس کا کوئی لڑکا نہ ہو۔ یہاں پر مراد یہ ہے

کہ اس کا ذکر منقطع ہو جائے گا۔ ان کی ماں کا نام نابغہ ہے جو خاندان عنز سے تھیں۔ ان کا نام دراصل "عاصی" ہے مگر "ی" حذف ہو کر عاص رہ گیا ہے۔

عاص کے بیٹے حضرت عمرو بن العاص رضؓ اور حضرت ہشام بن العاص رضؓ تھے۔ ہشام رضؓ بہتر مسلمانوں میں سے تھے۔ یرموک کی لڑائی میں شہید ہوئے اور ان کی کوئی اولاد نہیں۔

حضرت عمرو بن العاص رضؓ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ تم اچھے ہو یا ہشام رضؓ؟ انھوں نے کہا۔ میں کہتا ہوں تم فیصلہ کرو۔" ان کی ماں اُمّ حرملہ بنت ہشام بن مغیرہ ہیں۔ جو حضرت عمر بن الخطاب رضؓ کی خالہ تھیں۔ اور میری ماں عنز یہ ہیں، اور وہ میرے باپ کے نزدیک مجھ سے زیادہ پیارے تھے اور باپ کی پہچان بیٹے کے ساتھ اس کا تمھیں خود معلوم ہے۔ وہ پہلے چلے گئے اور ہم لوگوں کو خدا کے سپرد کر گئے۔ یعنی وہ یرموک میں شہید ہوئے اور ہم اب تک باقی ہیں۔

حضرت عمرو رضؓ اپنی کنیت ابو عبداللہ کیا کرتے تھے، ۸ھ میں حضرت خالد بن ولید رضؓ کے ساتھ مسلمان ہوتے تھے۔ حضرت معاویہ رضؓ کی طرف تیس برس تک مصر کے حاکم رہے۔ اس کے بعد عید الفطر سے ایک دن پہلے جب مرنے لگے تو کہا۔

"اے اللہ میں بری نہیں ہوں تو میرے عذر کو قبول کر، میرے لئے کوئی پناہ نہیں ہے تو میری مدد کر، تو نے حکم کیا ہم نے نافرمانی کی، تو نے منع کیا ہم نے اس کو کیا۔ اے اللہ یہ میرا ہاتھ میری ٹھڈی کے پاس ہے اس کے بعد وصیت کی اور کہا،" زمین میں خوب گہرا گڑھا کھودو، او

اس پر چٹائی بچھا دو" اس کے بعد اپنی انگلی اپنے منہ میں رکھی اور قضا کر گئے۔ اس وقت ان کی عمر تہتر برس کی تھی۔ عیدالفطر کے دن جبل مقطم میں جو "فخ" کے اطراف میں ہے مدفون ہوئے۔ اور یہ مقام لوگوں کے حجاز جانے کا راستہ تھا۔

ان کے سنہ وفات میں لوگوں کا اختلاف ہے۔ بعضے سنہ ۴۲ھ اور بعضے سنہ ۴۳ھ اور بعضے سنہ ۵۱ھ کہتے ہیں۔ ان کے بیٹے عبداللہ نے پہلے جنازہ کی نماز پڑھائی، اس کے بعد عید کی نماز پڑھائی۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رض

ابو محمد کنیت کرتے ہیں، اپنے باپ سے پہلے مسلمان ہوئے تھے، حضرت معاویہ رض نے حمایت میں اپنے باپ کے ساتھ صفین کی لڑائی میں شریک تھے، آپ دو تلواریں چلاتے تھے۔ ان کا گھر مکہ میں تھا پھر یزید کی زندگی تک شام میں سکونت اختیار کی تھی۔ اس کے مرنے کے بعد مکہ چلے آئے اور یہیں سنہ ۶۵ھ میں وفات پائی۔ اس وقت ان کی عمر تہتر برس کی تھی۔

اور بعضوں کا بیان ہے کہ مصر میں وفات پائی اور اپنے چھوٹے سے گھر میں مدفون ہوئے۔ یہ اپنے باپ سے صرف بارہ برس چھوٹے تھے۔ باپ بیٹے میں بارہ برس کی چھوٹائی بڑائی ان کے سوا اور کسی میں نہیں دریافت ہوئی۔

مجھ سے اسحٰق بن راہویہ نے حدیث بیان کی۔ ان سے یحییٰ بن آدم نے، اُن سے حسن بن صالح نے کہ میری اکیس برس کی لونڈی تھی جو نانی پوتے والی تھی۔ ان کے عقد میں عمرہ بنت عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب رض

تھیں، ان سے ان کے بیٹے محمد پیدا ہوئے۔ محمد کے بیٹے شعیب تھے، شعیب کے بیٹے عمرو بن شعیب تھے۔

کبھی انھوں نے ایک مجلس میں اپنے دادا کی طرف سے صدقہ پچاس ہزار درہم تقسیم کیا ہے۔ اور وہ شعیب بن شعیب تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو سرخ، توند والے اور لمبے تھے۔ اخیر عمر میں نابینا ہو گئے تھے، سریانی زبان جانتے تھے، حضرت عمروؓ کا ایک دوسرا لڑکا بھی تھا جس کا نام محمدؓ تھا۔ حضرت عمرؓ کے موالی میں سے وردانؓ ہیں جو صاحب رائے و فکر تھے، اسکی اولاد مصر میں ہے اور وہاں اُس کا ایک بازار ہے جس کا نام سوق وردان ہے۔

حضرت ابو بکرہ رضؓ

یہ نفیع بن حارث بن کلدہ ہیں، حارث بن کلدہ عرب کے طبیب تھے اور نامرد تھے۔ ان کی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ یہ مسلمان ہو گئے تھے اور حضرت عمرؓ کے زمانے میں وفات پائی۔ ابو بکرہ کی ماں کا نام سُمیّہ تھا جو "زندرود" والوں میں سے تھی۔ کسریٰ نے اُسے بادشاہِ یمن ابو الخیر کو دیدیا تھا۔ جب وہ اس کے پاس سے یمن آنے لگا تو طائف میں آکر بیمار ہو گیا، حارث نے اس کی دوا کی۔ اس نے سُمیّہ کو اُسے دیدیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا محاصرہ کیا تو فرمایا جو غلام میرے پاس آئے گا وہ آزاد ہے۔ یہ سنکر ابو بکرہ رضؓ اُتر کر چلے آئے۔ ان کے بعد اُن کے بھائی نافعؓ نے بھی اُترنا چاہا تو حارث نے اُس سے کہا کہ تو میرا بیٹا ہے ٹھہر، وہ ٹھہر گیا، اس کے بعد دونوں اُسی کی طرف منسوب ہوتے۔ ان دونوں کی ماں سُمیّہ زیاد بن ابی سفیان کی بھی ماں ہیں۔ "اردہ" بنت، حارث

حارث کی طرف منسوب ہیں۔ وہ عتبہ بن غزوان کے عقد میں تھیں۔ جب عتبہ بصرہ کا حاکم ہوا تو وہ اروہ کو بھی اپنے ساتھ لے گیا۔ اس کی وجہ سے نافع، نفیع اور زیاد بھی گئے۔ جب ابوبکرہ رضؓ مسلمان ہو گئے تو حارث کی طرف منسوب ہونے کو چھوڑ دیا۔ اور کہا کرتے تھے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں حارث جب مرگیا تو انھوں نے اسکی میراث نہیں لی۔ سُمیہ کے شوہر کا نام "مسروح" تھا۔ ابوبکرہ رضؓ چالیس لڑکے اور لڑکیاں چھوڑ کر وفات پائی جن میں سات کی نسل جاری رہی۔ اور وہ عبداللہ رضؓ، عبیداللہ رضؓ، عبدالرحمٰن رضؓ، عبدالعزیز رضؓ، مسلم رضؓ، رواد رضؓ اور عتبہ ہیں۔

اولاد عبدالرحمٰن رضؓ پہلے لڑکے ہیں جو بصرہ میں پیدا ہوئے، اور پہلا لڑکا جو کوفہ میں پیدا ہوا معاویہ بن ثور ہے جو خاندانِ بکّار سے تھا جو قبیلہ عامر بن ربیعہ سے ہیں۔

عبیداللہ بہت خوبصورت، جواں مرد اور کالے تھے۔ اُنھوں نے ایک دفعہ میں عمر بن عبداللہ بن معمر کو سات سو جریب زمین دے دی تھی۔ اس پر عمر نے قسم کھائی تھی کہ جب اُن کو دیکھوں گا اُن کی رکاب پکڑ دوں گا۔ اور خود اپنی کسی اولاد کی شادی نہ کروں گا جب تک کہ یہ نہ کردیں،

خلیفہ عبدالملک بن مروان انھیں سردار اہل مسروق کہا کرتا تھا۔ حجّاج نے انھیں ۷۸ھ میں سجستان کا حاکم بنایا تھا۔ انھوں نے دشمنوں سے جہاد کیا۔ وہاں ان کے ساتھیوں میں سخت قحط نمودار ہوا، جس کی وجہ سے ایک روٹی ستّر درہم کو بکنے لگی۔ وہیں عبیداللہ نے وفات پائی اور

اُن کے ساتھیوں میں سے بہت سے لوگ لقمۂ اجل ہوئے اور ان لوگوں کو وہ نصیب ہوا جو کسی لشکر کو آج تک نہیں پہونچا تھا۔ اسی بارے میں اعشیٰ ہمدان نے کہا ہے۔

اسمعت بالجیش الذی تمزقوا
واصابہم ریب الزمان الاعوج

تم نے اس لشکر کا حال نہیں سُنا جو بالکل ہلاک کر دیا گیا، اور ان پر کج بنانے کے حوادث نازل ہوئے۔

بعثوا الکابل باکلون خیارہم
فی شر منزلۃ وشر معرج

کل میں وہ ٹھہرے، اور اپنے اچھوں کو بُری جگہ اور بُرے مقام میں کھایا کئے۔

لم یلق جیش فی البلاد کما لقوا
فمثلہم قل للنوائح تنشج

حضرت عمرو بن عبسہ رضؓ

یہ بنی سُلیم سے ہیں۔ ابو نجیح اپنی کنیت کیا کرتے تھے، ان کو اسلام کا ربع کہا جاتا تھا، کیوں کہ جب یہ مسلمان ہوئے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا تھا کہ کتنے آدمی آپ کے تابعدار ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا ایک آزاد اور ایک غلام، آزاد ابو بکر رضؓ تھے اور غلام بلال رضؓ تھے۔ عمرو بن عبسہ رضؓ کہا کرتے تھے کہ میں اپنے کو اسلام کا چوتھائی خیال کرتا ہوں۔ یہ مسلمان ہونے کے بعد اپنے وطن چلے گئے تھے اور وہیں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ بدر، اُحد، خندق، حدیبیہ اور خیبر کے واقعات گذر گئے۔ اس کے بعد یہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد شام میں سکونت اختیار کی تھی۔

حضرت ابن ام مکتومؓ نابینا

بعضوں کا بیان ہے کہ ان کا نام عبداللہ ہے، اور بعض کہتے ہیں کہ ان کا نام عمرو ہے، اُن کے باپ کا نام قیس تھا جو خاندان عامر بن لوی سے تھا۔ اُمّ مکتوم ان کی ماں تھیں۔ ان کا نام عاتکہ مخزومیہ ہے۔ یہ ہجرت کرکے بدر کے کچھ دن بعد مدینہ آئے اور یہ نابینا ہوگئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اکثر غزوات میں مدینہ میں اپنا جانشین بنایا کرتے تھے۔ یہ قادسیہ کی لڑائی میں شریک تھے۔ وہاں اُن کے ساتھ ایک سیاہ نشان تھا اور وہ زرہ پہنے ہوئے تھے اور اُس کے بعد مدینہ واپس آئے اور یہیں وفات پائی۔

حضرت سُہیل بن حنیفؓ

یہ انصار کے خاندان عمرو بن عوف سے ہیں، ابوسعد اپنی کنیت کرتے ہیں۔ صفین کی لڑائی میں حضرت علیؓ کے ساتھ شریک تھے کوفہ میں سکونت اختیار کی تھی، وہیں ۳۸ھ میں وفات پائی۔ حضرت علیؓ نے جنازہ کی نماز پڑھائی اور چھ تکبیریں کہیں۔ اور بعضوں کا بیان ہے کہ پانچ تکبیریں کہیں۔ یہ بدری تھے، اُن کے بیٹے ابو اُمامہ کثیر الحدیث ہیں۔ اُن کا نام اسعد ہے اپنے دادا ابو اُمیہ کے نام پر اُن کا نام رکھا گیا تھا۔ اُن کا نام اسعد بن زرارہ تھا۔ سُہیل کے اُن کے علاوہ اور بھی لڑکے ہیں۔ اُن کی نسل مدینہ اور بغداد میں ہے۔

★

حضرت تمیم داری رضؓ یہ تمیم بن اوس ہیں، خاندان دار بن ہانی سے جو قبیلۂ لخم سے تھا جو رہنے والے یمن کے تھے، ابو رقیہ اپنی کنیت کرتے تھے۔ یہ اور اُن کے بھائی نعیم بن اوس بنی الدار کے اور لوگوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ۹ھ میں حاضر ہوئے تھے۔ جن کے بارے میں لوگوں کا خیال تھا کہ وہ دس آدمی تھے اور وہ سب مسلمان ہو گئے تھے۔

حضرت عمرو بن الحمق رضؓ یہ قبیلۂ خزاعہ سے ہیں، حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت ہوئی تھی اور اُس کے بعد آپ کی صحبت میں رہے۔ اور حدیثیں سنیں یہ کوفہ کے رہنے والے اور حضرت علی رضؓ کے گروہ میں تھے۔ یہ ان لوگوں میں سے تھے جنھوں نے حضرت عثمان رضؓ کے خلاف خروج کیا تھا، حضرت علی رضؓ کے ساتھ تمام لڑائیوں میں شریک رہے اور حجر بن عدی کی مدد کی۔ پھر بھاگ کر موصل آئے اور ایک غار میں داخل ہوئے، وہاں سانپ نے کاٹ کھایا اور مر گئے۔ لوگ جب ان کی تلاش میں آتے تو انھیں مردہ پایا۔ موصل کے حاکم نے ان کا سر کاٹ کر زیاد کے پاس بھیج دیا اور زیاد نے حضرت معاویہ رضؓ کے پاس۔ یہ پہلا سر ہے جو اسلام میں ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف لایا گیا۔

حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضؓ یہ خاندانِ بجیلہ سے ہیں، ابو عمرو اپنی کنیت کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رمضان ۱۰ھ میں آئے اور آپ سے بیعت ہوتے اور مسلمان ہو گئے۔ حضرت عمر رضؓ ان کی خوبصورتی

کی وجہ سے انھیں اس اُمت کا یوسف کہتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا کہ ان کے منہ پر کچھ بادشاہت معلوم ہوتی ہے۔ یہ لمبے تھے، اُونٹ کا کوہان اُن کی لمبائی کے سامنے ہیچ تھا۔ اُن کا جوتا ایک ہاتھ کا ہوتا تھا۔ رات کو داڑھی میں زعفران کا خضاب لگایا کرتے تھے۔ اور صبح کو دھو ڈالا کرتے تھے۔ اس سے اُن کی داڑھی کا رنگ سونے کے مانند ہو جاتا تھا۔ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ دونوں سے یہ کنارہ کش تھے۔ جزیرہ اور اس کے مضافات میں ٹھہرا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ "شراۃ" میں ۵۴ھ میں جس وقت حضرت ضحاک بن قیس رضؓ کوفہ کے حاکم تھے وفات پائی۔

جریر کے دو بیٹے تھے جن سے لوگ حدیث روایت کرتے ہیں، ایک ابراہیم دوسرا ابان۔ ابراہیم کی عمر بہت دراز ہوئی یہاں تک کہ شریک اور اُن کے پوتے ابو زرعہ بن عمرو بن ابراہیم بن جریر بجلی نے ان سے اور ابو ہریرہؓ سے روایت کی۔ اُن کا ایک بیٹا تھا جن کا نام عمرو تھا۔ ان سے حدیث نہیں روایت کی جاتی۔

حضرت عمرو بن حریثؓ

یہ بنی مخزوم سے ہیں۔ عدی کے فیصلہ پر انھوں نے اس کی لڑکی سے نکاح کیا تھا اور اُس نے چار سو درہم پر فیصلہ کیا تھا اور حضرت جریر بن عبداللہ بجلی کی بیٹی سے عقد کیا۔ اُن کی اولاد کوفہ میں ہے اور وہاں اُن کی بہت تعریف ہوتی ہے اُن کے موالی میں سے عمر بن علاء ہیں۔ یہ بڑے سخی اور بہادر تھے مہدی نے اُنھیں طبرستان کا حاکم بنایا تھا۔ اسی کے بارے میں بشار نے کہا ہے۔

اذا ارقتك جام الامور
فنبہ لہا عمرا ثم نم

جب تمھیں کوئی سخت کام پیش آتے تو اس کے لئے عمر کو خبردار کر دو اور خود سو رہو۔

دعانی الی عمر وجودہ
وقول العشیرۃ بحر خضم

مجھے عمر رض کی طرف اُن کی سخاوت کھینچ لائی۔ اور قبیلہ کا قول ایک ذخار دریا ہے۔

ولولا الذی زعموا لم اکن
لامدح ریحانۃ قبل شم

اگر وہ بات نہ ہوتی جس کو لوگوں نے بیان کیا ہے تو میں ہرگز ریحان کی بغیر سونگھے تعریف نہ کرتا۔

عمرو بن حریث کی ماں ہشام بن خلف کنانی کی بیٹی تھیں۔ ہشام جاہلیت کے زمانے میں شریف تھا۔ اسی نے نعمان بن منذر کے سر پر پیشاب کر دیا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ نعمان عربوں کے دین پر تھا۔ اس وجہ سے حج کرنے کے لئے مکہ آیا ہوا تھا۔ ہشام نے جب اُسے دیکھا تو کہا کہ یہی عرب کا بادشاہ ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں۔ ہشام نے اُسکی ذلت کے لئے اس کے سر پر پیشاب کر دیا۔ اس کے بعد نعمان عیسائی ہو گیا۔ عمرو بن حریث کا ایک بھائی تھا جس کا نام سعید بن حریث تھا۔

حضرت نعمان بن بشیر رض

یہ انصاری ہیں۔ اپنی کنیت ابو عبداللہ کرتے ہیں۔ اُن کی بیوی عمرہ بنت

رواحہ ہیں جو عبداللہ بن رواحہ کی بہن ہیں۔ انہی ہی کے بارے میں کسی شاعر نے کہا ہے۔

وعمرة من سروات النساء　　تنفح بالمسک اردانہا

عمرہ سخی عورتوں میں سے ہیں　　اُنکی آستین مشک سے مہکتی ہیں

انھوں نے یہ شعر کسی کو پڑھتے سنا، لوگوں نے اُن کو منع کیا۔ انھوں نے کہا اُس نے ٹھیک کہا ہے اس میں کوئی برائی نہیں ہے۔ شام میں قریب سے سلمیہ اور حمص کے درمیان قتل ہوئے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضؓ

یہ قبیلہ ثقیف سے ہیں، ابو عبداللہ اپنی کنیت کرتے ہیں، اُن کے چچا عروہ بن مسعود ثقفی ہیں۔ عروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسلمان ہو گئے تھے۔ اور اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دی تھی۔ انھوں نے اُن کو قتل کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ یہ آل یاسین کے مومن کے مشابہ ہیں۔

حضرت مغیرہ رضؓ نے مصر تک کسی مشرک گروہ کی معیت کی تھی کسی مقام پر اُن کو دھوکے سے قتل کر دیا۔ اور مال و اسباب لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہونچے اور بیعت الرضوان میں حاضر ہوئے۔ یمامہ، فتوح، شام، یرموک، قادسیہ میں شریک تھے۔ حضرت عمر رضؓ نے انھیں بصرہ کا حاکم بنایا تھا۔ انھوں نے "عیان" فتح کیا تھا۔

ابو الحسن بصری اور محمد بن سیرین اولاد عیسان میں سے ہیں۔ اور دست عیسان، ابر قبان، سوق ابواذ اور ہمدان فتح کیا۔ نہاوند کی لڑائی میں شریک تھے۔ اس میں اُن کا تقرر نعمان بن مقرن کے میسرہ پر تھا۔ انھوں

نے ہی پہلے بصرہ کا دیوان بنایا تھا۔

بعضوں کا بیان ہے کہ انھوں نے اسّی عورتوں سے عقد کیا تھا۔ کسی نے اُن کی ایک عورت کی نسبت کہا کہ وہ کانی اور بدصورت ہے، انھوں نے کہا وہ یمانی شہد ہے مگر خراب ظرف میں ہے۔ کوفہ میں اپنی حکومت کے زمانے میں طاعون سے ۵۰ھ میں وفات پائی۔ مرنے کے وقت انھوں نے کہا: "اے اللہ یہ میرا داہنا ہاتھ ہے۔ اس سے میں نے تیرے نبی کی بیعت کی ہے اور تیرے راستے میں جہاد کیا ہے"۔

اُن کی اولاد عروہ بن مغیرہ رضؓ ہے جو اپنی کنیت ابو یعقوب کیا کرتے تھے، کوفہ کے حاکم تھے اور بہتر شخص تھے۔ اور غفار، یعفور، اور حمزہ سبھوں سے حدیث روایت کی جاتی ہے۔

حضرت خالد بن سعید بن العاص رضؓ اموی

ابوالیقظان وغیرہ کا بیان ہے کہ یہ حضرت ابوبکر رضؓ سے پہلے مسلمان ہوتے تھے اور یہ بوجہ ایک خواب کے ہوا تھا۔ ان کو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے بنی زبید کے صدقات کا تحصیلدار مقرر کیا تھا، وہاں الخیس عمرو بن معدیکرب کی صمصامہ تلوار ملی، اور وہ ہمیشہ اُن کے خاندان میں رہی۔ یہاں تک کہ مہدی نے اُن لوگوں سے بیس ہزار درہم میں خرید لیا۔ خالد رضؓ یرموک کی لڑائی میں شہید ہوتے اور ان کا بھائی عاص بدر کی لڑائی میں مشرک مارا گیا۔ حضرت علی رضؓ نے اُسے قتل کیا۔ اُن کے بیٹے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے جُبّہ پہنا دیا۔ اسی وجہ سے "ثیاب سعیدیہ" نام رکھا گیا۔

حضرت سعید رضؓ پہلے شخص ہیں جنھوں نے اُونٹ کی ہڈی میں سوراخ

کیا تھا۔ اس کے بیس بیٹے اور بیٹیاں تھیں۔ انھیں کی اولاد سے عمرو بن سعید اشدق ہیں جن کو عبدالملک بن مروان نے قتل کیا تھا۔ حضرت سعیدؓ نے ۵۹ھ میں قضا کی۔ حضرت معاویہؓ نے اُن کے بیٹے عمرو بن اشدق سے دریافت کیا۔ "تیرے باپ نے تیری نسبت کس کو وصیت کی ہے۔ اس نے جواب دیا۔ اوصی الی ولم یوص بی۔ عمرو کی نسل سے اسمٰعیل بن اُمیہ بن عمرو بن سعید ہیں۔ اُن سے لوگ حدیث روایت کرتے تھے۔ ۱۴۰ھ میں وفات پائی۔

حضرت عبداللہ بن مغفلؓ

یہ مُزنیۂ مضر سے ہیں، ان لوگوں کو بنو عثمان کہا جاتا ہے، فتح مکہ کے دن مُزنیہ هزار ہوگئے تھے۔ اور بنی سلیم بھی ہزار ہوتے تھے۔ یہ اپنی کنیت ابو عبدالرحمٰن کرتے ہیں۔ حضرت معاویہ رضؓ کی خلافت میں بصرہ میں جس وقت وہاں کا حاکم زیاد تھا وفات پائی۔ اور وصیت کی تھی کہ زیاد میرے جنازہ کی نماز نہ پڑھائے۔ بلکہ ابوبرزہ اسلمی پڑھائیں اُن کے لڑکے تھے منجملہ ان کے سعید، حسان اکبر، حسان اصغر، زیاد، طارق اور مغیرہ ہیں۔

محمد بن عبداللہ بن خزاعی بن زیاد بن عبداللہ بن مغفل نے کہ ان کی کنیت ابوسعید عبداللہ بن مغفل بن عبدنہم تھی۔ عبدنہم کی اولاد مغفل خزاعی اور عبداللہ ذوالنجادین ایک بی بی سے تھے۔ اور ان کا نام عبلہ بنت معاویہ بن معاویہ مزنی تھا۔

حضرت معقل بن یسارؓ

یہ بھی مُزنیۂ مضر سے تھے۔ ابو عبداللہ اپنی کنیت کیا کرتے

تھے، انہی نے نہر معقل کے دہانے کو جاری کیا تھا۔ اس نہر کو زیاد نے کھدوایا تھا۔ اُن کے صحابی ہونے کی وجہ سے ان سے برکت حاصل کرنے کے لئے اس کو جاری کرایا تھا۔ اسی وجہ سے یہ نہر ان کی جانب منسوب ہوئی۔ رطب معقلی بھی انھیں کی طرف منسوب ہے۔

حضرت معاویہؓ کی اخیر خلافت میں انھوں نے بصرہ میں وفات پائی۔ اُن کے موالی سے حبیب معلّم ہے اور وہ حبیب بن زید مولی امعقل بن یسار رہے۔

حضرت معقل بن سنانؓ

یہ قبیلۂ اشجع سے ہیں۔ فتح مکہ کی لڑائی میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ شریک تھے۔ اور واقعۂ حرہ تک زندہ رہے، اسی دن مسلم بن عقبہ نے انھیں قتل کر دیا۔ اس کام کو نوفل بن مساحق نے انجام دیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اُس نے پہلے سُنا تھا کہ وہ یزید کو شرابی کہتے ہیں، اور اس پر طعن کرتے ہیں۔ اسی کی اس نے کسر نکالی۔

حضرت عائذ بن عمروؓ

یہ بھی مزنیہ مضر سے ہیں۔ انہی کے بارے میں عبداللہ بن زیاد نے کہا کہ تم اصحاب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے رذیل ہو۔ انھوں نے اس کا جواب دیا تھا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اصحاب میں کوئی ذلیل نہیں۔ بصرہ کے قبیلۂ مزنیہ میں اُن کا ایک گھر ہے۔

حضرت بلال بن حارثؓ

یہ بھی مزنیۂ مضر سے ہیں، ابو عبدالرحمن اپنی کنیت کرتے ہیں، یہی وہ ہیں جن کو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قبیلہ کی کانیں جدا کر دی تھیں

سنہ ۶۰ھ یا سنہ ۸۰ھ میں انھوں نے وفات پائی. ان کے بیٹے حسان بن بلال ہی نے شروع شروع مرجیئہ کا مذہب بصرہ میں پیدا کیا۔

حضرت نعمان بن مقرن رضؓ

یہ خاندان اوس سے ہیں جو قبیلۂ مزنیۂ سے ہے مگر یہ لوگ عثمان کی اولاد سے نہیں ہیں. اور ان لوگوں کی تعداد کم ہے. اُنھوں نے حضرت عمر رضؓ کے زمانے میں نہاوند فتح کیا تھا. اور اسی میں مقتول ہوئے. جہاں اُن کی قبر ہے اس کا نام "اسفیذ بان" ہے اور اسی جگہ حضرت طلحہ رضؓ خویلد، عمرو بن معدیکرب اور بہت سے مسلمانوں کی قبریں ہیں. ان کے دو بھائی اور تھے. ایک کا نام سوید ہے اور دوسرے کا معقل سب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے روایت کرتے ہیں، ان سب کا مسکن کوفہ ہے. معقل ابو عمرة مزنی ہیں۔

حضرت حنظلۃ الکاتب رضؓ

یہ حنظلۃ بن ربیعہ بن صیفی اور اکثم بن صیفی حکیم عرب کے بھتیجے ہیں قبیلۂ بنی تمیم کے خاندان بنو شریف سے ہیں. اکثم نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعثت کا زمانہ پالیا تھا، اپنی قوم کو آپ کے پاس وغیرہ کے لئے کہا کرتا تھا اور مسلمان نہیں ہوا. اس کی عمر ایک سو نوّے برس کی تھی اسی کے بارے میں اس نے کہا ہے.

وان امرأ قد عاش تسعین حجۃ

الی مآتۃ لم یسأم العیش جاہل

اکثم کی اولاد کوفہ میں ہے. اس نے دیہات میں وفات پائی. حنظلہ رضؓ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے کاتب تھے. معاویہ رضؓ کے زمانے تک

زندہ رہے۔ اُن کی کوئی اولاد نہیں ہے۔

بعضوں کا بیان ہے کہ یہ حنظلہ بن ربیع ہیں، ایک مرتبہ اُنھوں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کا خط لکھا تھا، اس وجہ سے کاتب مشہور ہو گئے، کیوں کہ عرب میں کتابت کم تھی، اور یہ صحابی ہیں، اُن کا بھائی رباح بن صیفی بھی صحابی ہیں۔

اُنھوں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کہا تھا کہ ہفتہ میں یہود کے لئے بھی ایک دن ہے اور نصاریٰ کے لئے بھی، اسی طرح اگر ہم لوگوں کے لئے بھی اگر ایک دن ہوتا تو بہت اچھا ہوتا۔ اسی کے بعد سورۂ جمعہ نازل ہوئی۔

حضرت بُریدہ اسلمی رضؓ

یہ بریدہ بن خصیب ہیں، قبیلۂ اسلم کے رئیس تھے۔ جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہجرت کر کے جا رہے تھے تو "کراع غمیم" میں پہونچے، وہیں بریدہ رضؓ تھے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جب دعوتِ اسلام دی تو وہ سب مسلمان ہو گئے۔ اس کے بعد بریدہ رضؓ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ کے پاس مدینہ آئے اور آپ مسجد تیار کر رہے تھے۔ انھوں نے یزید بن معاویہ کی خلافت میں مرو میں وفات پائی۔

حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی السرح رضؓ

ابی السرح کا نام حسام تھا۔ یہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی وحی لکھا کرتے تھے۔ جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم عزیز حکیم بتاتے تو یہ غفور رحیم لکھا کرتے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ومن قال سأنزل مثل ما انزل اللہ۔ رسول

اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فتح مکّہ کے دن ان کے خون کو مباح کر دیا تھا. تو عثمانؓ جو ان کے رضاعی بھائی تھے اُن کو لے کر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے. اور آپ سے امن کے خواہستگار ہوئے. آخر ش آپ نے امن دیدیا. حضرت عثمان رضؓ نے انھیں مصر کا حاکم مقرر کیا تھا. اُنھوں نے افریقہ فتح کیا تھا. اُن کا باپ سعد منافق تھا.

حضرت قیس بن عاصم رضؓ

یہ قیس بن عاصم بن سنان بن خالد بن منقر ہیں. ابو علی اپنی کنیت کرتے ہیں، اُن کے بارے میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا تھا سید اہل الوبر، تمیموں کے وفد میں یہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں فتح مکّہ کے بعد حاضر ہوئے تھے. یہ شریف اور سردار تھے. انھی کے بارے میں کسی شاعر نے کہا ہے.

فما کان قیس ھلکہ ھلک واحد
ولکنہ بنیان قوم تھدما

ان کے لڑکے طلبہ، قعقاع، شماخ وغیرہ تھے. بعضوں کا بیان ہے کہ اُن کے تینتیس ۳۳ لڑکے تھے، میہ جو ذو الرمہ کی معشوقہ ہے وہ طلبہ کی اولاد سے تھی.

حضرت زبرقان بن بدر رضؓ

ان کا نام حصین بن بدر بن خلف بن بہدلۃ بن عوف بن کعب بن سعد ہے، خوبصورتی کی وجہ سے زبرقان کہلاتے تھے، نجد کا ماہتاب کہلاتے تھے، ان کی اولاد میں عیاش داخلیں کے ساتھ اپنی کنیت کرتے تھے ابو شذرہ اور چند لڑکیاں تھیں. ان کی اولاد و بہاتوں میں

بہت ہے۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انھیں ان کی قوم کی زکوٰۃ کا تحصیلدار مقرر کیا تھا۔ جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے قضا کی تو آپ صدقہ لیکر حضرت ابوبکر رضؓ کے پاس گئے۔ جس کی تعداد سات سو اونٹ تھی۔

حضرت عینیہ بن حصن رضؓ

یہ عینیہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر ہیں۔ اُن کا نام اصل میں حذیفہ تھا، مگر ان کو لقوہ ہو گیا تھا جس کی وجہ سے اُن کی آنکھ بہہ گئی تھی۔ تو اُن کا نام عینیہ رکھا گیا۔ ابو مالک اپنی کنیت کرتے ہیں۔ اُن کے دادا حذیفہ بن بدر قبیلہ غطفان کے سردار تھے۔ ان کو لوگ "ربّ معد" کہتے تھے۔

اسی طرح اُن کا بیٹا حصن اور غطفان کا سردار تھا۔ بنو عبس نے حذیفہ کو قتل کیا اور حصن کو بنو عقیل نے، خارجہ بن حصن ان کا بیٹا کوفہ والوں کا سردار تھا۔

واقدی کا بیان ہے کہ بدر بن عمرو کے تمام علاقے میں ایک دفعہ ایک قحط پڑا کہ اُن کے مال میں "شرمد" کے سوا اور کوئی مال باقی نہ رہا۔ اور اُن سے لوگوں نے ذکر کیا کہ تغلمین سے لے کر بطن نخل تک پانی برسا ہے تو عینیہ اولاد بدر کو لے کر نکلے یہاں تک کہ قریب بطن نخل کے پہونچے، مگر یہ اور اُن کے ساتھی رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ڈرے اور مدینہ آئے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن لوگوں کو اسلام کی دعوت دی تو نہ ان سے انکار کیا اور نہ مسلمان ہوتے۔ اور کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ ہی قریب رہیں۔ آپ مجھے رخصت کی اجازت دیجئے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تین مہینے کی رخصت دی۔ جب مدّت پوری ہو گئی تو یہ سب اپنے

علاقے میں واپس چلے گئے۔ یہ لوگ خوب موٹے ہو گئے تھے اور اُن کے جانور گھانسوں سے موٹے اور دودھ دار ہو گئے تھے۔ اور انھیں شہر کا منظر اچھا معلوم ہوا۔ تو یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیوں کو جو جنگل میں رہا کرتی تھیں لوٹ کر لے گئے اس پر جارود بن عوف نے عُیَینہ سے کہا کہ تم نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اچھا بدلا دیا۔ اُن کے علاقے میں تم موٹے ہوئے اور انھیں سے لڑنے کو تیار رہوتے۔ اُس نے کہا بات تو ایسی ہی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ احمق سردار ہے"۔ اس کے بعد وہ مسلمان ہو گئے۔ مولفۃ القلوب سے تھے۔ جب عرب مرتد ہو گئے تھے۔ اور طلیحہ بن خویلد سے جس نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا تھا مل گئے تھے۔ پھر جب طلیحہ کو شکست ہوئی اور وہ بھاگ گیا تو خالد بن ولید نے اُن کو گرفتار کر کے حضرت ابوبکر رضؓ کی خدمت میں بھیجدیا۔ جب یہ مدینہ پہونچے تو لڑکوں نے کھجوروں کی شاخوں سے مارنا شروع کیا اور کہنے لگے۔ اے خدا کے دشمن ایمان لانے کے بعد تو نے کفر کیا۔ اُس کے جواب میں انھوں نے کہا "ہم پہلے ایمان ہی نہیں لائے تھے"۔

اس کے بعد جب حضرت ابوبکر رضؓ نے ان سے گفتگو کی تو وہ اسلام کی طرف لوٹے۔ حضرت ابوبکر رضؓ نے اُن کے اسلام کو قبول کیا اور اُن کو امان لکھ دی۔

یہ حضرت عثمان رضؓ کی خلافت کے زمانے میں اُن کے پاس گئے اور اُن سے کہا "اے ابن عفان رضؓ! میرے ساتھ وہ سلوک کرو جو حضرت عمر بن خطاب رضؓ نے کیا تھا۔ انھوں نے اتنا دیا جو میں بے پرواہ ہو گیا اور مجھے اتنا ڈرایا کہ میں پاک ہو گیا۔

حضرت عثمان رضؓ نے کہا اس پر بھی تم اُن کے سلوک سے راضی نہیں تھے۔ اس کے بعد حضرت عثمان رضؓ نے دریافت کیا کہ رات کے کھانے کی خواہش ہے۔ اُنھوں نے کہا۔ میں روزہ دار ہوں۔ عثمان رضؓ نے کہا کیا تم روزے وصال کرتے ہو۔ اُنھوں نے کہا۔ وصال کسے کہتے ہیں حضرت عثمان رضؓ نے کہا۔ وصال اسے کہتے ہیں کہ تم دن کو روزہ رکھو، پھر رات کو بھی رکھو پھر دوسرے دن بھی رکھو شام تک۔

اُنھوں نے کہا نہیں لیکن رات کا روزہ دن کے روزہ سے آسان ہے۔ انھی نے عکاظ کے بازار کو لوٹا تھا اور اُسی کا نام فجّار ثانی ہے اُن کی نسل باقی ہے۔ حضرت عثمان رضؓ کی خلافت میں نابینا ہو گئے تھے۔

حضرت عبدالرّحمان سمرہ رضؓ

یہ عبدالرّحمٰن سمرہ بن حبیب بن عبدشمس ہیں۔ ان کا نام عبد کلال تھا۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کا نام عبدالرّحمٰن رکھا۔ اور اُن سے فرمایا تھا کہ تم امارت کو نہ طلب کرنا، کیونکہ اگر بغیر مانگے تمھیں مل جائے گی تو اس میں تمھاری خدا کی طرف سے مدد ہو گی۔

حضرت عبداللہ بن عامر رضؓ نے انھیں سجستان کا حاکم بنایا تھا۔ انھوں نے اس کو فتح کیا تھا، اور انھی نے کابل بھی فتح کیا تھا۔ ان کا ایک بھائی تھا جس کا نام عمر بن سمرہ تھا، رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کا ہاتھ چوری کی علّت میں کاٹا تھا۔ اُن دونوں بھائیوں کی نسل باقی ہے۔ منصور بن زادان اُن کا مولیٰ ہے۔

حضرت سمرہ بن جندب رضؓ

یہ خاندان لویٰ بن شمخ بن فزار سے ہیں۔ ابو سلیمان اپنی کنیت

کرتے ہیں۔ اُحد کی لڑائی میں شریک ہوئے تھے مگر چھوٹے تھے۔ بعض لوگوں کا بیان ہے کہ یہ اُن دس شخصوں میں سے ہیں جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو سب سے پیچھے مرے وہ جہنم میں جائے گا۔ یہ احول تھے، ماں ان کی ماں کالی تھی، زیاد نے اُنھیں بصرہ کا عامل مقرر کیا تھا انھوں نے کوفہ میں وفات پائی۔ سنہ ۶۰ھ کے بعد سے اُن کی نسل بصرہ میں ہے۔

حضرت سمرہ بن جنادہ رضؓ

صحابہ میں ایک جابر یہ بھی ہیں ایک قوم نے انھیں پہلا سمرہ گمان کیا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ یہ ابوجابر سمرہ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کوفہ میں عبدالملک بن مروان کے زمانے میں قضا کی۔ سعد نے انھیں مدائن کی لڑائی میں وہاں کے بادشاہوں کی اولاد سے دو غلام دیئے تھے۔ ایک کا نام بذمیہ تھا۔ اور وہ ابوعلی بذمیہ ہیں جن سے لوگ روایت کرتے ہیں۔ دوسرے کا نام ابوزہیر تھا۔ اور یہ مطلب بن زیاد بن ابوزہیر کے دادا ہیں۔ جابر نے اُن دونوں کو آزاد کر دیا تھا۔

حضرت ابومحذورہ رضؓ

اُن کا نام سلیمان بن سمرہ ہے۔ بعضوں نے سمرہ بن معیر بن لوازن بن عریج بن سعد بن جمح بیان کیا ہے۔ اُن کی ماں خزاعیہ تھیں۔ یہ سمرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن تھے، اُن کو حضرت عمر رضؓ نے اذان دینے کے وقت کہا تھا کہ کیا تمھیں اپنے پیٹ کے پھٹ جانے کا خوف نہیں ہوا؟ اُن کا ایک بھائی تھا جس کا نام اُنیس بن معیر تھا، بدر کے دن کافر مارا گیا ابومحذورہ رضؓ حنین کے بعد مسلمان ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں مکہ میں اذان دینے پر مقرر کیا تھا۔ آج تک مسجد حرام کی اذان انھیں کے خاندان میں ہے۔

۵۹ھ میں وفات پائی۔

حضرت رافع بن خدیج رضؓ

انصار کے قبیلۂ اوس سے ہیں۔ ابو عبداللہ کنیت کرتے ہیں۔ اُحد اور خندق کی لڑائیوں میں شریک تھے۔ یہ اپنی مونچھ کو خوب صاف کرتے تھے کہ مونڈی ہوئی معلوم ہوتی۔ اور داڑھی بڑھاتے تھے۔ اور زرد خضاب اس میں لگاتے تھے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے زمانے میں ان کو زخم ہوا تھا۔ اس کے پھوٹ جانے سے انھوں نے ۷۳ھ میں وفات پائی۔ عمر چھیاسی برس کی تھی۔ اُن کے بھائی رفاعہ بن خدیج صحابی تھے۔ اُن کے چچا ظہیر بن رافع اور اُن کا بیٹا اُسید بن ظہیر دونوں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے روایت کرتے ہیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضؓ

یہ جابر بن عبداللہ بن عمر ہیں۔ اُن کے باپ اُحد کی لڑائی میں مقتول ہوئے۔ جابر اپنی کنیت ابوعبداللہ کیا کرتے تھے۔ عقبہ میں انصار کے ستّر آدمیوں کے ساتھ یہ بھی شریک تھے۔ اور سب سے چھوٹے تھے۔

بعض روایتوں میں اُن سے روایت ہے کہ کنت منیح اصحابی یوم بدر یہ روایت سراسر غلط ہے۔ کیونکہ اصحاب سیر اس بات پر متفق ہیں کہ یہ بدر کی لڑائی میں شریک نہیں ہوئے۔ مدینہ میں ۷۸ھ میں وفات پائی۔ عمر چورانوے برس کی تھی۔ اور آخیر عمر میں نابینا ہوگئے تھے۔

حضرت ابان بن عثمان رضؓ نے جو والی مدینہ تھے ان کی نماز جنازہ پڑھائی مدینہ کے صحابیوں میں یہ سب سے پیچھے فوت ہوتے ہیں۔ اُن کے دو بیٹے تھے

ایک کا نام عبدالرحمٰن تھا اور دوسرے کا محمّد ان دونوں سے حدیث روایت کی جاتی ہے۔ مگر دونوں حدیث میں ضعیف شمار ہوتے ہیں۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ

یہ دوسرے صحابی ہیں۔ یہ بہت ہی کم حدیثیں روایت کرتے ہیں۔

حضرت انس بن مالکؓ

یہ انصاری ہیں۔ ان کی ماں اُمّ سلیم بنت ملحان ہیں جو ابو طلحہؓ کی بی بی تھیں اُن کے بھائی براء بن مالک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے حدیثیں روایت کرتے ہیں، حضرت انسؓ کی ماں اُن کو جس وقت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم مدینہ تشریف لائے تھے آپ کی خدمت میں لے آئی تھیں۔ اُس وقت اُن کی عمر آٹھ برس کی تھی۔ اُس وقت سے اُنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی وفات کے وقت تک خدمت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کے لئے دُعا کی تھی اور فرمایا تھا۔

"اے اللہ اس کو مال واولاد دے اور اُن میں برکت دے"

انسؓ کا بیان ہے کہ میں انصار میں سبھوں سے مال اور اولاد میں بڑھا ہوا ہوں۔ اور مجھے خبر دی گئی ہے کہ حجاج کے بصرہ آنے کے وقت تک اُن کی اولاد سے کچھ اُوپر ایک سو بیس مرد وہاں آئے۔

حمازی کا بیان ہے کہ بصرہ والوں میں سے تین آدمی ایسے ہوئے ہیں جنھوں نے مرنے سے پہلے ایک سو صُلبی اولاد دیکھی ہیں، ایک خلیفہ بن بدر دوسرے ابو بجرہ۔ تیسرے انس بن مالکؓ۔ انس کی عمر بہت ہوئی۔ بصرہ کے صحابیوں میں سے انھوں نے سب سے پیچھے قضا کی ہے۔ اُن کی وفات ۹۱ھ میں ہوئی اور بعض نے حجاج کے مرنے سے دو برس پہلے ۹۳ھ

بتایا ہے انس کی اولاد سے نضر، عبداللہ، موسیٰ اور مالک حدیثیں روایت کرتے ہیں۔ محمد بن سیرین انس رضؓ کے غلام تھے، سیرین کے باپ نے انہیں مکاتب بنایا تھا۔ انہی کے بارے میں کسی شاعر نے کہا ہے۔

بابی الجواب فما یراجع ھیبتہ فالسائلون نواکس الاذقان

ہدی التقی وعز سلطان التقی

فہو المطاع ولیس واسلطان

حضرت عمران بن حصین خزاعی رضؓ

یہ ابو نجید کنیت کیا کرتے تھے قدیم الاسلام تھے بمعاویہؓ کی خلافت میں بمقام بصرہ ۵۲ھ میں انتقال کیا۔

حضرت اُمامہ باہلی

یہ صدی بن عجلان ہیں۔ حضرت علیؓ کے ساتھ معرکہ صفین میں شریک تھے شام میں سکونت اختیار کی تھی۔ صحابہ میں سبھوں سے پیچھے وفات پائی ہے ۸۶ھ میں اُن کا انتقال ہوا ہے۔ اُن کی عمر اکیانوے ۹۱ برس کی تھی۔ وہ اپنی داڑھی زرد رنگ میں رنگا کرتے تھے۔ اُن کے سوا انصار میں اُبو امامہ اسعد بن زرارہ اور ابو امامہ حارثی ثعلبہ بن سہل بھی ہیں۔

حضرت عکراش بن ذویب رضؓ

یہ بنی تمیم کے قبیلہ نزال بن مرہ بن عبید سے تھے۔ ان کو اپنے مالوں کی زکوٰۃ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجتا تھا۔ واقعہ جمل میں یہ حضرت عائشہ رضؓ کے شریک تھے، یہ جب اس واقعہ سے قریب المرگ یا زخمی بلائے گئے تو احنف نے جو اُن کے گروہ سے تھے کہا، یہ ابھی مرنا چاہتے ہیں اور اُن کی ناک پر بہت زور سے مارا۔

یہ اس کے بعد سو برس تک زندہ رہے۔ اور زخم بھی رہا۔ یہ ابوالصہباء کنیت کیا کرتے تھے، اُن کی اولاد عبداللہ، عبیداللہ اور عبدالسلام تھی۔ یہی عبیداللہ اپنے باپ سے رجب وہ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے، یہ حدیث روایت کرتے ہیں۔

" یہ اُونٹ زمین میں سوتے ہیں اور یہ کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا تناول کیا ہے۔ اور انہی کے بارے میں ابوالنضر مولیٰ عبدالاعلیٰ نے یہ اشعار کہے ہیں۔

قل لسوّار اذا ما جئتہ وابن علاثہ

جب تم سوّار اور ابن علاثہ کے پاس جاؤ تو اُس سے کہنا

زاد فی الصبح عبیداللہ اوتاد ثلاثہ

صبح کے وقت عبیداللہ نے تین میخ اور زیادہ کر دیئے

عبیداللہ کی ذریّت بصرہ میں ہے۔ اُنھیں کا قول ہے۔

زمن خوّون ووارث شغون فلا تأمن الخؤن

زمانے خائن ہیں اور وارث منتظر ہیں، اب تم کو لازم ہے کہ خائنوں سے بچے رہو۔

وکن وارث الشغون

اور منتظر وارث بنو

حضرت حکیم بن حزام رض

یہ حکیم بن حزام بن خویلد بن اسد، زبیر بن عوام رض کے چچا زاد بھائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی خدیجہ رض بنت خویلد کے بھتیجے ہیں۔ اُن کا بیان ہے کہ سال فیل سے ۱۳ برس پہلے میں پیدا ہوا تھا۔ اور

جب حضرت عبدالمطلب رضؓ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو ان کے نام پر نذر قبول ہونے کے وقت ذبح کرنا چاہا تھا، اس وقت میں سمجھدار تھا یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے پانچ برس پہلے کا ہے، یہ فجار کی لڑائی میں اپنے باپ کے ساتھ شریک تھے۔ اور اسی واقعہ میں ان کے باپ حزام مقتول ہوئے۔ یہ اپنی کنیت ابو خالد کیا کرتے تھے۔ فتح مکہ کے روز مسلمان ہوئے تھے۔ اور اسی روز ان کے بیٹے بھی اسلام لائے تھے، اور وہ ہشام، خالد اور عبداللہ ہیں۔ اور سبھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت پائی ہے۔ اور روایت بھی کرتے ہیں۔

حکیم بن حزام اسلام کے قبل ساٹھ برس زندہ رہے اور اسی قدر یہ اسلام میں یہ مولفۃ القلوب میں سے تھے۔ اس کے بعد اسلام میں مضبوط ہو گئے، مدینہ میں ۵۴ھ میں انتقال کیا۔ انھوں نے اپنا گھر ساٹھ ہزار دینار میں حضرت معاویہ رضؓ کے ہاتھ بیچا تھا۔ اس پر لوگوں نے ان کو کہا کہ معاویہؓ نے تم کو ٹھگ لیا۔ انھوں نے کہا۔

"واللہ میں نے اس گھر کو جاہلیت کے زمانے میں صرف ایک مشکیزہ شراب کے بدلے میں لے لیا تھا، تم لوگ گواہ رہو کہ اس کو خدا کی راہ میں دے دیا۔ اب تم لوگ خیال کرو کہ کون گھاٹے میں رہا۔"

حضرت حویطب بن عبدالعزیٰ رضؓ

یہ بنی عامر بن لوئی کے قبیلہ سے تھے۔

ان کی عمر بھی ایک سو برس کی تھی[۱۲۰]۔ ساٹھ برس زمانہ جاہلیت میں اور ساٹھ برس اسلام میں۔ بزمانہ خلافت معاویہؓ مدینہ میں ۵۴ھ میں انتقال کیا۔ اُن کی ذریت باقی ہے۔ انھوں نے اپنا گھر معاویہؓ کے ہاتھوں چالیس

ہزار دینار میں بیچا تھا۔ حضرت معاویہ رضؓ نے اُن سے کہا،" چالیس ہزار دینار" انھوں نے کہا جو شخص پانچ شخصوں کا متکفل ہو اس کے لئے چالیس ہزار کیا حقیقت رکھتا ہے؟ یہ مؤلفۃ القلوب میں سے تھے اس کے بعد پکے مسلمان ہو گئے۔

حضرت حسّان بن ثابت رضؓ

یہ انصاری تھے۔ اپنی کنیت ابوالولید کیا کرتے تھے، ان کی ماں فریعہ بنی خزرج کے قبیلہ سے تھیں، قدیم الاسلام تھے۔ مگر کسی لڑائی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ شریک نہیں ہوئے، کیونکہ نامرد تھے، اُن کی پیشانی میں بال تھے۔ جن کو دونوں آنکھوں کے درمیان چھوڑے رہتے تھے اپنی زبان سے ناک کے سر کو چھو لیتے تھے۔ ساٹھ برس جاہلیّت کے زمانہ میں زندہ رہے اور اسی قدر اسلام میں۔

ماریہ قبطیہ، ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی ماں کی بہن شیرین سے اُن کا لڑکا عبدالرحمٰن تھا، وہ عبدالرحمٰن شاعر تھے۔ اُن کا لڑکا سعید تھا۔ اُن کی ذرّیت باقی نہیں رہی۔ اوس بن ثابت اور ابی ثابت اُن کے دو بھائی تھے۔ اوس کا بیٹا اشداد تھا، جس سے لوگ حدیث روایت کیا کرتے تھے۔ اشداد میں فلسطین میں ۵۳ھ میں انتقال کیا۔ اُن کی ذرّیت بیت المقدس میں ہے۔ منجملہ اُن کے یعلیٰ بن شداد ہیں، یہ ثقہ ہیں ان سے لوگ روایت کرتے ہیں، ابی بن ثابت، ابی شیخ کے نام سے مشہور تھے۔ بیر معونہ کے دن مقتول ہوئے۔ اُن کے کوئی اولاد نہ تھی۔

واقدی کا بیان ہے کہ اس طبقہ کے معمّر لوگوں سے جنھوں نے ۵۴ھ میں انتقال کیا سعید بن بربرہ ابو ہود تھے، جن کی عمر ایک سو بیس برس کی تھی۔

اور مخرمہ بن نوفل، جن کی عمر ایک سو پندرہ برس کی تھی۔

حضرت عدی بن حاتم طائی رضؓ

ابوطریف اپنی کنیت کیا کرتے تھے، بہت لمبے تھے، جب گھوڑے پر سوار ہوتے تو اُن کے پیر زمین سے لگ جاتے تھے۔ یہ حضرت عمرؓ کے پاس آئے۔ جب انھوں نے کچھ بے التفاتی کی۔ تو انھوں نے اُن سے کہا! "مجھے تم پہچانتے نہیں ہو؟" انھوں نے کہا۔ میں تمھیں خوب پہچانتا ہوں جب لوگ کافر تھے اس وقت تم ایمان لائے تھے۔ جب لوگ نہ جانتے تھے اس وقت تم نے جانا تھا، جب لوگوں نے عہد شکنی کی تھی اس وقت تم نے عہد کو پورا کیا تھا۔ جب لوگ اعراض کرتے تھے اس وقت تم متوجہ تھے، انھوں نے کہا۔ بس کیجئے امیرالمومنین بس کیجئے۔

حضرت علی رضؓ کے ساتھ جمل کی لڑائی میں شریک تھے، اسی میں اُن کی آنکھ پھوٹ گئی تھی اور محمد اُن کا لڑکا مارا گیا تھا۔ اور دوسرا لڑکا خارجیوں کے ساتھ۔ صفین کی لڑائی میں بھی حضرت علی رضؓ کے ساتھ شریک تھے، مختار کے زمانے میں ایک سو بیس برس کی عمر میں انھوں نے انتقال کیا۔ وصیت کیا تھا کہ مختار میرے جنازہ کی نماز نہ پڑھائے۔ ان کی ذریت صرف دو بیٹوں اسدہ اور عمرہ سے باقی ہے۔

حاتم طائی کی ذریت عبداللہ بن حاتم کے سلسلہ سے جاری ہے اور وہ لوگ نہر کربلا میں مقیم ہیں۔

حضرت عمرو بن مسیح طائی

یہ وفد (ڈپوٹیشن) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے، انھیں کے بارے میں امرءالقیس کا یہ شعر ہے۔

رب رام من بنی ثعل
مخرج کفیہ من سترہ

بنی ثعل کے بعض تیر انداز ایسے ہیں کہ وہ اپنے ہاتھوں کو پردہ سے نکالتے ہیں

ایک سو پچاس برس زندہ رہے ہیں۔ مجھے یہ نہ معلوم ہو سکا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے انھوں نے انتقال کیا یا آپ کے بعد۔

حضرت نوفل بن معاویہ رض

یہ نوفل بن معاویہ بن عمرو دیلی ہیں۔ اُن کے باپ معاویہ فجار کے دن بنی دیل کے مددگار تھے۔ اُنھیں کے بارے میں ؎ دو تا لط شرا نے کہا ہے۔

حضرت ولا عامر ولا النفاثی نوفل رض

اُن کے بیٹے اسلم بن نوفل اچھے عربی تھے نوفل کی عمر ساٹھ برس جاہلیت میں گذری اور ساٹھ برس اسلام، غزوۂ خندق کے بعد یہ مسلمان ہوئے تھے، انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی حدیثیں روایت کی ہیں۔ مدینہ میں خلافت یزید بن معاویہ میں انتقال کیا۔

حضرت عوف بن مالک اشجعی رض

غزوۂ حنین میں یہ اسلام لائے اور اس میں شریک تھے۔ فتح مکہ کے دن یہ اشجع کے علمبردار تھے، حضرت ابوبکر رض کے زمانہ میں یہ شام چلے گئے تھے۔ اور حمص میں مقیم ہوئے، شروع خلافت عبدالملک تک زندہ تھے ۷۳ھ میں انتقال کیا۔ ابو عمر اپنی کنیت کیا کرتے تھے۔

حضرت مالک بن عوف نصری رضؓ

خاندان نصر بن معاویہ بن بکر ہوازن سے تھے

حنین کی لڑائی میں مشرکوں کے سردار تھے، اس کے بعد اسلام لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اپنی قوم کا عامل بنایا تھا اور اُن کو سَو اُونٹ عنایت فرمائے تھے۔ یہ مؤلفۃ القلوب سے تھے، ان کی ذریت باقی ہے۔

حضرت حارث بن عوف رضؓ

یہ قبیلہ بنی مرہ بن نشبہ سے تھے، ابو اسماء کنیت کیا کرتے تھے واحس کی لڑائی میں بار برداری کا کام ان کے سپرد تھا، احزاب کی لڑائی میں یہ بھی مشرکوں کے سردار تھے۔ اس کے بعد مسلمان ہوئے اور اسلام میں پکے ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے ساتھ ایک انصاری کر دیا تھا کہ اُن کے پڑوس کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دے، لیکن ان لوگوں نے انصاری کو قتل کر دیا۔ اس کا فدیہ انھوں نے ستّر اُونٹ آپ کی خدمت میں بھیجدیا۔ آپ نے وہ تمام اُونٹ اُن کے وارثوں کو دیدیئے، اُن کی ذرّیت باقی ہے۔

حضرت مُعیقیب رضؓ

یہ معیقیب بن ابی فاطمہ دوسی خاندان ازد سے ہیں۔ شروع ہی میں مکّہ میں مسلمان ہوئے تھے۔ پھر ہجرت کر کے ملک حبش چلے گئے تھے، بعضوں کا بیان ہے کہ وطن لوٹ گئے۔ پھر ابو موسٰی اور اشعریوں کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حنین میں حاضر ہوئے، خیبر کی لڑائی میں شریک تھے، عثمان رضؓ کی خلافت تک زندہ رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مُہر کی خدمت پر مقرر تھے حضرت عمر بن خطاب رضؓ کے کاتب تھے اور بیت المال کے خزانچی،

اُن کو جذام کا مرض تھا۔

خارجہ بن زید کا بیان ہے کہ یہ حضرت عمرؓ کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے اُن سے کہا۔ اپنے نزدیک سے کھاؤ کیونکہ جو بیماری تم کو ہے اگر دوسرے کو ہوتی تو میں اس سے بات بھی ایک نیزہ کے فاصلہ سے کرتا۔

حضرت خباب بن ارتؓ

قبیلۂ سعد بن زید کے خاندان مناۃ بن تمیم سے ہیں، ابو عبداللہ اپنی کنیت کیا کرتے تھے۔ یہ قید ہو گئے تھے اور مکّہ میں بیچے گئے۔ اُمّ انمار اُمّ سباع خزاعیہ حلیف بن زہرہ نے خرید کر آزاد کر دیا تھا۔

بعضوں کا بیان ہے کہ اُمّ جناب اور اُمّ سباع بن عبدالعزّیٰ ایک ہی عورت کا نام ہے، مکہ میں عورتوں کا ختنہ کیا کرتی تھیں۔ حمزہ بن عبدالمطلب نے سباع بن عبدالعزّیٰ سے جن کی ماں اُمّ انمار تھیں۔ کہا، یہاں آؤ اے بیٹے مقطعۃ البظور کے، چونکہ ام انمار نے ان کو آزاد کر دیا تھا اس وجہ سے یہ سباع کے خاندان کی طرف منسوب ہوتے۔ اور بنی زہرہ کے حلیف ہونے کا دعویٰ کیا۔ فقیہ تھے اُن کی پشت پر سفید داغ تھے (برص)، خارجیوں نے عبداللہ بن جناب اور اُن کے بیٹے کو قتل کر دیا تھا، اُن کی لونڈی کا پیٹ چاک کر دیا تھا، وہ اس وقت ایک گاؤں میں مسکن گزین تھے۔ انھیں سببوں سے اُنھوں نے اُن سے لڑائی کرنے کو جائز قرار دیا۔

واقدی کا بیان ہے کہ جناب اپنی کنیت ابو عبداللہ کیا کرتے تھے۔ کوفہ میں ۳۷ھ میں انتقال کیا۔ اُن کی عمر تریسٹھ برس کی تھی۔ یا تہتّر برس

کی۔ یہ پہلے شخص تھے جن کو حضرت علی رضؓ نے کوفہ میں دفن کیا تھا۔ صفین سے واپس آکر حضرت علی رضؓ نے اُن کے جنازہ کی نماز پڑھائی تھی۔ اُن کی ذریت باقی ہے۔

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضؓ

ابوالیقظان کا بیان ہے کہ یہ عبیداللہ بن حمید بن زہیر بن حارث بن اسود بن عبدالمطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی کے غلام اور مکاتب تھے۔ مکہ کی فتح کے دن کتابت کا روپیہ ادا کردیا تھا، یہ ازد کے کسی قبیلہ سے تھے جن کو نمر کہتے ہیں۔

عبیداللہ بن حمید بدر کی لڑائی میں حضرت علی رضؓ کے ہاتھ سے مقتول ہوا۔

واقدی کا بیان ہے کہ یہ قبیلۂ لخم سے تھے جو بنی اسد عبدالعزیٰ کے حلیف تھے، ابومحمد کنیت کیا کرتے تھے۔ مدینہ میں ۳۰ھ میں انتقال کیا، کوزہ پشت، داڑھی ہلکی اور بدن کے بیڈول تھے۔

دوسروں کا بیان ہے کہ یہ تاجر تھے، غلہ وغیرہ بیچا کرتے تھے انتقال کے وقت چار ہزار دینار اور درہم وغیرہ چھوڑ گئے تھے۔ سعد بن خولی اُن کا آقائے نعمت تھا، بدر اور اُحد کی لڑائیوں میں شریک تھے اور اُحد کی لڑائی میں شہید ہوئے۔

اُن کا لڑکا عبدالرحمٰن بن حاطب اُن سے حدیث روایت کرتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پیدا ہوا تھا۔ حضرت عمر رضؓ سے حدیث روایت کرتا ہے۔ ۶۸ھ میں مدینہ میں انتقال کیا۔ ثقہ اور قلیل الحدیث، یعنی کم حدیثیں روایت کرنے والے تھے۔

☆

حضرت ولید بن عقبہ رضؓ

ابوالیقظان نے اُن کا نسب اس طرح بیان کیا ہے۔ ولید بن عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو ابن امیّہ بن عبد شمس، ابو عمرو غلام تھے۔ اُن کا ذکوان ہے، اُمیّہ نے اپنا بیٹا بنایا تھا اور ابو عمرو کنیت رکھی تھی۔ اُمیّہ کے مرنے کے بعد اسکی بی بی ام الاعیاص آمنہ بنت ابان سے عقد کر لیا تھا، ولید اپنی کنیت ابو وہیب کیا کرتے تھے یہ حضرت عثمان رضؓ کی ماں کی طرف سے سوتیلے بھائی تھے، جن کا نام اردی بنت کریز رضؓ تھا فتح مکّہ کے دن یہ مسلمان ہوئے تھے۔

رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُن کو بنی المصطلق کے پاس زکوٰۃ لانے کو بھیجا تھا، اُنھوں نے جھوٹ آکر کہہ دیا کہ انھوں نے نہیں دی، آپنے اُن کو سلام کہلا بھیجا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی :-

یاایّھا الّذین اٰمنوا ان جاءکم فاسق بنبأ فتبیّنوا

اے مومنو! اگر فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لائے تو تم کو چاہیئے کہ اسکی تحقیق کرو۔

حضرت علی رضؓ اور اُن کے درمیان کچھ جھگڑا واقع ہوا تو انھوں نے کہا: "میں تم سے زیادہ فوج کا پھیر دینے والا اور جواں مرد طاقت ور کے سر کا مارنے والا ہوں"۔

اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

افمن کان مومنا کمن کان فاسقا

کیا مومن اور فاسق برابر ہو سکتے ہیں؟

ابن کلبی کا بیان ہے کہ اُمیّہ بن عبد شمس ایک مرتبہ ملک شام گئے۔ وہاں ایک یہودیہ سافن سے ہم بستر ہوئے جس کا نام قرناء تھا اور اُس کا

شوہر صفوریہ کا رہنے والا ایک یہودی تھا۔ اُس سے اُن کا لڑکا ذکوان پیدا ہوا انہوں نے دعویٰ کر کے اپنا بیٹا بنایا اُس کی کنیت ابُو عمر رکھی اور مکہؔ لے آئے۔ اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلمؐ نے عقبہ کو اس کے قتل کے وقت فرمایا تھا کہ تو صفوریہ کا رہنے والا یہودی ہے۔

حضرت عمر رضؓ نے ولید رضؓ کو بنی تغلب کی زکوٰۃ پر مقرر فرمایا تھا حضرت عثمان رضؓ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ کے بعد کوفہ کا حاکم بنایا تھا۔ وہاں انہوں نے نشہ کی حالت میں نماز پڑھائی اور کہا میں تم کو زیادہ دوں گا۔ لوگوں نے حضرت عثمان رضؓ کے یہاں اُن کے شراب پینے کی گواہی دی۔ حضرت عثمان رضؓ نے مرف معزول کر دیا۔ حضرت علی رضؓ کی بیعت کے زمانے تک برابر مدینہ میں رہے۔ پھر رقہ چلے گئے۔ حضرت علی رضؓ اور حضرت معاویہ رضؓ دونوں سے علیٰحدہ رہے۔ رقہ کے اطراف میں انتقال کیا۔ اُن کی قبر بلیخ میں ہے، اُن کی اولاد کوفہ اور رقہ میں ہے، منجملہ اُن کے محمّد بن عمرو ولید بن عقبہ ہیں۔ اُن کا لقب ذوالشامہ ہے، زندیق مشہور تھے۔

اُن کے بھائی حضرت عمارہ بن عقبہ رضؓ فتح مکہؔ کے دن ایمان لائے تھے اُن کی اولاد سے مدرک بن عمارہ ہیں۔ جن سے اسمٰعیل بن ابی خالد روایت کرتے ہیں۔

اور ان کے بھائی خالد بن عقبہ رضؓ سبھوں میں سردار تھے فتح مکہؔ کے دن مسلمان ہوئے تھے۔ بنو اُمیہؔ کے قبیلہ سے یہ حسن بن علی رضؓ کے جنازہ میں شریک تھے۔

حضرت عبداللہ بن عامر رضؓ

ابو الیقظان ان کا سلسلۂ نسب اس طرح بیان کرتے ہیں۔ عبداللہ

بن عامر بن کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس۔ اُن کے باپ عامر بن کریز فتح مکّہ کے دن مسلمان ہوئے تھے، حضرت عثمان رض کی خلافت تک مکّہ ہی میں رہے۔ پھر اپنے عامر کے پاس بصرہ چلے گئے۔ وہ وہاں حضرت عثمان رض کی طرف سے گورنر تھے۔ عامر کی ماں بیضاء بنت عبد المطلب رض تھیں[۱]

یہ کمزور تھے۔ اُن کو لوگ عبد المطلب کے پاس لائے تو انھوں نے ہاتھ پھیر کر کہا۔

"ہاشم کی ہڈیوں کی قسم بنی عبد مناف میں اس سے بڑھ کر کوئی لڑکا نہیں"۔

حضرت عبد اللہ بن عامر کو اُن کے والد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں لے آئے، آپ نے چھوہارے اپنے دہن مبارک سے کچل کر اُن کو چٹا دیئے اور جب جمائی لی تو آپ نے لعاب دہن اُن کے منہ میں دے دیا یہ نگل گئے۔ آپ نے فرمایا یہ پرہیزگار ہو گئے۔ اپنی کنیت ابو عبد الرحمٰن کیا کرتے تھے۔

انھوں نے تمام فارس، خراسان، سیستان اور کابل فتح کیا۔ بناج نامی ایک دیہات بسایا اور اس میں درخت لگائے، اسی وجہ سے بناج ابن عامر مشہور ہے۔ دو دیہات اور بسائے اس میں درخت لگائے، نہریں جاری کیں جو عیون ابن عامر کے نام سے مشہور ہیں۔ بناج اور ان نہروں کے درمیان

---

[۱] جناب بیضاء حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی حقیقی پھوپھی تھیں اسی رشتہ سے حضرت عبد اللہ بن عامر کے والد حضور اکرم کے پھوپھی زاد بھائی ہوتے۔ حضرت ابن عامر کے بیٹے عبد الرحمٰن حضرت حسین رض کے بہنوئی تھے، سیدہ خدیجہ بنت علی مرتضیٰ رض عبد الرحمٰن بن عبد اللہ بن عامر سے بیاہی تھیں (جمہرۃ الانساب ص ۶۸)

ایک رات کی مسافت ہے۔ مدینہ کے راستہ میں تالاب کھدوائے، پھر سمینہ کھدوایا۔ قباء کے قریب ایک محل بنوایا، اس میں حبشیوں کو کام کرنے کے لئے مقرر کیا۔ لیکن جب وہ مر گئے تو چھوڑ دیا۔ عرفات میں بہت سے حوض بنوائے چھوہارے کے درخت لگائے، بصرہ میں دو نہر بھی تیار کرائیں ایک بازار میں، دوسری جو اُمّ عبداللہ کے نام سے مشہور ہے۔ اُمّ عبداللہ اُن کی ماں تھیں اُن کا نام دجاجہ بنت اسماء بن صلت سلیمی ہے۔ بصرہ میں اُمّ عبداللہ کا حوض اُنہی کی طرف منسوب ہے۔ اُنھوں نے بصرہ میں انتقال کیا۔

حضرت عبداللہ بن عامر نے ابلہ کی نہر بھی کھدوادی تھی، کہا کرتے تھے کہ اگر یہ نہر پوری ہو جاتی تو عورت اپنی سواری پر نکلتی اور مکہ تک اُس کو ہر روز بازار اور نہر ملا کرتے۔ مکہ میں اُن کا انتقال ہوا۔ عرفات میں مدفون ہوئے اُن کی ذریت بہت ہے۔ اُن کا انتقال معاویہؓ کے ایک سال قبل ۵۹ھ میں ہوا۔

مجھے یہ خبر ملی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف ایک حدیث روایت کی ہے۔

"جو شخص اپنے مال کی وجہ سے مارا جاوے وہ شہید ہے"۔

اپنا وصی عبداللہ بن زبیرؓ کو بنایا۔ اُن کی وفات کے وقت ابن عمرؓ آئے تو لوگوں نے عرفات میں حوض وغیرہ بنوانے کی وجہ سے اُن کی تعریف کی ابن عمرؓ نے کہا جب مزدوری پاک ہوتی ہے تو خرچ بھی حلال ہوتا ہے۔ اب تم جاتے ہو وہاں معلوم ہی ہو جائے گا۔

آل کریز کے آزاد غلام

حضرت عثمان بن عفانؓ کی ماں بنت اروی بنت کریزؓ کے غلام طویس ہیں،

اُن کا نام عبد الملک ہے، ابو عبد النعیم کنیت کیا کرتے تھے، ایک دن لوگوں نے طویس کو کنکری کی جگہ خوشبودار شکر سے جمروں کو مارتے ہوتے دیکھا، پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے، انھوں نے کہا کہ شیطان کے مجھ پر کچھ احسان ہیں اب میں اُس کو ادا کرتا ہوں۔

حضرت ذوالیدین رض

یہ عمیر بن عبد عمرو ہیں، قبیلۂ خزاعہ سے تھے، ابو محمد کنیت کیا کرتے تھے چوں کہ دونوں ہاتھوں سے برابر طور کام کر لیا کرتے تھے۔ اس وجہ سے اُن کو ذوالیدین کہتے ہیں اور ذوالشمالین بھی۔

بعضوں کا بیان ہے کہ اُن کا نام خرباق تھا اور اُن کے دونوں ہاتھ لانبے تھے۔ یہ وہی ہیں کہ جن کا حدیث میں ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں پڑھنے کے بعد بات کی تھی، پھر بقیہ نماز ادا فرمائی تھی۔ وہ ذوالشمالین نہیں ہیں جو بدر کی لڑائی میں شہید ہوئے تھے۔

حضرت ذوالبجادین رض

یہ عبد اللہ بن عبد نہم ہیں۔ اُن کا نام ذوالبجادین اس وجہ سے پڑا کہ جب یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آنے لگے تو اُن کی ماں نے اُن کی بجاد (چادر) کو دو ٹکڑے کر کے دیا، کہ ایک ٹکڑے کا چادر بناؤ اور دوسرے کا تہبند۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں انتقال کر گئے۔

حضرت ابو عُمیر مولیٰ ابی اللحم غفاری رض

ابو اللحم کے آزاد غلام تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ ابو اللحم چونکہ بتوں پر چڑھاتے ہوئے جانوروں کا گوشت نہیں کھاتے تھے۔ اس وجہ سے اُن کا نام ابو اللحم پڑا۔

عمیر کا بیان ہے کہ حنین کی لڑائی میں میں شریک تھا اور غلام تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک تلوار اور کچھ اسباب خانہ داری عنایت کئے تھے اور غنیمت میں میرا حصہ مقرر نہیں فرمایا تھا۔

حضرت جہجاہ غفاری رضؓ

یہ سعید غفاری رضؓ کے بیٹے ہیں، فقراء مہاجرین میں سے تھے۔ حضرت عمر رضؓ کی مزدوری کیا کرتے تھے، حضرت عثمان رضؓ کی لاٹھی کو اپنے گھٹنے پر رکھ کر توڑ ڈالا تھا۔ جس کی وجہ سے اُن کے گھٹنے پر زخم ہوگیا تھا۔

جب یہ مسلمان نہیں ہوئے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت کھانا کھا گئے تھے۔ پھر مسلمان ہونے کے بعد کھایا تو کم کھایا، آپ نے فرمایا کہ مسلمان ایک آنت سے کھاتا ہے اور کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے۔

حضرت سلمہ بن اکوع رضؓ

ابوایاس کنیت کیا کرتے تھے، یہ تیرانداز تھے۔ سنہ ۷۴ھ میں انتقال کیا، اُن کی عمر اسّی برس کی تھی۔

اُن کے بھائی اہبان بن اکوع سے بھیڑیئے نے بات کی تھی، واقدی کا بیان ہے کہ جن سے بھیڑیئے نے بات کی تھی وہ اہبان بن اوس اسلمی تھے اہبان مسلمان ہوگئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیضیاب ہوئے۔ کوفہ میں سکونت اختیار کی تھی۔ معاویہ رضؓ کی خلافت میں اُنھوں نے انتقال کیا۔

ایاس بن سلمہ ان کے بیٹے ابوبکر کنیت کیا کرتے تھے۔ مدینہ میں سنہ ۱۱۰ھ میں انتقال کیا۔ عمر ستّر برس کی تھی۔

★

حضرت شرجیل بن حسنہ رضؓ

اپنی ماں کی طرف منسوب ہیں، ان کے والد عبداللہ بن مطاع بن عمر یمن کے رہنے والے بنی زہرہ کے حلیف تھے۔ ابوعبداللہ اپنی کنیت کیا کرتے تھے۔ عمواس کے طاعون ہیں شام میں ۱۸ھ میں انتقال کیا۔ اُن کی عمر چونسٹھ برس کی تھی۔

حضرت عبداللہ بُحینہ رضؓ

اپنی ماں۔ بُحینہ بنت حارث بن مطلب کی طرف منسوب ہیں۔ اُن کے باپ مالک قبیلہ ازد سے تھے۔

حضرت خفاف بن نُدبہ رضؓ

اپنی ماں کی طرف منسوب ہیں اور وہ کالی تھیں، اُن کا عرب کے حبشیوں میں شمار ہے، اُن کے باپ عُمیر بن حارث بن شرید سلمی ہیں، شاعر تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فتح مکہ کی لڑائی میں شریک تھے، اور بنی سلیم کے علمبردار تھے، حضرت عمر رضؓ کے زمانہ تک زندہ رہے۔

حضرت ابولُبابہ انصاری رضؓ

لُبابہ اُن کی لڑکی تھی، اسی کے ساتھ کنیت کیا کرتے تھے، جن کا عقد زید بن خطاب سے ہوا تھا۔ اُن سے بشیر بن منذر پیدا ہوئے تھے۔

بعضوں نے رفاعہ بن منذر بیان کیا ہے۔ ابولُبابہ کا انتقال حضرت عثمان رضؓ کے بعد ہوا ہے اور بعضوں کا بیان ہے حضرت علی رضؓ کے قبل۔ اُن کی ذرّیت اُن کے بیٹے سائب سے باقی ہے۔

حضرت براء بن عازب انصاری رضؓ

یہ ابی بردہ بن نیاز کے بھانجے تھے، ان کا نام ہانی ہے

قبیلہ قضاعہ سے تھے، ابی بردہ کی اولاد باقی ہے، براء کے ۲ دو بیٹے تھے جن سے روایت کی جاتی ہے۔ یزید بن براء اور سوید بن براء، سوید عمان کے حاکم تھے اور اچھے حاکم تھے۔

حضرت عاصم بن عدی رضؓ

یہ قبیلہ عجلان کے خاندان قضاعہ سے تھے۔ ایک سو پندرہ برس کی عمر میں خلافت معاویہ میں انتقال کیا۔ اُن کے بھائی معن بن عدی تھے۔ اُن کی اولاد باقی ہے۔ یمامہ کی لڑائی میں شہید ہوئے۔

اُن کی اولاد سے ابوالبداح بن عاصم بن عدی عجلانی، علیہ لقب اور ابوعمر کنیت کیا کرتے تھے۔ اُن سے حدیث روایت کی جاتی ہے۔ ۱۱۷ھ میں انتقال کیا۔ عمر چوراسی برس تھی۔

حضرت ابُوعبس بن جبیر رضؓ

ان کا نام عبدالرحمٰن تھا، قبیلۂ خزرج سے تھے۔ قبل اسلام کے عربی زبان میں لکھا کرتے تھے۔ ۳۴ھ میں انتقال کیا۔ بقیع میں مدفون ہوئے، مہندی کا خضاب کیا کرتے تھے۔ اُن کی اولاد مدینہ میں بہت ہے اور کچھ بغداد میں ہے۔

حضرت خوات بن جبیر بن نعمان رضؓ

قبیلۂ خزرج سے تھے ابوصالح کنیت کیا کرتے تھے۔ مدینہ میں ۴۰ھ میں انتقال کیا۔ اُن کی اولاد باقی ہے، اُن کے بھائی عبداللہ بن جبیر اُحد کی لڑائی میں تیر پھینکنے والوں کے سردار تھے اسی دن شہید ہوئے اُن کی اولاد باقی نہیں رہی۔

★

حضرت ابوالیسر رض

نام کعب بن عمرو ہے، انصاری تھے، ناٹے اور توندوالے تھے۔ یہ حضرت عباس بن عبدالمطلب کو بدر کی لڑائی میں قید کرکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے تھے۔ معاویہ رض کی خلافت میں ۵۵ھ میں انتقال کیا اُن کی اولاد مدینہ میں ہے۔

حضرت ابومرثد غنوی رض

ان کا نام کناز بن حصین ہے۔ قبیلۂ غنی سے تھے۔ حمزہ بن عبدالمطلب رض کے ہمسن تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے اور عُبادہ بن صامت کے اور ان کے بیٹے مرثد اور عُبادہ بن صامت کے بھائی کے درمیان بھائی چارہ کرایا تھا۔ یہ بہت لمبے تھے، اور اُن کے سر میں بہت بال تھے۔ حضرت ابوبکر رض کے زمانے میں ۱۲ھ میں انتقال کیا، اُن کی عمر تریسٹھ برس تھی۔ اُن کے بیٹے مرثد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں رجیع کی لڑائی میں شہید ہوئے۔ اُس وقت وہ لشکر کے سردار تھے۔

حضرت مسطح بن اثاثہ رض

یہ مسطح بن اثاثہ بن عبادہ بن مطلب بن عبد مناف تھے۔ ابو عبادہ اپنی کنیت کیا کرتے تھے۔ بدر، اُحد اور سب لڑائیوں میں شریک رہے۔ حضرت ابوبکر رض ان کو مشاہرہ دیا کرتے تھے۔ انھوں نے حضرت عائشہ رض کو صفوان کے ساتھ تہمت لگائی تھی۔

حضرت سویبط رض

یہ سویبط بن سعد بن حرملہ قبیلۂ عبدالدار بن قصی سے تھے، بدر اور اُحد کی لڑائی میں شریک تھے۔ یہ مذاق بہت کیا کرتے تھے۔ اُن کے قصہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب بہت ہنستے تھے۔

اس کا واقعہ اس طرح ہے کہ یہ ابوبکر رضؓ کے ساتھ ایک دفعہ تجارت کے لئے بصرہ گئے۔ انہی کے ساتھ نعیمان بھی تھے۔ اور یہ بدری تھے۔ نعیمان کے ساتھ کھانے پینے کی چیز بن رہا کرتی تھیں۔ اُنھوں نے اُن سے کھلانے کو مانگا۔ اُنھوں نے کہا ابوبکرؓ کو آنے دو۔" اُنھوں نے کہا۔ "دیکھو ہم تم کو پھنسائیں گے۔" وہاں پر سے کچھ لوگ جا رہے تھے۔ اُنھوں نے اُن سے کہا۔ دیکھو وہ غلام تم سے کہے گا کہ میں آزاد ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ جب وہ یہ کہے تو تم چھوڑ دو؟ اُنھوں نے کہا۔ نہیں ایسا نہیں ہوگا۔ ہم ضرور خریدیں گے۔

اُنھوں نے کہا کہ دس اونٹوں کے بدلے میں خرید و، وہ لوگ اُونٹ لے کر آئے اور نعیمان کے گلے میں رسّی باندھ دی۔ نعیمان نے کہا۔ یہ تم لوگوں سے مذاق کرتا ہے۔ میں آزاد ہوں۔ ان لوگوں نے کہا۔ ہمیں تمھاری حالت پہلے ہی سے معلوم ہے۔ اور نعیمان کو لے کر چلے گئے۔ جب ابوبکرؓ آئے اور اُن کو حالت معلوم ہوئی تو نعیمان کو اُونٹ واپس کر کے لے آئے۔ جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس یہ لوگ واپس آئے تو یہ قصّہ بیان کیا۔ آپؐ اور آپ کے اصحاب اس قصّہ کو سُن کر بہت ہنسے۔

نعیمان بھی بہت مزاح کرتے تھے۔ اُن کو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے چار دفعہ شراب پینے کی وجہ سے حد ماری تھی۔

ایک مرتبہ یہ مخرمہ بن نوفل نابینا کے پاس گئے۔ اُنھوں نے کہا کوئی آدمی مجھ کو ہاتھ پکڑ کر پیشاب کرا لاتا؟ اُنھوں نے ہاتھ پکڑا اور مسجد میں لے گئے۔ اور کہا۔ یہاں پیشاب کر دو۔ انھوں نے وہاں پر پیشاب کیا۔ لوگوں نے دیکھا تو ڈانٹا، انھوں نے کہا مجھے یہاں کون لے آیا؟ لوگوں نے کہا نعیمان، انھوں نے کہا اس لاٹھی سے ہم اس کو ضرور ماریں گے۔ جب یہ خبر نعیمان کو

ملی تو وہ اُن کے پاس آتے اور کہا تم کو نعیمان سے کچھ ضرورت ہے؟ اُنھوں نے کہا ہاں، یہ اُن کو لے کر عثمانؓ کے پاس آتے۔ حضرت عثمان رضؓ نماز پڑھ رہے تھے۔ اُنھوں نے کہا۔ یہی نعیمان ہے۔ اُنھوں نے لاٹھی ہاتھ میں لی اور ایک لاٹھی ماری۔ لوگوں نے کہا۔ یہ امیر المومنین ہیں۔ انھوں نے دریافت کیا کہ مجھے یہاں کون لے آیا؟ لوگوں نے کہا نعیمان، انھوں نے کہا اب نعیمان کے پاس میں کبھی نہیں جاؤں گا۔

حضرت وحیہ کلبی رضؓ

یہ وحیہ بن خلیفہ بن عامر بن خزرج ہیں، شروع ہی میں مسلمان ہوتے تھے، بدر کی لڑائی میں شریک نہیں تھے۔ خوبصورتی کی وجہ سے جبریل علیہ السلام سے مشابہ تھے۔ جب مدینہ میں نکلتے تو نوجوان عورتیں اُن کو دیکھنے کو نکل پڑتیں۔ حضرت معاویہ رضؓ کے زمانہ تک زندہ رہے۔

حضرت عرابہ اوسی رضؓ

یہ عرابہ اوس بن قیظی ہیں۔ جن کی تعریف شماخ نے اس شعر میں کی ہے۔

رأیت عرابة الاوسی یسمو

الی الغایات منقطع القرین

میں نے عرابہ اوسی کو انتہائی حد تک بلند مرتبہ اور بے مثل پایا

یہ اُحد کی لڑائی میں حاضر ہوئے تھے مگر چھوٹا سمجھ کر واپس کئے گئے۔

حضرت وحشی قاتل حمزہ رضؓ

یہ وحشی بن حرب ہیں۔ ابو دسمہ کنیت کیا کرتے تھے۔ یہ مکہ کے حبشی اور جبیر بن مطعم کے غلام تھے، حضرت حمزہ رضؓ کو قتل کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مسلمان ہو کر حاضر ہوئے آپؐ نے فرمایا، تم ہم سے پوشیدہ رہو

اُن کا بیان ہے کہ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو راستہ میں دیکھتا تو علیحدہ ہوجاتا یہ شام چلے گئے تھے اور حمص میں سکونت اختیار کی تھی شراب پیا کرتے تھے، اور کسم کا رنگا ہوا کپڑا پہنا کرتے تھے۔ یہ پہلے شخص ہیں جن کو شراب پینے کی علّت میں ملک شام میں حد ماری گئی تھی، ان کی اولاد شام میں ہے۔

حضرت حمل بن مالک رض

قبیلۂ ھذیل سے تھے مسلمان ہو کر اپنے وطن واپس لوٹ گئے تھے۔ پھر بصرہ آئے اور وہاں ایک مکان تعمیر کیا، وہ گھر اُن کے بعد عمر بن مہران کاتب کو ملا۔

حضرت مجالد و مجاشع رض

بیٹے مسعود کے، دونوں قبیلۂ سلیم سے تھے۔ مجالد بہت لنگڑے تھے۔ مجاشع مہاجرین سے ہیں۔ مجاشع اپنے بھائی کو بیعت کرانے کی غرض سے بعد فتح مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے۔ آپ نے فرمایا، "فتح کے بعد ہجرت نہیں ہے۔"

مجاشع کے پاس ایک گھوڑا تھا جس کا نام "دبا ء" تھا۔ جس پر وہ گھوڑ دوڑ کیا کرتے تھے۔ بعضوں کا بیان ہے کہ ایک بازی میں انھوں نے پچاس ہزار درہم جیتے تھے۔ جمل کی لڑائی میں حضرت عائشہ صدیقہ رض کے ساتھ شریک تھے۔ اسی میں مارے گئے۔ اُن کی اولاد بصرہ میں ہے۔

حضرت علقمہ بن علاثہ رض

ان سے اور عامر بن طفیل سے نا چاقی تھی، اعشی نے اسی بارے میں کہا ہے (علقم ما انت الی عامر) "اے علقمہ تو عامر کے مرتبہ کو نہیں پہونچ سکتا۔"

وفد میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے پاس لائے اور اسلام لائے۔ پھر مرتد ہو کر قیصر کے پاس چلے گئے۔ پھر واپس آئے اور مسلمان ہوئے۔ حضرت عمر رضؓ نے اُن کو حوران کا حاکم بنایا تھا۔ وہیں وفات پائی۔

حضرت لبید بن ربیعہ شاعر رضؓ

یہ لبید بن ربیعہ بن مالک بن جعفر بن کلاب ہیں۔ بنی کلاب کے وفد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہو کر اپنے وطن کو واپس چلے گئے۔ مسلمان ہونے کے بعد انھوں نے پھر شعر نہیں کہا۔ اس کے بعد یہ اور اُن کے بیٹے کوفہ آئے۔ ان کے بیٹے دیہاتوں میں چلے گئے اور یہ برابر کوفہ ہی میں رہے۔ یہاں تک کہ وہیں انتقال کیا۔ اور بنی جعفر بن کلاب کے میدان میں مدفون ہوئے۔ جس دن معاویہ رضؓ، حسن بن علی رضؓ سے صلح کے لئے نخلیہ میں ٹھہرے تھے اسی دن اُن کا انتقال ہوا۔ بعضوں کا بیان ہے کہ بعد اس کے عمر اُن کی ایک سو ستاون برس کی تھی

حضرت وافد بن منتفق رضؓ

بعضوں کا بیان ہے کہ یہ لقیط بن صبرہ ہیں۔ اور بعضوں کا بیان ہے کہ یہ لقیط بن عامر بن منتفق ہیں۔ خاندان عقیل سے تھے کنیت ابو رزین کیا کرتے تھے۔ تمام لوگوں کا اتفاق ہے کہ یہ عقیلی ہیں۔

حضرت مکنف بن زید الخیل طائی رضؓ

یہ اپنے باپ کے بڑے بیٹے تھے۔ اُن کے باپ انہی کے نام سے کنیت کیا کرتے تھے۔ مسلمان ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی صحبت میں رہے۔ ردّت کی لڑائی میں خالد بن ولید رضؓ کے ساتھ

شریک تھے۔ اسی طرح اُن کے بھائی حریث بن زید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے صحابی تھے اور ردّت کی لڑائی میں شریک تھے۔

زید خیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے اُن کا نام زید خیبر رکھ دیا۔ اور دو زمینیں اُن کے لئے علیحدہ کر دیں۔ مدینہ میں اس زمانے میں وبا تھی، جب یہ جانے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اُمّ ملدم (بخار) سے نجات نہیں پائیں گے۔ چنانچہ جب وہ اپنے شہر میں پہونچے تو انتقال کر گئے۔ حماد اور یہ مکنف کے آزاد غلام تھے۔

حضرت اشعث بن قیس رضؓ

ان کا نام معدیکرب بن قیس ہے۔ بالوں کی پراگندگی کی وجہ سے اُن کا نام اشعث پڑا۔ قبیلہ کندہ سے تھے۔ قبیلہ مراد نے اُن کے باپ کو قتل کر دیا تھا۔ یہ اپنے باپ کا بدلہ لینے چلے تو قید ہو گئے آخر تین ہزار اونٹ دینے پر رہائی ہوئی۔ قبیلہ کندہ کے وفد میں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں ستّر آدمیوں کے ساتھ حاضر ہوئے اور مسلمان ہو گئے۔ کنیت ابو محمد کیا کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے انتقال کے بعد یہ حضرت ابوبکر رضؓ سے بیعت کرنے پر راضی نہیں ہوتے۔ اس لئے حضرت ابوبکر رضؓ کے گماشتہ اُن سے لڑے، آخر ش پناہ مانگی، اس نے اُن کو امن دیکر ان کے پاس بھیجا۔ انھوں نے اُن سے دو باتوں کی فرمائش کی، ایک تو یہ کہ مجھے جزیرہ پر بحال رہنے دیجئے، دوسرے اپنی بہن اُمّ فرہ سے عقد کر دیجئے۔ حضرت ابوبکر رضؓ نے اُن کی دونوں فرمائشیں پوری کر دیں سنہ ۴۰ھ میں انتقال کر گئے۔

اُن کے پوتے عبد الرحمٰن بن محمد اشعث نے حجاج پر چڑھائی کی تھی، علماء

اور قراء اُن کے ساتھ ہو گئے تھے۔

حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضؓ

فتح مکہ کے بعد یہ مسلمان ہوئے یرموک کی لڑائی میں حضرت ابو بکر رضؓ کی خدمت میں جہاد کرتے ہوئے مارے گئے۔ کوئی اولاد باقی نہیں رہی۔

حضرت حجر بن عدی رضؓ

اُن کو حضرت معاویہ رضؓ نے قتل کرایا تھا۔ ابو عبدالرحمٰن کنیت کیا کرتے تھے۔ وفد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور مسلمان ہو گئے تھے۔ قادسیہ، جمل اور صفین کی لڑائیوں میں یہ حضرت علی رضؓ کے ساتھ تھے۔ حضرت معاویہ رضؓ نے اُن کو اور چند شخصوں کو دھوکے سے قتل کر دیا۔ اُن کے دو بیٹے عبداللہ اور عبدالرحمٰن بھی شیعہ تھے۔ اُن کو مصعب بن زبیر رضؓ نے قید کر کے قتل کیا۔ حجر ۵۳ھ میں مقتول ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن عوسجہ بجلی رضؓ

اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی حارثہ بن عمرو بن قریظہ کے پاس خط لے کر بھیجا تھا۔ اسلام کی دعوت کی غرض سے، ان لوگوں نے خط کو دھو کر ڈول کے پھندے میں پیوند لگا دیا اور اس کا جواب دینے سے انکار کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان کو کیا ہو گیا ہے؟ خدا ان کو عقل سے خالی کرے۔ اسی وجہ سے وہ لوگ بے وقوف اور واہیات کلام کرنے والے ہوئے۔

حضرت فیروز دیلمی رضؓ

یہ ان فارسیوں کی اولاد سے ہیں جن کو کسریٰ نے یمن کی طرف بھیجا تھا۔ اُن لوگوں نے وہاں سے حبشیوں کو نکال دیا۔ اور خود مالک بن گئے۔ انہوں نے اسود

بن کعب عنسی کو جس نے یمن میں نبی ہونے کا دعویٰ کیا تھا، قتل کیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اس کو مرد صالح فیروز دیلمی نے قتل کیا ہے۔ وفد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور چند حدیثیں روایت کرتے ہیں۔ ان حدیثوں میں اُن کے نام کے ساتھ حمیری بھی ہے، اُن کو حمیری اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اُنھوں نے حمیر میں سکونت اختیار کی تھی۔ حضرت عثمان رض کی خلافت میں انتقال کیا۔

حضرت عجلانی رض

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور اُن کی بی بی کے درمیان لعان کرایا تھا۔ اُن کا نام عمویر بن حارث ہے۔ عکرمہ کا بیان ہے کہ لعان کے بعد جو لڑکا پیدا ہوا تھا۔ اُس کو میں نے مصر کا حاکم دیکھا تھا۔ وہ اپنے باپ کی طرف منسوب نہیں کیا جاتا تھا۔

عباس بن مرداس سلمی رض

فتح مکہ سے پہلے مسلمان ہوئے تھے فتح مکہ کے دن یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نو سو سے زیادہ نیزے اور زرہیں گھوڑے پر لیکر حاضر ہوئے تھے، یہ مکہ اور مدینہ میں نہیں رہا کرتے تھے بلکہ اپنے وطن کو لوٹ جایا کرتے تھے۔ حلیمہ اُن کا بیٹا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ حدیثیں روایت کرتا ہے۔

حضرت ابو برزہ اسلمی رض

اُن کا نام عبداللہ بن فضلہ ہے اور بعضوں کا بیان ہے کہ فضلہ بن عبداللہ خراسان کے جہاد میں شریک اور شہید ہوئے۔

حضرت فرات بن حیان رض

قبیلۂ عجل کے خاندان بنی سعد کے جماعت حنظلہ بن ثعلبہ بن سیار

سے بھے۔ یہ راستوں سے بہت واقف تھے۔ قریش کے قافلوں کے ساتھ ملک شام جایا کرتے تھے۔ حسان نے انھیں کے بارے میں یہ شعر کہا ہے۔

فان تلق فی تطرابنا وابعاثنا   فرات بن حیان فغط دون ہالک

یہ مسلمان ہو گئے اور اپنے اسلام کو آراستہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے خیبر کے دن مؤلفۃ القلوب کو دینے سے جب فراغت کی تو فرمایا کہ "بعض لوگ ایسے ہیں کہ ہم اُن کو اُن کے ایمان کے سپرد کرتے ہیں انہی میں فرات بن حیان بھی ہیں"۔

حضرت خشخاش رضہ

یہ خشخاش بن خلف ہیں، اُن کے باپ بنی العنبر کے پہلوان کہلاتے تھے۔ اُن کو آپؐ نے فرمایا تھا "تیرا بایاں تیرے داہنے پر ظلم نہ کرے"۔ مالکؒ اور عبیدان کے دو بیٹے ملکوں کے حاکم تھے۔ مالک کا بیٹا حصین زیاد کی طرف سے "زمیان" کا حاکم تھا اور چالیس برس تک حکومت کرتا رہا اور دوسرا بیٹا حر تھا، جن کی اولاد سے معاذ بن عنبری تھے۔ رشید کی طرف سے بصرہ کے قاضی تھے

آل خشخاس کے آزاد غلاموں میں سے فیروز تھا، عراق میں اُسکی بہت قدر تھی۔ بہت سے ملکوں کا حاکم تھا۔ ابن اشعث کے ساتھ اُس نے خروج کیا تھا۔ حجاج نے کہا تھا کہ جو کوئی فیروز کا سر لے آئے اُس کو دس ہزار درہم دونگا۔ فیروز نے کہا جو کوئی حجاج کا سر لے آئے گا اس کو میں لاکھ درہم دوں گا۔ آخرش جب ابن اشعث کو شکست ہوئی تو یہ بھاگ کر خراسان چلے گئے، وہاں یزید بن مہلب نے گرفتار کر کے اُن کو حجاج کے پاس بھیجدیا۔ حجاج نے اُن سے کہا اپنا مال بتادو۔ اُنھوں نے کہا اس شرط پر کہ مجھ کو امن دے۔ اُس نے کہا نہیں۔ اُنھوں نے پکار کر کہہ دیا کہ جس کے پاس میرا مال ہو اس کو میں نے

بخش دیا۔ مجبور ہو کر حجاج نے اُن کے پٹھوں کو چیرنے کا حکم دیا۔ یہاں تک کہ تمام جسم کو اُن کے چاک کر دیا۔ اخیر میں سرکہ اور نمک اُن کے بدن پر ڈلوا دیا۔ اور وہ مر گئے۔

حضرت عیاض بن حماد رضؓ

یہ عیاض بن حماد بن ابی حماد بن ناجیہ بن عقال دارمی ہیں، ابو حماد بن ناجیہ بن عقال دارمی، فرزدق شاعر کے دادا صعصعہ بن ناجیہ کے بھائی تھے۔ عیاض نے کفر کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیہ بھیجا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ کافر کی چیز ہم نہیں قبول کرتے۔ اُن کی اولاد کی مجھے خبر نہیں

حضرت اشج عبدی رضؓ

یہ منذر بن عائذ ہیں۔ قبیلۂ عصر سے تھے۔ عمرو بن قیس اُن کے بھانجے تھے اور یہ ربیعہ کی قوم میں سب سے پہلے مسلمان ہوتے۔ یہ اس طرح واقعہ ہوا کہ اشج نے اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر لانے کے لئے بھیجا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے وہ واپس آئے اور آپکی خبر دی تو وہ مسلمان ہو گئے اور پھر رسول اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم میں دو خصلتیں ہیں جن کو خدا پسند کرتا ہے۔ ایکؔ بردباری دوسرؔی حیا۔

حضرت جارود عبدی رضؓ

یہ بشیر بن عمرو بن عنش بن معلےٰ قبیلۂ عبد القیس سے ہیں۔ ابو غیاث کنیت کیا کرتے تھے، اُن کا جارود (منحوس) نام اس وجہ سے پڑا کہ یہ اپنے اونٹوں کو لے کر بنی شیبان میں اپنے ماموں کے پاس بھاگ گئے تھے، اُن کے اونٹوں کو بیماری تھی۔ وہ بیماری اُن کے ماموؤں کے اونٹوں میں پھیل گئی۔ اور وہ مر گئے۔ اسی وجہ سے کسی شاعر نے کہا ہے۔ کما جرد الجارود بکر بن وائل۔

جارود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسلمان ہوئے تھے. پھر عقبۃ الطین میں اُن کو دشمن نے قتل کر دیا. اسی وجہ سے اُن کا نام عقبۃ الجارود پڑا. عبداللہ بن جارود اُن کے بیٹے تھے، ناٹے ہونے کی وجہ سے "طیر الغاق" کہلاتے تھے. قبیلۂ عبدالقیس کے سردار تھے. کوفہ اور بصرہ کے تمام قبیلوں نے جمع ہو کر "رستقابان" میں اُن کو اپنا سردار بنا کر حجاج سے لڑائی شروع کی. آخرش حجاج فتح یاب ہوا. اور اُن کو دار پر کھینچا اُن کا دوسرا بیٹا منذر بن جارود علی رض کی طرف سے اصطخر کا حاکم تھا، منذر کا بیٹا حکم عبدالقیس کا سردار تھا، کذاب حرمانی نے انہی کی شان میں میں کہا ہے،

یاحکم بن المنذر بن الجارود	سرادرق المجد علیک ممدود
اے حکم بن منذر بن جارود	بزرگی کے پردے تجھ پر کھلے ہیں
انت الجواد بن الجواد المحمود	بنت فی الجواد وفی بیت الجود
تو اچھے سخی کا سخی بیٹا ہے	تمنے سخاوت اور اس کے گھر میں پرورش پائی ہے

والعود قد ینبت فی اصل العود

عود (خوشبودار لکڑی) کی جڑ میں عود ہی پیدا ہوتا ہے

ابو غیلان کنیت تھی، حجاج کے قید خانہ میں، جو دیماس مشہور ہے انتقال کیا.

حضرت صحار بن عباس عبدی رض

وفد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے تھے، بہت بڑے خطیب (لیکچرار) تھے. بدن سُرخ اور آنکھیں زرد تھیں. معاویہ رض نے اُن کو ازرق (زرد آنکھ والے) کہہ کر پکارا، انھوں نے کہا. ازرق باز ہوتا ہے، پھر کہا اے احمر (سُرخ رنگ والے) انھوں نے کہا سُرخ رنگ سوہنا ہوتا ہے، یہ عثمانی تھے. چونکہ عبدالقیس شیعہ تھے، انھوں نے اُن

کے خلاف کیا۔ جعفر بن زید کے دادا تھے۔ جعفر فاضل اور برگزیدہ عابد تھے۔ صحار نے دو یا تین حدیثیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہیں

حضرت حزیم بن فاتک رض

قبیلۂ بنی اسد سے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے ہوئے اور اُن سے روایت کرتے ہیں۔

اُن کے بیٹے ایمن بن حزیم شاعر میروص تھے، بنی مروان کے قصہ گو اور خانساماں تھے۔ مصنف کہتے ہیں کہ مجھ سے سہل بن محمد نے بیان کیا کہ اُن سے اصمعی نے، اُن سے ابو زکریا حبطی نے، اُن سے اُن کے باپ نے کہ عبدالملک بن مروان نے ایمن بن حزیم سے کہا کہ تمھارے باپ اور چچا دونوں صحابی تھے۔ تم یہ مال مجھ سے لو اور ابن زبیر سے جاکر لڑو۔ انھوں نے اس سے انکار کیا۔ اور کہا۔

ولست بقاتل رجلا یصلے علی سلطان آخر من قریش

دوسرے شخص کی بادشاہت کیلئے میں قریش کے ایسے آدمی سے جو نماز پڑھتا ہے ہرگز نہیں لڑ سکتا۔

لہ سلطانہٗ وعلے وزرے معاذ اللہ من سفہ وطیش

اسکی تو بادشاہت رہیگی اور مجھ پر گناہ ہوگا۔ میں ایسی بیوقوفی اور غصہ سے پناہ مانگتا ہوں

اا قتل مومناً واعیش حیاً ولست بنافع ماعشت عیشے

کیا میں مسلمان کو قتل کروں اور خود زندہ رہوں؟ یہ میرے لئے جب تک میں زندہ رہوں گا۔ ہرگز مفید نہ ہوگا۔

★

جن صحابہؓ نے سب سے اخیر میں انتقال کیا

واقدی کا بیان ہے کہ کوفہ میں سبھوں سے پیچھے جنھوں نے انتقال کیا عبداللہ بن ابی اوفیٰ ہیں۔ اُن کا انتقال ۸۶ھ میں ہوا۔ مدینہ میں سبھوں سے اخیر میں سہل بن سعد ساعدی نے ۹۱ھ میں انتقال کیا۔ اُن کی عمر سو برس کی تھی۔ بصرہ میں سبھوں سے پیچھے انس بن مالک نے ۹۱ھ میں۔ بعضوں کا بیان ہے کہ ۹۲ھ میں، شام میں سبھوں سے اخیر میں عبداللہ بن بسر نے ۹۸ھ میں انتقال کیا۔ ان سبھوں سے پیچھے شام میں واثلہ بن اسقع نے ۸۵ھ میں انتقال کیا۔ اُن کی عمر اٹھانوے برس کی تھی۔ قبیلۂ بنی لیث بن کنانہ سے تھے۔

حضرت ابوالطفیل

یہ ابوالطفیل عامر بن واثلہ ہیں۔ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا۔ صحابہ میں انھوں نے سبھوں سے پیچھے انتقال کیا۔ ۱۰۰ھ کے بعد انھوں نے انتقال کیا۔ حضرت علی رضؓ کے ساتھ سب لڑائیوں میں شریک رہے۔ مختارؓ کے علمبردار تھے انہی کا قول ہے۔

وبقیت سہما فی الکنانۃ واحدا — سیرمی بہ او یکسر السہم کاسرہ

کنانہ میں میں ہی ایک تیر رہ گیا ہوں، اب چاہے یہ پھینکا جائے یا اسکو کوئی

توڑ دے

یہ اشعار بھی انہی کے ہیں۔

ابدعونی شیخاً وقد عشت حقبۃ
وہنّ من الازواج نحوے نزائع

کیا اب وہ مجھے بوڑھا کہتی ہیں حالانکہ ایک زمانہ تک میں زندہ رہا اور وہ اپنے شوہروں کو چھوڑ چھوڑ کر مجھے پسند کیا کرتی تھیں۔

وماشاب رأسی من سنین تتابعت
علیّ ولکن شیبتنی الوقائع

میرے سر کے بال متواتر ان چند سالوں کے گذرنے سے نہیں سفید ہوتے بلکہ حوادثات نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔

مؤلفۃ القلوب

(جو لوگ خاطر و مدارات سے مسلمان ہوتے) ان کے نام ہیں۔ ابوسفیان رضؓ بن حرب، اُن کے بیٹے معاویہ رضؓ۔ انھوں نے اپنے اسلام کو بعد میں درست کر لیا۔ حکیم بن حزام رضؓ یہ بعد میں پکّے مسلمان ہو گئے۔ ابوجہل کے بھائی حارث بن ہشام رضؓ، یہ بھی بعد میں پکّے مسلمان ہوتے۔ سہیل بن عمرو رضؓ، انھوں نے بھی اپنے اسلام کو درست کیا، علاء بن حارثہ ثقفی رضؓ، عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر، اقرع بن حابس رضؓ مالک بن عوف نصری رضؓ، عباس بن مرداس سلمی رضؓ، بعد میں پکّے مسلمان ہوتے۔ قیس بن مخرمہ رضؓ، انھوں نے بعد میں اپنے اسلام کو درست کیا اور جبیر بن مطعم رضؓ۔ یہ بھی پکّے مسلمان ہو گئے تھے۔

ان منافقوں کے نام جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تبوک کی لڑائی میں گھاٹی سے گرانے کا قصد کیا تھا۔

عبد اللہ بن ابی بن سلول، سعد بن ابی سرح، یہ اس شخص کا باپ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی لکھا کرتا تھا۔ اور "غفور رحیم" کی جگہ "عزیز حکیم" لکھا کرتا تھا، ابو حاضر اعرابی، حلاس بن سوید بن صامت مجمع بن حارثہ، ملیح تیمی، اس نے کعبہ کی خوشبو کو چوری کیا تھا۔ اور اسلام سے مرتد ہو کر چلا گیا تھا، پھر اس کا حال معلوم نہیں ہوا۔ حصین بن نمیر اس نے زکوٰۃ کے چھوہارے بھی چوری کئے تھے۔ طعیمہ بن ابیرق اور مرہ بن ربیع ان سب کا سردار ابو عامر تھا۔ اسی کے لئے سبھوں نے مسجد ضرار بنائی تھی۔ یہ ابو حنظلہ کا باپ ہے۔ جن کو فرشتوں نے غسل جنازہ دیا تھا۔

ان تین صحابیوں کے نام جو کہ لڑائی میں نہ جا سکے۔
اور اُن کے بارے میں قرآن نازل ہوا۔

کعب بن مرہ، مرارہ بن ربیع اور ہلال بن اُمیہ۔

حضرت ابو سفیان بن حرب رضؓ

ان کا نام صخر بن حرب بن اُمیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ ہے۔ حضرت ابو سفیان رضؓ فتح مکہ سے کچھ پہلے مسلمان ہوتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کی زکوٰۃ کا گماشتہ مقرر کیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی لڑائی میں اُن کی ایک آنکھ چلی گئی تھی۔ حضرت عثمان رضؓ کی خلافت تک زندہ رہے، مرنے سے پہلے اندھے ہو گئے تھے۔ مدینہ میں ۳۲ھ میں انتقال کیا۔ عمر اٹھاسی برس تھی، حضرت ابو سفیان رضؓ کی ماں صفیہ بنت حزن قبیلۂ قیس عیلان سے تھیں۔ حضرت معاویہ رضؓ کی ماں ہندہ بنت عتبہ بن ربیعہ ہیں۔ بعضوں کا بیان ہے کہ اُن کی ایک

آنکھ طائف کی لڑائی میں چلی گئی تھی۔ اور دوسری یرموک کی لڑائی میں۔ حضرت ابوسفیان کی اولاد امّ المومنین اُمّ حبیبہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھیں اُن کا نام رملہ تھا۔ آمنہ، عمرو، ہند، صخرہ، معاویہ، عتبہ، جویریہ، اُمّ حکم (ان چاروں کی ماں ہند بنت عتبہ ہیں) حنظلہ، عنبسہ، محمد، زیاد، یزید، رملہ صغریٰ اور میمونہ تھیں۔

آل ابوسفیانؓ

عمرو بن ابی سفیان رضؓ۔ یہ بدر کی لڑائی میں قید کئے گئے ابوسفیان نے ان کا زر فدیہ ادا نہیں کیا، بلکہ اس کی جگہ پر ایک مسلمان کو قید کیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو چھوڑا تو ابوسفیان کے اس مسلمان کو رہا کر دیا۔ اُن کی کوئی اولاد نہیں۔

حنظلہ بن ابی سفیان

اس کو حضرت علی رضؓ نے بدر کی لڑائی میں قتل کیا تھا۔ اسکی کوئی اولاد نہیں ہے۔

حضرت یزید بن ابوسفیان رضؓ

اُن کا لقب یزید الخیر تھا، ابوبکر رضؓ نے ان کو شام کا حاکم بنایا تھا۔ ابوبکر رضؓ کے عمر رضؓ نے بھی برقرار رکھا۔ ابوسفیان رضؓ یرموک کی لڑائی میں انہی کے ساتھ لڑتے تھے۔ انھوں نے شام میں حضرت عمر رضؓ کی خلافت میں طاعون سے انتقال کیا، یہ واقعہ ۱۸ھ کا ہے۔ اُن کے بعد حضرت عمر رضؓ نے اُن کی جگہ پر اُن کے بھائی معاویہؓ کو مقرر کیا۔ یزید کی کوئی اولاد نہ تھی۔

عنبسہ بن ابی سفیان

ان کو شراب پینے کی علت میں خالد بن عبداللہ بن خالد نے طائف میں حد ماری تھی۔ ان کی اولاد بہت تھی۔ مگر اُن کا نسب صرف عثمان بن عنبسہ

سے جاری رہا۔

محمد بن سفیان

ان کا لقب کا عثمان تھا۔ یہ یزید بن معاویہ رضؓ کی طرف سے مدینہ کا حاکم تھا۔ مدینہ والوں نے اس سے سختی کی تھی۔ اسی وجہ سے حرہ کی لڑائی ہوئی۔

عنبسہ بن ابی سفیان

یہ ضعیف شمار ہوتے تھے۔ حضرت عائشہ رضؓ کے ساتھ جمل کی لڑائی میں شریک تھے۔ حضرت معاویہ رضؓ نے ان کو مصر کا حاکم بنایا تھا۔ اُن کی اولاد بہت تھی منجملہ اُن کے معاویہ بن عنبسہ تھے، معاویہ رضؓ نے اُن کو مدینہ کا حاکم بنایا تھا۔ اور عمرو بن عتبہ تھے۔ یہ ابن اشعث کے ساتھ تھے اور قتل کئے گئے۔ اُن کی اولاد بہت ہے۔

زیاد بن ابی سفیان

ابو مغیرہ کنیت کیا کرتے تھے۔ ان کی ماں اسماء بنت اعور قبیلۂ بنی عبشمی بن سعد کی تھیں۔ ابو الیقظان نے ایسا ہی بیان کیا ہے، اور دوسروں کا بیان ہے کہ اُن کی ماں سمیہ بنت ابی بکرہ رضؓ تھیں۔ ہم نے جہاں پر ابو بکرہ کا حال لکھا ہے۔ وہیں پر اُن کا بھی حال بیان کیا ہے۔ زیاد فتح مکہ کے سال طائف میں پیدا ہوئے، مغیرہ بن شعبہ کے کاتب تھے اس کے بعد ابو موسیٰ کے کاتب رہے، اُن کے بعد ابن عامر کے، پھر ابن عباس کے، یہ علی رضؓ کے ساتھ۔ علی رضؓ نے اُن کو حاکم مقرر کیا تھا۔ معاویہ رضؓ نے اس پر عتاب کا خط لکھا۔ انھوں نے جواب میں لکھ بھیجا کہ تم مجھے ڈراتے ہو، باوجودیکہ ہمارے تمھارے درمیان حضرت علی ابن ابی طالب ہیں۔ خدا کی قسم اگر میرے نزدیک تمہارا گذر ہو جاتے گا تو تم مجھے سرخ اور تلوار سے مارنے والا پاؤ گے۔ پھر معاویہ رضؓ نے بصرہ اور اس کے ملحقات کا ان کو حاکم بنایا۔ اور جب حضرت مغیرہ بن شعبہ رضؓ (حاکم بصرہ) انتقال کر گئے

تو عراقین (کوفہ بصرہ) اُن کے علاقے میں کر دیا۔ یہ پہلے شخص ہیں جن کو دونوں جگہ کی حکومت ملی، آٹھ برس تک حکومت کی۔ پانچ برس صرف بصرہ میں اور تین برس کوفہ میں اور بصرہ دونوں میں۔ کوفہ میں ۵۳ھ میں انتقال کیا۔ مجھ سے سہل بن محمد نے بیان کیا۔ اُن سے اصمعی نے، اُن سے جریر بن حازم نے اُن سے زبیر بن حریث نے، اُن سے ابی لبید نے کہ زیاد جس وقت بصرہ کے حاکم تھے میرے پاس سے گذرے، میں نے دیکھا کہ دو آدمی اُن کے ساتھ ہیں، اور وہ خچر پر سوار ہیں اور اُسکی رسّی اُن کی گردن میں لپیٹی ہوتی ہے۔

زیاد کی اولاد

اُن کی اولاد عبد الرحمٰن، مغیرہ، محمد، ابو سفیان، عبید اللہ، عبد اللہ، اُن دونوں کی ماں مرجانہ تھی۔ مسلم، عثمان، عباد، ربیع، ابو عبیدہ، یزید، عنبسہ، اُمّ معاویہؓ، عمرو، غصن، عتبہ، ابان، جعفر ابراہیم، سعید، اور تیئس لڑکیاں۔ عبید اللہ بن زیاد اپنی کنیت ابو حفص کیا کرتے تھے۔ یہ خالدار اور خوبصورت تھا۔ زیاد اسکی ماں مرجانہ کو شیرویہ اسواری سے عقد میں لایا تھا، عبید اللہ کو اُسی کے سپرد کر دیا تھا، اس نے اساور میں پرورش پائی، اس کی زبان میں لکنت تھی، معاویہ کی طرف سے خراسان کا حاکم تھا، بعد اس کے اپنے باپ کی جگہ عراقین (کوفہ بصرہ) کا حاکم ہوا۔ اور جب یزید مرگیا تو بصرہ والوں نے سرکشی کی۔ اور اس کو گھر سے نکال دیا۔ اس نے مسعود بن عمر کی پناہ لی۔ اور جب وہ مارا گیا تو شام چلا گیا۔ اور مروان سے جا ملا۔ مرج کی لڑائی میں یہ مروان کے ایک بازو پر تھا۔ مروان کو جب فتح ہوئی تو پھر اُس نے کوفہ کا حاکم بنا دیا۔

جب یہ کوفہ کے قریب پہونچا تو مختار نے اس کو قتل کر دیا، اس کی کوئی اولاد نہیں۔ عاشورہ کے روز ۶۷ھ میں مقتول ہوا۔ عبد اللہ ابن زیاد اپنی

کنیت ابوخالد کیا کرتا تھا۔ حضرت معاویہ رضؓ نے اُن کو خراسان کا حاکم بنایا تھا۔ اس کی اولاد بصرہ میں ہے۔ مغیرہ بن زیاد کی کوئی اولاد نہیں ہے، محمد بن زیاد کی بھی کوئی اولاد نہیں ہے۔ ابوسفیان بن زیاد طاعون سے جنگلوں میں چلا گیا تھا۔ اور وہیں پر طاعون میں مبتلا ہو کر انتقال کر گیا۔ اس کی اولاد بصرہ میں ہے۔ مسلم بن زیاد کی کنیت ابوحرب تھی۔ یہ زیاد کی اولاد میں سب سے فائق تھا۔ یزید کی طرف سے خراسان کا حاکم تھا۔

ابن اعرادہ نے اسی کے بارے میں کہا ہے۔

عبت علی سلم فلما ہجرتہ
وخالطت اقوا لبکیت علی سلم

میں نے سلم پر عتاب کیا لیکن جب میں اسکو چھوڑ کر لوگوں سے جاملا تو سلم کے واسطے رویا کرتا تھا۔

اس نے بصرہ میں انتقال کیا اور اسکی اولاد میں سے عباد بن زیاد کی کنیت ابوحرب تھی۔ معاویہ کی طرف سے سجستان کے سات برس تک حاکم رہے۔

اسی کے بارہ میں مقرغ کا قول ہے۔

"سبق عباد وصلت لحیتہ"

اُس کی اولاد شام اور بصرہ میں ہے۔ ربیع بن زیاد لنگڑا تھا۔ اُس کی اُولاد سے کچھ لوگ بصرہ میں ہیں۔ ابوعبیدہ بن زیاد، اس کو سلم بن زیاد نے کابل کا حاکم بنایا تھا۔ یہ وہاں قید ہوگیا تو اُس نے سات لاکھ درہم دے کر قید سے آزاد کرایا۔ اُس کی اولاد باقی ہے۔ یزید بن زیاد کو سلم بن زیاد نے سجستان کا حاکم مقرر کیا تھا۔ اُس نے دشمن کو مار ڈالا۔ اس کی کوئی اولاد نہیں رہی۔ عنبسہ

بن زیاد مکہ کے راستہ میں طاعون سے ہلاک ہوا۔ اسکی کوئی اولاد نہیں رہی۔ عتبہ بن زیاد کی اولاد بصرہ میں بہت ہے۔ عمرو، عفص، ابان، جعفر ابراہیم اور سعید کی اولاد نہیں رہی۔

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضؓ

ابو عبدالرحمٰن اپنی کنیت کیا کرتے تھے۔ فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے کاتب تھے حضرت عمر رضؓ اور حضرت عثمان رضؓ کی طرف سے بیس برس تک شام کے حاکم رہے۔ سنہ ۴۰ھ میں خلیفہ ہوئے، اس وقت باسٹھ سال کی عمر تھی۔ اُن کو خبر ملی کہ کوفہ والوں نے حسن بن علی رضؓ سے بیعت کی ہے۔ یہ کوفہ کے ارادہ سے نکلے۔ اور حسن بن علی رضؓ بھی اُن کے ارادہ سے چلے اور دونوں کی ملاقات کوفہ کے قریب ایک مقام پر ہوئی۔

آخرش حضرت حسن رضؓ کے صلح کر کے حضرت معاویہؓ سے بیعت کر لی۔ پھر دونوں کا کوفہ میں داخلہ ہوا۔ اُس کے بعد معاویہؓ شام چلے گئے۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضؓ کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا۔ اور بصرہ کا عبداللہ بن عامر کو، اخیر میں دونوں جگہوں کا حاکم زیاد کو بنایا۔

حضرت معاویہؓ نے ایک مہینہ کم بیس برس خلافت کی، دمشق میں سنہ ۶۰ھ میں انتقال کیا۔ بیاسی برس کی عمر تھی۔

ابن اسحٰق کا بیان ہے کہ اُن کی عمر اٹھتر برس کی تھی۔ پھوڑے کے نکلنے کے سبب سے انھوں نے انتقال کیا۔ زمانہ خلافت میں اُن کے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ کیونکہ بریک صریمی نے اُن کے چوتڑ پر تلوار ماری تھی جس کی وجہ سے اُن کے اولاد نہیں ہوتی تھی۔

حضرت معاویہ رضؓ کی اولاد

ان کی اولاد عبدالرحمٰن ایک لونڈی سے یزید۔ اس کی ماں میسون بنت مجدل کلبیہ تھی۔ عبداللہ، ہند، رملہ، اور صفیہ تھیں، عبدالرحمٰن بن معاویہ کی کوئی اولاد نہیں۔

عبداللہ بن معاویہ کمزور تھے، منقب اُن کا لقب تھا۔ ان کی کوئی اولاد نرینہ نہ تھی۔ صرف اُن کی بیٹی تھی۔ جس کا نام عاتکہ تھا۔ جس کا عقد یزید بن عبدالملک سے ہوا تھا۔

اسی کے بارے میں کسی نے یہ شعر کہا ہے۔

یا بیت عاتکۃ الذی اتغزل
حذر العدی وبہ الفؤاد مؤکل

تمت بالخیر